شرح متن

الدروس المهمة لعامة الأمة

(عام مسلمانوں کیلئے اہم اسباق)

تالیف:

سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ

(سابق مفتی سعودی عرب)

شارح

فضیلۃ الشیخ ہیثم بن محمد جمیل سرحان

(سابق مدرس معہد الحرم۔ مسجد نبوی ﷺ۔ جنرل منیجر تاصیل علمی)

مترجم

ڈاکٹر محفوظ الرحمن محمد خلیل الرحمن

(پی ایچ ڈی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ)

نظر ثانی

فضیلۃ الشیخ محمد اشفاق مدنی

(مدرس دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ، بہار، انڈیا)

وقف لله تعالى لا يجوز بيعه

یہ کتاب اللہ کیلئے وقف ہے بیچنا جائز نہیں ہے

طبع على نفقة الشيخ محمد جميل بن عبد الغني سرحان رحمه الله

ناشر: معهد السنة

شـــرح

متن الدُّروس المهمَّة لعامَّة الأُمَّة

عام مسلمانوں کیلیۓ اہم اسباق

تالیف : سماحة الشيخ الامام عبد العزيز بن عبد الله بن باز رحمه الله

شـــارح

فضيلة الشيخ هيثم بن محمد جميل سرحان

سابق مدرس معہد الحرم - مسجد نبوی ﷺ - وجزل مینیجر: تاصیل علمی

http://attasseel-alelmi.com

مترجم

محفوظ الرحمن محمد خلیل الرحمن

پی ایچ ڈی اسکالر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

نظر ثانی

فضيلـة الشيخ محمد اشفـاق مدنی

مدرس دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ بہار انڈیا

مؤلف کے مقدمہ کی تشریح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، وصلى الله وسلم على عبده ورسوله نبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہان کا رب ہے، اور پرہیز گاروں کے لئے نہایت ہی عمدہ انجام ہے، اور درود و سلام نازل ہو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ کے بندے اور رسول ہیں، امابعد!

یہ مختصر ایسی باتیں ہیں جن کا تعلق دین اسلام سے ہے اور جن کا جاننا عام لوگوں کے لیے نہایت ہی ضروری ہے، اسی لیے میں نے اس کا نام رکھا ہے **"الدروس المهمة لعامة الأمة" (عام مسلمانوں کے لئے اہم اسباق)**۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی اس کتاب کو مسلمانوں کے لیے نفع بخش بنائے، اور اس کو میری جانب سے قبول فرمائے، یقیناوہ نہایت سخی اور کرم کرنے والا ہے۔

عبد العزیز بن عبد اللہ ابن باز

ہم یہ اسباق کیوں پڑھیں؟

اس لیے کہ یہ بہت اہم اسباق ہیں جیسا کہ مؤلف رحمہ اللہ نے اس کا نام رکھا ہے، اور علماء نے اسے پڑھنے کی نصیحت بھی کی ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ: ہاں یہ اہم ہے لیکن امت کے عام افراد کے لیے ہے اور میں طالب علم ہوں، میرا درجہ عوام الناس کے درجے سے اوپر ہے!

جواب: تو پھر ہم اس سے کتاب کے موجودہ اسباق سے سوال کریں گے، اگر جواب نہ دے سکے تو عام افراد اس سے بہتر ہیں، نیز طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ تواضع اختیار کرے، علم اور علماء کے تعلق سے تکبر نہ کرے، اور علماء ربانیین کے نقش قدم پر چلے۔ "صحیح بخاری" میں ہے: امام مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: ”شرم اور تکبر کرنے والا علم حاصل نہیں کر سکتا“۔

یہ کتاب مندرجہ ذیل اہم اسباق پر مشتمل ہے:

۱- سلف صالحین کا قرآن پڑھنے، اسے یاد کرنے، اس میں تدبر کرنے اور اس پر عمل کرنے کا بیان۔

۲- اسلام، ایمان، احسان، توحید اور شرک کے اقسام کا بیان۔

۳- نماز کا بیان۔

۴- وضو کا بیان۔

۵- شرعی اخلاق کو اپنانے اور اسلامی آداب میں ڈھلنے کا بیان۔

۶- شرک اور دیگر گناہوں سے ڈرانے کا بیان ۔

۷- میت کی تجہیز و تکفین، نماز جنازہ اور تدفین کا بیان ۔

علماء اپنی کتابوں کو بسم اللہ سے کیوں شروع کرتے ہیں؟

قرآن کریم اور انبیاء ورسل علیہم السلام کی پیروی کرتے ہوئے۔	حدیث رسول ﷺ: "ہر وہ اہم کام جو اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ ناقص ہے"؛ پر عمل کرتے ہوئے، گرچہ حدیث ضعیف ہے۔	علماء سلف رحمہم اللہ کی اقتدا کرتے ہوئے۔	اللہ کے نام سے شروع کرنے میں جو برکت ہے، اس کو حاصل کرتے ہوئے۔

پہلا سبق

سورہ فاتحہ اور چھوٹی سورتوں کا بیان

سورہ فاتحہ اور چھوٹی سورتوں یعنی سورہ زلزال تا سورہ ناس کو حتی المقدور درست طریقہ پر سیکھنا، سکھلانا، اور قراءت کی تصحیح کرنا، حفظ کرنا نیز ان تمام باتوں کی تشریح کرنا، جن کا سمجھنا ضروری ہے۔

وضاحت

مناسب ہے کہ سلف صالحین کے طریقہ کی پیروی کرتے ہوئے، ہر دن دس آیتیں شرح کے ساتھ کسی مختصر تفسیر جیسے تفسیر ابن سعدی سے یاد کی جائیں ور ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے اللہ سے مدد طلب کی جائے۔

طالب علم کس تفسیر سے شروع کرے؟

طالب علم کے لیے مناسب ہے کہ وہ شیخ عبد الرحمن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ کی تفسیر "تیسیر الرحمن فی تفسیر کلام المنان" سے شروع کرے ۔

کیونکہ:

- علمائے کرام نے اس کی نصیحت کی ہے اور خود بھی اس کی طرف توجہ فرمائی ہے۔
- یہ ایک مختصر تفسیر ہے جو کہ مبتدی کیلئے بہت ہی مناسب ہے۔
- اس کی عبارت آسان اور واضح ہے جس میں کسی قسم کی پیچیدگی نہیں ہے۔
- قرآن پر عمل کرنے میں معاون ہے۔ باذن اللہ۔
- مؤلف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں توحید کے مسائل پر خصوصی توجہ دی ہے۔

قرآن کریم کے ساتھ برتاؤ کرنے کے معاملے میں لوگوں کی قسمیں

تفریط سے کام لینے والے، افراط کرنے والے اور درمیانی راہ اختیار کرنے والے

تفریط سے کام لینے والے	افراط سے کام لینے والے	اعتدال سے کام لینے والے
یہ وہ لوگ ہیں، جو قرآن کو بھلا بیٹھتے ہیں، اور اس کی چند وجوہات ہیں:	یہ وہ لوگ ہیں، جو بغیر کسی غور وتدبر اور عمل کے قرآن کو پڑھتے اور یاد کرتے ہیں۔	یہ وہ لوگ ہیں، جو قرآن کو پڑھتے اور یاد کرتے ہیں، اس میں غور وفکر کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کیلئے اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں، اور یہی سلف صالحین اور ان کے متبعین کا طریقہ کار تھا۔

قرآن پڑھنے اور سننے کا اہتمام نہ کرنا۔	اس کو یاد نہ کرنا	اس میں غور وفکر نہ کرنا	اس پر عمل نہ کرنا	اس سے شفا حاصل نہ کرنا

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ وَقَالَ ٱلرَّسُولُ يَـٰرَبِّ إِنَّ قَوۡمِى ٱتَّخَذُواْ هَـٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ مَهۡجُورًا ﴾ (الفرقان:۳۰) اور رسول کہیں گے اے میرے رب بے شک میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس (ذو الخویصرہ تمیمی -خوارج کے سردار) کی نسل سے ایسے لوگ نکلیں گے جو قرآن کی تلاوت بڑی خوش الحانی کے ساتھ کریں گے، لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ (مسلم)

علامہ عبدالرحمن السعدی کی کتاب "تیسیر الرحمن فی تفسیر کلام المنان" سے ماخوذ چند اقتباسات اور ان پر سوالات وجوابات

[سورہ فاتحہ کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ①

﴿ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ② الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ③ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ④ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ⑤ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ⑥ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ⑦ ﴾

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔بدلے کے دن[یعنی قیامت] کا مالک ہے۔ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں، ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا،ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا[یعنی وہ لوگ جنھوں نے حق کو پہچانا مگر اس پر عمل پیرا نہ ہوئے] ، اور نہ گمراہوں کی[یعنی وہ لوگ جو بلا علم، عمل کرنے کے سبب راہ حق سے بھٹک گیے]۔

تفسیر: ﴿بِسْمِ اللَّهِ﴾ یعنی میں اللہ تعالی کے تمام ناموں سے ابتدا کرتا ہوں، کیوں کہ لفظ "اسم" مفرد اور مضاف ہے جو تمام اسمائے حسنی کو شامل ہے۔﴿اللَّهِ﴾ وہ ذات ہے، جو بندگی کے لائق اور معبود ہے، صرف وہی عبادت کا مستحق ہے کیوں کہ وہ الوہیت کی صفات سے متصف ہے، جو صفات کمال ہیں۔ ﴿الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾ یہ دو نام ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالی بے پایاں اور عظیم رحمت کا مالک ہے۔ان کی رحمت ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئی ہے، اور اللہ تعالی نے پرہیز گاروں اور اپنے انبیاورسل کے پیروکاروں کے لیے اس رحمت کو بطور خاص لازم فرمایاہے جبکہ یہ ہر جاندار کے لیے عام ہے،لہذا یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے رحمت مطلقہ ہے اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں کے لیے ان کی رحمت میں کم حصہ ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالی کے اسماءوصفات اور احکام صفات پر ایمان لانا ایمانیات کے ان قواعد میں شمار ہوتا ہے جن پر تمام سلف اور ائمہ امت متفق ہیں، مثلاً وہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالی﴿الرَّحْمَٰنِ﴾اور﴿الرَّحِيمِ﴾ ہے،﴿الرَّحْمَٰنِ﴾ اللہ تعالی کی ذاتی صفت ہے، یعنی اس کی ذات سراپا رحمت ہے، جبکہ ﴿الرَّحِيمِ﴾ اللہ تعالی کی فعلی صفت ہے، اور اس سے مراد وہ رحمتیں ہیں جو مخلوقات کو حاصل ہیں۔

اس طرح تمام نعمتیں اللہ تعالی کی رحمت ہی کے آثار ہیں۔ اور یہی اصول تمام اسمائے حسنی پر منطبق ہو گا جیسے (العلیم) کے بارے میں کہا جائے گا کہ اللہ تعالی علیم ہے یعنی صاحب علم ہے اور اس علم کے ذریعے ہر چیز کو جانتا ہے۔ وہ (قدیر) یعنی قدرت والا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

﴿ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ﴾ یہ اللہ تعالی کی صفات کمال اور اس کے ان افعال کے ذریعے ثناء ہے جو فضل وعدل کے درمیان گردش کرتے ہیں۔ لہذا ہر پہلو سے اس کے لیے کامل حمد ہے ﴿ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴾ "جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے"۔ ﴿رَبِّ﴾ وہ ہستی ہے جو تمام جہانوں کی پرورش کرنے والی ہے۔ ﴿ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ سے مراد اللہ تعالی کے سوا تمام مخلوق ہیں۔ پہلے اس نے ان کو پیدا کیا، ان کے لیے ان کی زندگی کا سروسامان مہیا کیا اور پھر انہیں ان عظیم نعمتوں سے نوازا کہ اگر وہ نہ ہوتیں تو ان کے لیے زندہ رہنا ممکن نہ ہوتا۔ لہذا مخلوق کے پاس جو بھی نعمت ہے وہ اللہ تعالی ہی کی عطا کردہ ہے۔

مخلوق کے لیے اللہ تعالی کی تربیت (پرورش کرنے) کی دو قسمیں ہیں:

(۱) تربیت عامہ　　　　(۲) تربیت خاصہ

تربیت عامہ سے مراد ہے کہ اللہ تعالی نے تمام مخلوق کو پیدا کیا، ان کو رزق بہم پہنچایا اور ان مفادات و مصالح کی طرف ان کی رہنمائی کی جن میں ان کی دنیاوی زندگی کی بقا ہے۔

تربیت خاصہ وہ تربیت ہے جو اس کے اولیاء کے لیے مخصوص ہے، چنانچہ وہ ایمان کے ذریعے ان کی تربیت کرتا ہے، انہیں ایمان کی توفیق سے نوازتا اور ان کی تکمیل کرتا ہے۔ وہ ان سے ان تمام امور کو دور کرتا ہے جو راہ حق پر چلنے سے انہیں باز رکھ سکتی ہیں اور ان جملہ رکاوٹوں کو ہٹاتا ہے جو ان کے اور اللہ تعالی کے درمیان حائل ہو سکتی ہوں۔

تربیت خاصہ کی حقیقت یہ ہے کہ اس سے ہر بھلائی کی توفیق ملتی ہے، اور ہر برائی سے حفاظت نصیب ہوتی ہے، شاید یہی معنی انبیائے کرام علیہم السلام کی دعاؤں کا سر نہاں ہے کہ ان میں اکثر "رب" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، کیوں کہ انبیائے کرام کی فریادیں تمام کی تمام اللہ تعالی کی ربوبیت خاصہ کے تحت آتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ﴿ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴾ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صرف اللہ تعالی ہی ہے

جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا، وہ اکیلا ہی ان کی تدبیر کرتا ہے، انہیں نعمتوں سے نوازتا ہے اور اسے ہی کمال بے نیازی حاصل ہے اور سارا جہاں ہر پہلو اور ہر اعتبار سے اس کا محتاج ہے۔

﴿ مَالِكِ يَوْمِ ٱلدِّينِ ﴾ "وہ بدلے کے دن کا مالک ہے" ﴿ مَالِكِ ﴾ وہ ہستی ہے جو ملکیت کی صفت سے متصف ہو۔اس صفت کے آثار ونتائج یہ ہیں کہ وہ ہستی حکم دیتی ہے اور روکتی ہے، [نیکی پر] ثواب عطا کرتی ہے اور [گناہوں] پر سزا دیتی ہے، وہ اپنی مملوکات میں ہر قسم کا تصرف کرتی ہے اور اس کی ملکیت میں سے ایک جزا کا دن بھی ہے اور وہ قیامت کا دن ہے، جس دن لوگوں کو ان کے اچھے اور برے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا، [اس لیے اس دن کی ملکیت کا خصوصی ذکر آیا ہے]، اس روز اللہ تعالیٰ کی ملکیت کاملہ، اس کا کمال عدل وحکمت مخلوق پر بالکل ظاہر ہو جائے گا اور یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ مخلوق کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے، حتی کہ اس دن بادشاہ، رعایا، غلام اور آزاد سب برابر ہوں گے۔اس روز تمام مخلوقات اس کی عظمت وعزت کے سامنے سرنگوں ہوگی۔جزاوسزا کے سلسلے میں تمام لوگ اس کے فیصلے کے منتظر ہوں گے، اس کے ثواب کے امیدوار اور اس کی سزا سے خائف ہوں گے۔اسی بنا پر اس نے بطور خاص اس دن کی ملکیت کا ذکر کیا ہے، ورنہ قیامت کے دن اور دیگر دنوں کا وہی تنہا مالک ہے۔

﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾ "ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں"۔یعنی تجھ اکیلے ہی کی ہم بندگی کرتے اور تجھ کو ہی مدد مانگنے کے لیے مخصوص کرتے ہیں، کیوں کہ (نحوی قاعدے کے مطابق) معمول کا اپنے عامل سے پہلے آنا حصر کا معنی پیدا کرتا ہے اور حصر سے مراد صرف شخصِ مذکور کے لیے حکم ثابت کرنا اور اس کے سوا جملہ افراد کی اس حکم سے نفی کرنا ہے۔گویا بندہ کہتا ہے: "ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔اور صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں اور تیرے سوا کسی سے مدد نہیں مانگتے"

عبادت کو استعانت پر مقدم کرنا، عام کو خاص پر مقدم کرنے کے باب میں سے ہے۔نیز اللہ تعالی کے حق کو بندے کے حق پر مقدم کرنے کا اہتمام ہے۔"عبادت" ایک ایسا جامع کلمہ ہے جو ان تمام ظاہری اور باطنی اعمال واقوال کو شامل ہے جن کو اللہ پسند کرتا ہے اور جن سے راضی ہوتا ہے۔

(استعانۃ) کا مطلب ہے نفع کے حصول اور نقصان کے ٹالنے میں پورے وثوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ کرنا۔اور عبادت الٰہی کا قیام نیز حصول منافع اور ازالہ ضرر کے لیے صرف اللہ سے مدد کا

طلب گار ہونا، ابدی سعادت کا وسیلہ اور تمام برائیوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔لہٰذا نجات کا راستہ یہی ہے کہ عبادت بھی صرف ایک اللہ کی ہی کی جائے اور مدد بھی صرف اسی سے مانگی جائے۔اور عبادت اس وقت تک عبادت نہیں جب تک اسے رسول ﷺ سے لیانہ گیا ہو اور اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضانہ ہو۔ان دو امور کے وجود سے عبادت متحقق ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے "استعانت" کو "عبادت" کے بعد ذکر کیا ہے، حالاں کہ استعانت عبادت میں داخل ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بندہ اپنی تمام عبادات میں اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج ہے۔اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد نہ فرمائے تو بندہ اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل اور اس کی منع کردہ چیزوں سے اجتناب نہیں کر سکتا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴾ یعنی سیدھے راستے کی طرف ہماری راہ نمائی فرما، اور سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق سے ہمیں نواز۔

﴿ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴾ سے مراد وہ واضح راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی جنت تک پہنچاتا ہے۔یہ حق کی معرفت اور اس پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔لہٰذا اسی راستے کی طرف راہ نمائی فرما اور اسی راستے میں ہمیں اپنی راہ نمائی سے نواز۔

صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کا مطلب: دین اسلام کو اختیار کرنا اور اسلام کے سوا دیگر تمام ادیان کا ترک کرنا ہے۔ اور صراط مستقیم میں راہ نمائی سے نوازنے کے یہ معنی ہیں کہ تمام دینی معاملات میں علم و عمل کے اعتبار سے ہماری صحیح اور مکمل راہ نمائی فرما، لہٰذا یہ دعا سب سے جامع اور بندۂ مومن کے لیے سب سے زیادہ فائدہ مند ہے۔بنابریں انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنی نماز کی ہر رکعت میں اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کیوں کہ وہ اس کا ضرورت مند ہے۔ یہ صراط مستقیم ان انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا راستہ ہے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔

﴿ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ ﴾ یہ ان لوگوں کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا، جنہوں نے حق کو پہچان کر بھی اسے ترک کر دیا مثلاً یہود وغیرہ۔﴿ وَلَا الضَّالِّينَ ﴾ اور نہ یہ گمراہ لوگوں کا راستہ ہے مثلاً نصاری جو بلا علم عمل کرنے کے سبب صراطِ مستقیم سے بھٹک گیے، خلاصہ یہ ہے کہ سورہ فاتحہ اپنے ایجاز واختصار کے باوجود ایسے مضامین پر مشتمل ہے جو قرآن مجید کی کسی سورت میں نہیں پائے جاتے۔

چنانچہ سورہ فاتحہ توحید کی اقسام ثلاثہ کو متضمن ہے:

۱۔توحید ربوبیت: اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴾ سے ماخوذ ہے۔

۲۔ توحید الوہیت: یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو عبادت کا مستحق سمجھنا۔یہ قسم لفظ "اللہ" اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد﴿ إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ ﴾ سے ماخوذ ہے۔

۳۔ توحید اسماء وصفات: توحید اسماء وصفات سے مراد ہے کہ بغیر کسی تعطیل (نفی اور انکار)، تمثیل اور تشبیہ کے اللہ تعالیٰ کے لیے ان صفات کمال کا اثبات کرنا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے اور رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کیا ہے۔اوراس قسم پر لفظ﴿ٱلرَّحۡمَٰنِ، ٱلرَّحِيمِ ﴾ دلالت کرتاہے۔جیسا کہ گزشتہ صفحات میں اس کا ذکر کیا جاچکا ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ﴾ میں نبوت کا اثبات ہے کیوں کہ سیدھے راستے کی طرف راہ نمائی نبوت ورسالت کے بغیر ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ ﴾ سے اعمال کی جزا وسزا ثابت ہوتی ہے، نیز یہ جزاوسزا مبنی بر انصاف ہو گی کیوں کہ "دین" کے معنی ہیں عدل کے ساتھ بدلہ دینا۔

اور سورہ فاتحہ میں تقدیر کا بھی اثبات ہے نیز یہ سورۃ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ بندہ بھی حقیقت میں فاعل ہے۔قدریہ اور جبریہ کے عقیدے کے برعکس، بلکہ ﴿ ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ﴾ میں تمام اہل بدعت وضلالت کی تردید ہے، کیوں کہ صراط مستقیم سے مراد حق کی معرفت اوراس پر عمل پیرا ہونا ہے اور ہر بدعتی اور گمراہ شخص حق کا مخالف ہوتا ہے۔

﴿ إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ ﴾ اس بات کو شامل ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کیا جائے، چاہے اس کا تعلق عبادات سے ہو یا استعانت سے۔فالحمد للہ رب العالمین۔

oooooooooo

[آیۃ الکرسی]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡحَيُّ ٱلۡقَيُّومُۚ لَا تَأۡخُذُهُۥ سِنَةٞ وَلَا نَوۡمٞۚ لَّهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِۗ مَن ذَا ٱلَّذِي يَشۡفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذۡنِهِۦۚ يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيۡءٖ مِّنۡ عِلۡمِهِۦٓ إِلَّا بِمَا شَآءَۚ وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَۖ وَلَا يَـُٔودُهُۥ حِفۡظُهُمَاۚ وَهُوَ ٱلۡعَلِيُّ ٱلۡعَظِيمُ ۝٢٥٥ ﴾

ترجمہ: اللہ تعالی ہی معبود برحق ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین وآسمان کی تمام چیزیں ہیں۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کرسکے، وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کرسکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین وآسمان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالی ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔

تفسیر: نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ آیت قرآن مجید کی سب سے عظیم آیت ہے۔ اس میں اللہ کی توحید، عظمت اور صفات کمال کے معانی کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں فرمایا کہ وہ اللہ کی ہی ذات ہے جس کے لیے الوہیت کے تمام معانی ثابت ہیں، اور الوہیت اور عبادت کا مستحق صرف وہی ہے، اس کے سوا ہر ایک کی الوہیت اور عبادت باطل ہے۔

﴿ ٱلۡحَيُّ ﴾ سے مراد وہ ہستی ہے جسے کامل حیات حاصل ہو، اور یہ تمام ذاتی صفات کو مستلزم ہے، مثلاً سننا، دیکھنا، جاننا اور قدرت رکھنا وغیرہ۔ ﴿ ٱلۡقَيُّومُ ﴾ اس میں اللہ تعالیٰ کے تمام فعلی صفات داخل ہیں کیوں کہ وہ قیوم ہے جو خود سے قائم ہے اور اپنی تمام مخلوقات سے بے نیاز ہے، وہی تمام کائنات کو قائم رکھنے والا، انہیں وجود بخشنے والا اور وجود بقا کے تمام ضروری اسباب مہیا فرمانے والا ہے۔

اس کی حیات کاملہ اور قیومیت تامہ کے ہی قبیل سے یہ بھی ہے کہ ﴿ لَا تَأۡخُذُهُۥ سِنَةٞ وَلَا نَوۡمٞ ﴾ "اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند" کیوں کہ اونگھ اور نیند مخلوق کو آتی ہے جو کہ کمزور اور عاجز ہے، عظمت وجلال اور کبریا والے کو نہیں آتی۔ ﴿ لَّهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِ ﴾ "یعنی وہ آسمان وزمین کی تمام چیزوں کا مالک ہے"۔ سب کے سب اللہ کے بندے اور غلام ہیں، کوئی اس سے خارج نہیں ہے، اللہ نے فرمایا کہ

"آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب رحمن کے پاس بندہ اور غلام بن کر آنے والے ہیں"۔ وہ مالک ہے، باقی سب مملوک ہیں۔ ملکیت، تصرف، بادشاہت اور کبریائی جیسی تمام صفات اسی کے لیے ہیں، اور اس کے کمال ملکیت پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی لیے فرمایا: ﴿مَن ذَا ٱلَّذِی یَشۡفَعُ عِندَهُۥۤ إِلَّا بِإِذۡنِهِۦۚ﴾ یعنی اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکتا۔ تمام شرفاء اور شفاعت کرنے والے اس کے بندے اور غلام ہیں، اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کر ہی نہیں سکتے، قرآن میں ہے کہ "آپ کہہ دیجیے کہ اللہ ہی کے لیے تمام شفاعتیں ہیں، اسی کے لیے آسمان اور زمین کی بادشاہت ہے۔ اور اللہ کسی کو صرف اس کے حق میں شفاعت کی اجازت دے گا، جس سے وہ راضی ہو گا اور وہ کسی سے اللہ کی توحید اور رسولوں کی اتباع کی بنیاد پر ہی راضی ہو گا۔ جس کے اندر یہ صفت نہیں ہو گی اس کا شفاعت میں کوئی حصہ نہیں۔

﴿یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ أَیۡدِیهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡۖ﴾ "وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے"۔ یعنی ان کے گزشتہ اور آئندہ معاملات سے باخبر ہے۔ یعنی وہ تمام معاملات کی تفصیل جانتا ہے، یعنی اگلے پچھلے، ظاہر، پوشیدہ، غیب اور حاضر سب جانتا ہے۔ اور اس کی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے،

﴿یَعۡلَمُ خَاۤىِٕنَةَ ٱلۡأَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی ٱلصُّدُورُ﴾ (غافر: ۱۹) وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو (خوب) جانتا ہے، اور مخلوق ذرہ برابر بھی اللہ کے علم اور اسکے معلومات میں سے علم نہیں رکھتی۔ ﴿إِلَّا بِمَا شَاۤءَۚ﴾ سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ خود بتا دے، اس لیے فرمایا ﴿وَلَا یُحِیطُونَ بِشَیۡءࣲ مِّنۡ عِلۡمِهِۦۤ إِلَّا بِمَا شَاۤءَۚ وَسِعَ كُرۡسِیُّهُ ٱلسَّمَـٰوَ ٰتِ وَٱلۡأَرۡضَۖ﴾ "اور وہ اس کے علم اور معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے، مگر جتنا وہ چاہے۔ جیسے کہ بعض شرعی اور قدری امور جو اللہ کے علوم و معلومات کا ایک چھوٹا سا حصہ ہیں۔ قرآن میں ہے فرشتوں نے عرض کیا: ﴿قَالُوا۟ سُبۡحَـٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ إِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَاۤۖ﴾ (البقرۃ: ۳۲) "تو پاک ہے ہمارے پاس کچھ بھی علم نہیں ہے مگر اتنا ہی جو تو نے ہمیں دیا ہے"۔ ﴿وَسِعَ كُرۡسِیُّهُ ٱلسَّمَـٰوَ ٰتِ وَٱلۡأَرۡضَۖ﴾ اس کی کرسی کی وسعت نے آسمان و زمین کو گھیر رکھا ہے"۔ اس سے اللہ کی عظمت کے کمال اور سلطنت کی وسعت کا پتہ چلتا ہے۔

﴿وَلَا یَـُٔودُهُۥ حِفۡظُهُمَاۚ﴾ "اور نہ وہ ان دونوں کی حفاظت سے تھکتا ہے"۔ یعنی اس کے لیے ان کی حفاظت دشوار نہیں۔ اللہ نے آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کی حفاظت کر رکھی ہے اپنے قائم کردہ اسباب اور نظام کائنات کے ذریعہ اور اس کی قدرت و حکمت کی عظمت کا کمال ہے کہ کائنات کی حفاظت اس پر کچھ بھی گراں نہیں گزرتی۔ ﴿وَهُوَ﴾ "اور وہ" اپنی ذات کے لحاظ سے ﴿ٱلۡعَلِیُّ﴾ بہت بلند ہے اپنی تمام مخلوقات پر، اور وہ بلند ہے اپنی عظمتِ صفات کے اعتبار سے اور وہ اپنے قہر و غلبہ کے لحاظ سے

بھی تمام مخلوقات پر بلند ہے۔ اور تمام موجودات اسی کے زیر نگیں اور اس کے آگے سر نگوں ہیں۔ اور ﴿ٱلْعَظِيمُ﴾ "بہت بڑا ہے"۔اس میں عظمت، کبریائی بڑائی، بزرگی کی تمام صفات جمع ہیں۔ وہ اتنا عظیم ہے کہ تمام دلوں میں اس کی محبت قائم ہے، اور تمام روحیں اس کی عظمت کی قائل ہیں اور عارفین جانتے ہیں کہ ہر چیز کی عظمت اللہ کی عظمت کے سامنے ہیچ ہے۔ چونکہ یہ آیت اللہ کے تمام اسماء وصفات کے معانی کو شامل ہے، اس لیے اس کا حق بنتا ہے کہ وہ قرآن کی سب سے عظیم آیت ہو اور جو اس کو پڑھے گا، سمجھے گا اور اس میں غور وفکر کرے گا، وہ بھی مستحق بنے گا کہ اس کا دل یقین وایمان اور علم وعرفان سے بھر جائے اور اس طرح وہ شیطان کی برائیوں سے محفوظ ہو جائے۔

[سورہ زلزال کی تفسیر اور یہ مدنی سورت ہے]

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿إِذَا زُلْزِلَتِ ٱلْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ١ وَأَخْرَجَتِ ٱلْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ٢ وَقَالَ ٱلْإِنسَٰنُ مَا لَهَا ٣ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ٤ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ٥ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ ٱلنَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا۟ أَعْمَٰلَهُمْ ٦ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُۥ ٧ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُۥ ٨﴾

ترجمہ: جب زمین پوری طرح جھنجھوڑ دی جائے گی۔ اور اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی۔ انسان کہنے لگے گا کہ اسے کیا ہو گیا؟ اس دن زمین اپنی سب خبریں بیان کر دے گی۔ اس لیے کہ تیرے رب نے اسے حکم دیا ہو گا۔ اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہو کر [واپس] لوٹیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھا دیئے جائیں۔ لہذا جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔

تفسیر: اللہ تبارک وتعالی ان واقعات کے بارے میں آگاہ فرما رہا ہے جو قیامت کے دن پیش آئیں گے جیسے کہ زمین میں زلزلہ آئے گا، وہ ہلا دی جائے گی اور کانپ اٹھے گی۔ یہاں تک کہ اس پر موجود تمام عمارتیں اور تمام نشانات گر کر معدوم ہو جائیں گے۔ اس پر موجود تمام پہاڑ ریزہ ریزہ اور ٹیلے برابر کر دئے جائیں گے، زمین ہموار اور چٹیل میدان بن جائے گی جس میں کوئی نشیب وفراز نہ ہو گا۔ ﴿وَأَخْرَجَتِ ٱلْأَرْضُ أَثْقَالَهَا﴾ "اور زمین اپنے بوجھ نکال ڈالے گی"۔ یعنی زمین کے پیٹ میں جو خزانے اور مردے ہوں گے وہ

انہیں نکال باہر کرے گی۔ ﴿ وَقَالَ ٱلۡإِنسَٰنُ ﴾ جب انسان اس عظیم واقعے کو دیکھے گا جو زمین کو پیش آئے گا تو کہے گا: ﴿ مَا لَهَا ﴾ یعنی اسے کیا ہو گیا ہے؟ ﴿ يَوۡمَئِذٖ تُحَدِّثُ أَخۡبَارَهَا ﴾ اس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔

یعنی عمل کرنے والوں کے اچھے برے اعمال کی گواہی دے گی جو انہوں نے اس کی پیٹھ پر کئے ہیں۔ کیونکہ زمین بھی ان گواہوں میں شمار ہو گی جو بندوں کے خلاف ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ یہ سب اس لئے ہو گا ﴿بِأَنَّ رَبَّكَ أَوۡحَىٰ لَهَا ﴾ کہ اللہ تعالی اس کو حکم دے گا کہ وہ ان تمام اعمال کے بارے میں خبر دے جو اس کی سطح پر کئے گئے ہیں۔ لہذا زمین اللہ تعالی کے حکم کی نافرمانی نہیں کرے گی۔ ﴿ يَوۡمَئِذٖ يَصۡدُرُ ٱلنَّاسُ ﴾ "اس دن لوگ آئیں گے"۔یعنی قیامت کے میدان سے جب اللہ تعالی ان کے درمیان فیصلہ کرے گا ﴿ أَشۡتَاتٗا ﴾ مختلف گروہوں کی صورت میں ﴿ لِّيُرَوۡاْ أَعۡمَٰلَهُمۡ ﴾ تاکہ اللہ تعالی ان کو ان کی برائیاں اور نیکیاں دکھائے جو ان سے صادر ہوئی ہیں اور ان کو ان اعمال کے بدلے کا مشاہدہ کرائے۔ ﴿فَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرٗا يَرَهُۥ وَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٖ شَرّٗا يَرَهُۥ﴾ "لہذا جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی، وہ اسے دیکھ لے گا"۔ یہ خیر وشر کے تمام اعمال کو شامل ہے؛ کیونکہ جب وہ ذرہ برابر وزن کو دیکھ سکے گا جو حقیر ترین چیز ہے، تب وہ اعمال جو وزن میں اس سے زیادہ ہوں گے ان کا دکھا دینا تو زیادہ ممکن ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:﴿يَوۡمَ تَجِدُ كُلُّ نَفۡسٖ مَّا عَمِلَتۡ مِنۡ خَيۡرٖ مُّحۡضَرٗا وَمَا عَمِلَتۡ مِن سُوٓءٖ تَوَدُّ لَوۡ أَنَّ بَيۡنَهَا وَبَيۡنَهُۥٓ أَمَدَۢا بَعِيدٗا﴾ (آل عمران:۳۰) "جس دن ہر شخص اپنے بھلائی کے عمل اور برائی کے عمل کو موجود پائے گا اور تمنا کرے گا کہ کاش! برائیوں اور اس کے درمیان بہت دوری ہوتی۔" ﴿ وَوَجَدُواْ مَا عَمِلُواْ حَاضِرٗا﴾ (الکھف:۴۹)"اور انہوں نے جو عمل کئے تھے ان کو موجود پائیں گے"۔

ان آیات میں اچھے کاموں کی ترغیب ہے، خواہ وہ بہت ہی کم ہو اور برے کاموں پر ترہیب ہے خواہ وہ معمولی ہی کیوں نہ ہو۔

oooooooooo

[سورہ عادیات کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿وَٱلۡعَٰدِيَٰتِ ضَبۡحٗا ١ فَٱلۡمُورِيَٰتِ قَدۡحٗا ٢ فَٱلۡمُغِيرَٰتِ صُبۡحٗا ٣ فَأَثَرۡنَ
بِهِۦ نَقۡعٗا ٤ فَوَسَطۡنَ بِهِۦ جَمۡعًا ٥ إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لِرَبِّهِۦ لَكَنُودٞ ٦ وَإِنَّهُۥ عَلَىٰ
ذَٰلِكَ لَشَهِيدٞ ٧ وَإِنَّهُۥ لِحُبِّ ٱلۡخَيۡرِ لَشَدِيدٌ ٨ أَفَلَا يَعۡلَمُ إِذَا بُعۡثِرَ مَا فِي
ٱلۡقُبُورِ ٩ وَحُصِّلَ مَا فِي ٱلصُّدُورِ ١٠ إِنَّ رَبَّهُم بِهِمۡ يَوۡمَئِذٖ لَّخَبِيرُۢ ١١﴾

ترجمہ: ہانپتے ہوئے دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم۔ پھر ٹاپ مار کر آگ جھاڑنے والوں کی قسم۔ پھر صبح کے وقت دھاوا بولنے والوں کی قسم۔ پس اس وقت گرد وغبار اڑاتے ہیں۔ پھر اسی کے ساتھ فوجوں کے درمیان گھس جاتے ہیں۔ یقینا انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ اور یقینا وہ خود بھی اس پر گواہ ہے۔ یہ مال کی محبت میں بھی بڑا سخت ہے۔ کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں جب قبروں میں جو [کچھ] ہے نکال لیا جائے گا۔ اور سینوں کی پوشیدہ باتیں ظاہر کر دی جائیں گی۔ بے شک ان کا رب اس دن ان کے حال سے پورا باخبر ہو گا۔

تفسیر: اللہ تبارک وتعالی نے گھوڑوں کی قسم کھائی ہے، کیونکہ ان کے اندر اللہ تعالی کی روشن اور نمایاں نشانیاں اور ظاہری نعمتیں ہیں جو تمام خلائق کو معلوم ہیں اور اللہ تعالی نے گھوڑوں کی ان کے اس وصف میں قسم کھائی جس وصف میں حیوانات کے تمام انواع میں سے کوئی حیوان ان کے ساتھ مشارکت نہیں کر سکتا۔ فرمایا: ﴿وَٱلۡعَٰدِيَٰتِ ضَبۡحٗا﴾ یعنی بہت قوت کے ساتھ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جبکہ ان سے ہانپنے کی آواز آ رہی ہو۔ ﴿ضَبۡحٗا﴾ گھوڑوں کے سانس کی آواز جو تیز دوڑتے وقت ان کے سینوں سے نکلتی ہے۔ ﴿فَٱلۡمُورِيَٰتِ﴾ "پھر ٹاپ مار کر آگ جھاڑنے والوں کی قسم"۔ ﴿قَدۡحٗا﴾ "ٹاپ مار کر"۔ یعنی جب وہ گھوڑے دوڑتے ہیں تو ان کے کھروں کی سختی اور ان کی قوت کی وجہ سے آگ نکلتی ہے۔ ﴿فَٱلۡمُغِيرَٰتِ﴾ دشمن پر شب خون مارنے والے گھوڑوں کی ﴿صُبۡحٗا﴾ "صبح کے وقت"۔ اور یہ امر غالب ہے کہ (دشمن پر) شب خون صبح کے وقت منہ اندھیرے مارا جاتا ہے۔ ﴿فَأَثَرۡنَ بِهِۦ﴾ یعنی اپنے دوڑنے اور شب خون مارنے کے ذریعہ سے ﴿نَقۡعٗا﴾ غبار اڑاتے ہیں۔ ﴿فَوَسَطۡنَ بِهِۦ﴾ "پھر جا گھستے ہیں"۔ یعنی اپنے سواروں کے ساتھ ﴿جَمۡعًا﴾ دشمن کے جتھوں کے درمیان جن پر دھاوا کیا ہے،

جواب قسم، اللہ تبارک وتعالی کا یہ ارشاد ہے:﴿ إِنَّ ٱلْإِنسَٰنَ لِرَبِّهِۦ لَكَنُودٌ ﴾"بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے"۔

یعنی وہ اس بھلائی سے روکنے والا ہے جس سے اللہ تعالی نے اس کو نوازا ہے۔ انسان کی فطرت اور جبلت یہ ہے کہ اس کا نفس ان حقوق کے بارے میں جو اس کے ذمّے عائد ہوتے ہیں، ان کو کامل طور پر اور پورے پورے ادا کرنے میں فیاضی نہیں کرتا بلکہ اس کے ذمّے جو مالی یا بدنی حقوق عائد ہوتے ہیں، ان کے بارے میں اس کی فطرت میں سستی اور حقوق سے پہلو تہی کرنا داخل ہے سوائے اس شخص کے جس کو اللہ تعالی نے ہدایت سے بہرہ مند کیا، اور اس نے اس وصف سے باہر نکل کر حقوق کی ادائیگی میں فیاضی کے وصف کو اختیار کرلیا۔ ﴿وَإِنَّهُۥ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ﴾ "اور وہ اس پر گواہ ہے"۔یعنی انسان اپنے نفس کی تنگی وبخالت اور ناشکرے پن کی معروف صفت کا گواہ ہے، نہ اس کو جھٹلا سکتا ہے اور نہ ہی اس کا انکار کر سکتا ہے، کیونکہ یہ بالکل ظاہر اور واضح ہے۔اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ ضمیر اللہ تعالی کی طرف لوٹتی ہو،یعنی بے شک بندہ اپنے رب کا ناشکرا ہے اور اللہ تعالی اس پر شاہد ہے۔اس آیت کریمہ میں اس شخص کیلیے جو اپنے رب کا ناشکرا ہے، سخت وعید اور تہدید (وارننگ) ہے کہ اللہ تعالی اس پر شاہد ہے۔

﴿ وَإِنَّهُۥ﴾ اور بلاشبہ انسان ﴿ لِحُبِّ ٱلْخَيْرِ﴾ مال کی محبت میں ﴿ لَشَدِيدٌ﴾ "بہت سخت ہے"۔یعنی مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اور مال کی محبت ہی اس کے لئے حقوق واجبہ کو ترک کرنے کی موجب بنی اور یوں اس نے اپنی شہوت نفس کو اپنے رب کی رضا پر ترجیح دی۔

یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ اس نے اپنی نظر کو صرف اسی دنیا پر مرکوز رکھا اور آخرت سے غافل رہا۔اس لئے اللہ تعالی نے یوم وعید کا خوف دلاتے ہوئے فرمایا: ﴿ أَفَلَا يَعْلَمُ﴾ یعنی اپنے آپ کو دھوکے میں رکھنے والا یہ شخص کیا نہیں جانتا؟ ﴿ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِى ٱلْقُبُورِ ﴾جب اللہ تعالی قبروں میں سے مردوں کو، ان کے حشر ونشر کے لئے نکالے گا ﴿ وَحُصِّلَ مَا فِى ٱلصُّدُورِ ﴾ اور جو کچھ سینوں میں ہے وہ ظاہر اور واضح ہو جائے گا، سینوں کے اندر جو بھلائی یا برائی ہے وہ چھپی نہ رہے گی، ہر بھید کھل جائے گا اور ان کے اعمال کا نتیجہ تمام مخلوق کے سامنے آجائے گا ﴿ إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌۢ ﴾ بے شک ان کا رب ان کے ظاہری اور باطنی، کھلے اور پوشیدہ اعمال سے خبردار ہے اور وہ ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا۔اللہ تعالی نے اپنے علم کو اس دن کے ساتھ خاص طور پر ذکر کیا ہے، جب کہ وہ ان کے بارے میں ہر وقت خبر رکھنے والا ہے، کیونکہ اس سے مراد اعمال کا وہ بدلہ ہے جس کا سبب اللہ تعالی کا علم اور اس کی اطلاع ہے۔

[سورہ قارعہ کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

﴿ الْقَارِعَةُ ۝١ مَا الْقَارِعَةُ ۝٢ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝٣ يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ۝٤ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ ۝٥ فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۝٦ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝٧ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۝٨ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ۝٩ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ۝١٠ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝١١ ﴾

ترجمہ: کھڑکھڑا دینے والی۔ کیا ہے وہ کھڑکھڑا دینے والی۔ تجھے کیا معلوم کہ وہ کھڑکھڑا دینے والی کیا ہے۔ جس دن انسان بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ اور پہاڑ دھنے ہوئے رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے۔ پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے۔ وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہو گا۔ اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔ اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے۔ تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے۔ وہ تند و تیز آگ [ہے]۔

تفسیر: ﴿ الْقَارِعَةُ ﴾ قیامت کے دن کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کو اس نام سے اس لئے موسوم کیا گیا ہے کیونکہ یہ لوگوں پر اچانک ٹوٹ پڑے گی اور اپنی ہولناکیوں سے ان کو دہشت زدہ کر دے گی۔ اسی لئے اللہ تعالی نے اس کی ہولناکی اور سنگینی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ الْقَارِعَةُ ۝١ مَا الْقَارِعَةُ ۝٢ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴾ "کھڑکھڑا دینے والی۔ کیا ہے کھڑکھڑا دینے والی؟ تجھے کیا معلوم کہ وہ کھڑکھڑا دینے والی کیا ہے؟ ﴿ يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ ﴾ جس دن ہو جائیں گے لوگ۔ سخت گھبراہٹ اور ہولناکی کی وجہ سے ﴿ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ﴾ "بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح"۔ یعنی بکھرے ہوئے ٹڈی دل کی طرح ہوں گے جو ایک دوسرے میں موجزن ہو۔ (الفراش) یہ وہ حیوانات (پتنگے) جو رات کے وقت (روشنی میں) ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے کی ساتھ مل کر موج بن کر آتے ہیں، اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کہاں کا رخ کریں، جب ان کے سامنے آگ روشن کی جائے تو اپنے ضعف ادراک کی بنا پر ہجوم کرکے اس میں آگرتے ہیں۔ یہ تو حال ہو گا عقلمند لوگوں کا۔ ﴿ وَتَكُونُ الْجِبَالُ ﴾ بڑے ٹھوس اور سخت پہاڑ تو وہ ﴿ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ ﴾ دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے جو نہایت کمزور ہو گئی ہو جسے معمولی سی ہوا بھی اڑائے پھرتی ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ وَتَرَى ٱلْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِىَ تَمُرُّ مَرَّ ٱلسَّحَابِ ﴾(النمل:۸۸/ ۲۷)۔
"اور تو پہاڑوں کو دیکھے گا اور سمجھے گا کہ یہ جامد ہیں، حالانکہ وہ بادلوں کی چال چل رہے ہوں گے "۔ پھر اس کے بعد بکھرا ہوا غبار بن کر ختم ہو جائیں گے اور ان میں سے کچھ باقی نہیں بچے گا جو دیکھا جائے۔
اس وقت ترازو نصب کر دیے جائیں گے اور لوگ دو قسموں میں منقسم ہو جائیں گے خوش بخت لوگ اور بد بخت لوگ۔ ﴿فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَٰزِينُهُۥ ﴾ "لہذا جس کا اعمال وزنی نکلے گا"۔یعنی جس کی نیکیوں کا پلڑا جھک جائے گا اور برائیوں کا پلڑا اٹھ جائے گا﴿ فَهُوَ فِى عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴾ وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہو گا۔
﴿ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَٰزِينُهُۥ ﴾ "اور جس کا اعمال نامہ ہلکا نکلے گا"۔یعنی اس کی نیکیاں اتنی نہ ہوں گی جو اس کی برائیوں کے مقابلے میں آسکیں۔ ﴿ فَأُمُّهُۥ هَاوِيَةٌ ﴾ تو اس کا ٹھکانہ اور مسکن جہنم ہو گا جس کے ناموں میں سے ایک نام (هَاوِيَةٌ) ہے، جہنم اس کے لئے بمنزلہ ماں کے ہو گا جو اپنے بیٹے کو ساتھ رکھتی ہے۔
جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴾ (الفرقان:٦٥)"بے شک جہنم کا عذاب تو چمٹ جانے والا ہے"۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا دماغ جہنم میں گرے گا یعنی اس کو سر کے بل جہنم میں گرایا جائے گا۔
﴿ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا هِيَهْ ﴾ "اور تم کیا سمجھو کہ وہ ﴿ هَاوِيَةٌ ﴾ کیا ہے"۔ یہ سوال اس کے معاملے کو بڑا ہولناک کر کے دکھاتا ہے۔ پھر اللہ تعالی نے اپنے ارشاد سے اس کی تفسیر فرمائی: ﴿ نَارٌ حَامِيَةٌۢ ﴾ سخت حرارت والی آگ۔ اس کی حرارت دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ ہو گی۔ (حدیث میں ہے کہ دنیا کی آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔بخاری)، ہم اس آگ سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتے ہیں۔

oooooooooo

[سورہ تکاثر کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿ أَلۡهَىٰكُمُ ٱلتَّكَاثُرُ ۝١ حَتَّىٰ زُرۡتُمُ ٱلۡمَقَابِرَ ۝٢ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُونَ ۝٣ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُونَ
۝٤ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُونَ عِلۡمَ ٱلۡيَقِينِ ۝٥ لَتَرَوُنَّ ٱلۡجَحِيمَ ۝٦ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ ٱلۡيَقِينِ ۝٧ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ
يَوۡمَئِذٍ عَنِ ٱلنَّعِيمِ ۝٨ ﴾

ترجمہ: زیادتی کی چاہت نے تمہیں غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے۔ ہر گز نہیں تم عنقریب معلوم کر لوگے۔ ہر گز نہیں پھر تمہیں جلد علم ہو جائے گا۔ ہر گز نہیں اگر تم یقینی طور پر جان لو۔ تو بے شک تم جہنم دیکھ لوگے۔ پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کا سوال ہو گا۔

تفسیر: اللہ تبارک وتعالی نے اپنے بندوں کو ان امور، جن کے لئے ان کو پیدا کیا گیا ہے، یعنی اکیلے اللہ، جس کا کوئی شریک نہیں ہے کی عبادت کرنا، اس کی معرفت، اس کی طرف انابت اور اس کی محبت کو ہر چیز پر مقدم رکھنا، کو چھوڑ کر دوسری چیزوں میں مشغول ہونے پر زجر و توبیخ کر رہا ہے۔ ﴿ أَلۡهَىٰكُمُ ﴾ "تمہیں غافل کر دیا"۔ مذکورہ بالا تمام چیزوں سے ﴿ ٱلتَّكَاثُرُ ﴾ "زیادہ طلب کرنے کی خواہش نے"۔ اور جس چیز کی کثرت سے طلب کی جاتی ہے اللہ تعالی نے اس کا ذکر نہیں کیا تا کہ یہ ہر چیز کو شامل ہو جس کے ذریعے کثرت میں مقابلہ کرنے والے مقابلہ کرتے ہیں اور باہم فخر کرنے والے فخر کرتے ہیں، مثلاً: مال، اولاد، مددگاران، فوجیں، خدمت گزاران اور جاہ و حشمت وغیرہ جس میں لوگ ایک دوسرے سے زیادہ حاصل کرنے کا عزم کرتے ہیں اور اس میں اللہ تعالی کی رضا ان کا مطلوب و مقصود نہیں ہوتا۔ تمہاری غفلت 'تمہارا لہو ولعب اور تمہاری مشغولیت دائمی ہو گئی ﴿ حَتَّىٰ زُرۡتُمُ ٱلۡمَقَابِرَ ﴾ "یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے"۔ تب تمہارے سامنے سے پردہ ہٹ گیا مگر اس وقت جب تمہارا دنیا میں دوبارہ آنا ممکن نہیں رہا۔ اللہ تعالی کا ارشاد: ﴿ حَتَّىٰ زُرۡتُمُ ٱلۡمَقَابِرَ ﴾ دلالت کرتا ہے کہ برزخ ایسا گھر ہے جس سے مقصود آخرت کے گھر کو جانا ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے ان کو "زائرین" کے نام سے موسوم کیا ہے "قیام کرنے والوں" سے موسوم نہیں کیا۔ اور یہ چیز حیات بعد الموت اور ہمیشہ باقی رہنے والے کبھی نہ فنا ہونے والے گھر میں اعمال کی جزا و سزا پر دلالت کرتی ہے۔

اس لئے اللہ تعالی نے اپنے اس ارشاد کے ذریعے سے ان کو وعید سنائی: ﴿ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُونَ ۝٣ ثُمَّ كَلَّا

﴿سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۝٤ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ﴾ "ہرگز نہیں تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں پھر تمہیں جلد علم ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں اگر تم یقینی طور پر جان لو"۔ یعنی جو کچھ تمہارے سامنے ہے، اگر تم اس کو جانتے ہوتے، ایسا جاننا جو دل کی گہرائیوں تک پہنچ جاتا ہے تو تمہیں ایک دوسرے سے زیادہ مال و متاع حاصل کرنے کی خواہش غافل نہ کرتی اور تم جلدی سے اعمال صالحہ کی طرف بڑھتے مگر حقیقی علم کے نہ ہونے نے تمہیں اس مقام پر پہنچادیا جہاں تم اپنے آپ کو دیکھتے ہو۔ ﴿لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ﴾ یعنی تم ضرور قیامت کے دن لوٹائے جاؤگے، لہذا تم یقیناً اس جہنم کو دیکھ لوگے جسے اللہ تعالی نے کافروں کے لئے تیار کر رکھا ہے ﴿ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِ﴾ "پھر تم اس کو یقینی طور پر دیکھوگے"۔ یعنی آنکھوں کی نظر سے دیکھوگے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَرَءَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ النَّارَ فَظَنُّوۡٓا اَنَّهُمۡ مُّوَاقِعُوۡهَا وَلَمۡ يَجِدُوۡا عَنۡهَا مَصۡرِفًا﴾ (الکھف:۵۳) اور مجرم جہنم کو دیکھ کر یقین کر لیں گے کہ وہ اس میں جھونکے جانے والے ہیں اور وہ اس سے بچنے کی کوئی جگہ نہیں پائیں گے۔

﴿ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ﴾ پھر تم سے ان نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا جن سے تم دنیا کی زندگی میں لطف اندوز ہوتے رہے ہو کہ آیا تم نے ان نعمتوں کا شکر ادا کیا اور ان نعمتوں میں سے اللہ تعالی کے حق کو ادا کیا اور تم نے اللہ تعالی کی نافرمانیوں میں ان نعمتوں سے مدد نہیں لی تاکہ وہ تمہیں ان نعمتوں سے اعلی وافضل نعمتیں عطا کرے؟۔ یا تم ان نعمتوں کی وجہ سے فریب خوردہ رہے اور تم نے ان کا شکر ادا نہ کیا؟ بلکہ تم نے اللہ تعالی کی نافرمانیوں میں ان نعمتوں سے مدد لی تو اس پر اللہ تعالی تمہیں سزا دیگا۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَيَوۡمَ يُعۡرَضُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا عَلَى النَّارِ اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبٰتِكُمۡ فِىۡ حَيَاتِكُمُ الدُّنۡيَا وَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهَا فَالۡيَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡهُوۡنِ بِمَا كُنۡتُمۡ تَسۡتَكۡبِرُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ وَبِمَا كُنۡتُمۡ تَفۡسُقُوۡنَ﴾ (الاحقاف:۲۰) "جس دن ان لوگوں کو جنھوں نے کفر کیا جہنم کے سامنے پیش کیا جائے گا (تو ان سے کہا جائے گا) تم اپنی لذتیں اپنی دنیا کی زندگی ہی میں ختم کر چکے اور ان سے فائدہ اٹھا چکے، لہذا دنیا میں جو تم ناحق اکڑتے (تکبر کرتے) تھے اور نافرمانیاں کرتے تھے اس کے بدلے آج تمہیں رسوا کن عذاب دیا جائیگا۔

oooooooooo

[سورہ عصر کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿وَٱلۡعَصۡرِ ۝١ إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لَفِي خُسۡرٍ ۝٢ إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَتَوَاصَوۡاْ بِٱلۡحَقِّ وَتَوَاصَوۡاْ بِٱلصَّبۡرِ ۝٣﴾

ترجمہ: زمانے کی قسم۔ بے شک [بالیقین] انسان سر تا سر نقصان میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور [جنھوں نے] آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔

تفسیر: اللہ تبارک وتعالی نے زمانے کی قسم کھائی ہے جو گردش شب وروز کا نام ہے جو بندوں کے اعمال اور ان کے افعال کا موقع و محل ہے کہ بے شک انسان خسارے میں ہے۔ (خاسر) نفع اٹھانے والے کی ضد ہے۔

خسارے کے متعدد اور متفاوت مراتب ہیں۔ کبھی خسارہ مطلق ہوتا ہے، جیسے اس شخص کا حال جس نے دنیا وآخرت میں خسارہ اٹھایا، جنت سے محروم ہوا اور جہنم کا مستحق ہوا۔ کبھی خسارہ اٹھانے والا کسی ایک پہلو سے خسارے میں رہتا ہے، کسی دوسرے پہلو سے خسارے میں نہیں رہتا، بنابریں اللہ تعالی نے خسارے کو ہر انسان کے لئے عام قرار دیا ہے سوائے اس شخص کے جو ان چار صفات سے متصف ہے:

۱- ان امور پر ایمان لانا جن پر ایمان لانے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے اور ایمان علم کے بغیر نہیں ہوتا اس لئے علم ایمان ہی کی فرع ہے اور علم کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔

۲- نیک عمل: یہ تمام ظاہری اور باطنی بھلائی کے کاموں کو شامل ہے جو اللہ تعالی اور بندوں کے حقوق واجبہ ومستحبہ سے متعلق ہیں۔

۳- ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرنا، حق ایمان اور عمل صالح کا نام ہے، یعنی اہل ایمان ایک دوسرے کو ان امور کی وصیت کرتے ہیں، ان پر ایک دوسرے کو ابھارتے ہیں اور ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہیں۔

۴- اللہ تعالی کی اطاعت کرنے، اس کی نافرمانی سے باز رہنے اور اس کی تکلیف دہ تقدیر پر صبر کرنے کی ایک دوسرے کو تلقین کرنا۔

اس طرح ایمان اور عمل صالح کے ذریعے بندہ مومن اپنے آپ کی تکمیل کرتا ہے اور حق کی وصیت اور صبر

کی وصیت کے ذریعے وہ دوسروں کی تکمیل کرتا ہے۔ان چاروں امور کی تکمیل سے بندہ خسارے سے محفوظ رہتا ہے اور عظیم نفع حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔

oooooooooo

[سورہ ہمزۃ کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿ وَيۡلٞ لِّكُلِّ هُمَزَةٖ لُّمَزَةٍ ۝١ ٱلَّذِي جَمَعَ مَالٗا وَعَدَّدَهُۥ ۝٢ يَحۡسَبُ أَنَّ مَالَهُۥٓ أَخۡلَدَهُۥ ۝٣ كَلَّاۖ لَيُنۢبَذَنَّ فِي ٱلۡحُطَمَةِ ۝٤ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا ٱلۡحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ ٱللَّهِ ٱلۡمُوقَدَةُ ۝٦ ٱلَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى ٱلۡأَفۡـِٔدَةِ ۝٧ إِنَّهَا عَلَيۡهِم مُّؤۡصَدَةٞ ۝٨ فِي عَمَدٖ مُّمَدَّدَةِۭ ۝٩ ﴾

ترجمہ : بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا، غیبت کرنے والا ہو۔جو مال کو جمع کرتا جائے اور گنتا جائے۔وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہے گا۔ہر گز نہیں یہ تو ضرور توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔اور تجھے کیا معلوم کہ ایسی آگ کیا ہوگی؟ وہ اللہ تعالی کی سلگائی ہوئی آگ ہوگی۔جو دلوں پر چڑھتی چلی جائے گی۔وہ ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی۔بڑے بڑے ستونوں میں۔

تفسیر: ﴿وَيۡلٞ﴾ یعنی وعید، وبال اور سخت عذاب ﴿لِّكُلِّ هُمَزَةٖ لُّمَزَةٍ﴾ "ہر اس شخص کے لئے جو عیب ٹٹولنے والا، غیبت کرنے والا ہو"۔یعنی جو اپنے فعل سے لوگوں کی عیب جوئی کرتا ہے اور اپنے قول سے چغل خوری کرتا ہے۔﴿ همّاز ﴾ اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں میں عیب نکالتا ہے، اپنے فعل اور اشاروں سے طعنہ زنی کرتا ہے۔﴿لمّاز﴾ اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے قول سے لوگوں میں عیب نکالتا ہے۔اس طعن کرنے والے اور عیب جو کی صفت یہ ہے کہ مال جمع کرنے، اس کو گننے اور اس پر خوش ہونے کے سوا اس کا کوئی مقصد نہیں، بھلائی کے راستوں میں اور صلہ رحمی کے لئے اس مال کو خرچ کرنے میں اسے کوئی رغبت نہیں۔﴿يَحۡسَبُ﴾ اپنی جہالت کی وجہ سے سمجھتا ہے ﴿أَنَّ مَالَهُۥٓ أَخۡلَدَهُۥ﴾ کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ زندہ رکھے گا، اسی لئے اس کی تمام کد و کاوش اپنا مال بڑھانے میں صرف ہوتی ہے جس کے بارے میں وہ سمجھتا ہے کے یہ اس کی عمر کو بڑھاتا ہے۔مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ بخل عمروں کو ختم

اور شہروں کو برباد کر دیتا ہے اور نیکی عمر میں اضافہ کرتی ہے۔
﴿كَلَّا لَيُنۢبَذَنَّ﴾ یعنی اسے ضرور پھینکا جائے گا ﴿فِي ٱلۡحُطَمَةِ ٤ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا ٱلۡحُطَمَةُ﴾ " حطمہ میں، اور تجھے کیا معلوم کہ حطمہ کیا ہے"؟ یہ اس کی خطورت اور اس کی ہولناکی کا بیان ہے پھر اپنے اس ارشاد سے اس کی تفسیر فرمائی: ﴿نَارُ ٱللَّهِ ٱلۡمُوقَدَةُ﴾ " وہ اللہ تعالی کی سلگائی ہوئی آگ ہو گی"۔(جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔) ﴿ٱلَّتِي﴾ جو اپنی شدت کے باعث ﴿تَطَّلِعُ عَلَى ٱلۡأَفۡـِٔدَةِ﴾ جسموں کو چھیدتی ہوئی دلوں تک جا پہنچے گی۔
اتنی سخت حرارت کے باوجود، وہ اس آگ میں قید ہوں گے، اس سے باہر نکلنے سے مایوس ہوں گے۔ اس لئے فرمایا ﴿إِنَّهَا عَلَيۡهِم مُّؤۡصَدَةٌ﴾ یعنی وہ آگ ان پر (ہر طرف سے) بند کر دی جائی گی ﴿فِي عَمَدٖ مُّمَدَّدَةِۭ﴾ دروازوں کے پیچھے بڑے بڑے ستونوں میں تاکہ وہ اس سے باہر نہ نکل سکیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿كُلَّمَآ أَرَادُوٓاْ أَن يَخۡرُجُواْ مِنۡهَآ أُعِيدُواْ فِيهَا﴾ (السجدۃ:۲۰) "جب بھی وہ اس آگ سے باہر نکلنا چاہیں گے، اسی میں لوٹا دیے جائیں گے"۔ ہم اس سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتے ہیں اور اللہ تعالی سے عفو اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

oooooooooo

[سورہ فیل کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿أَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصۡحَٰبِ ٱلۡفِيلِ ١ أَلَمۡ يَجۡعَلۡ كَيۡدَهُمۡ فِي تَضۡلِيلٖ ٢ وَأَرۡسَلَ عَلَيۡهِمۡ طَيۡرًا أَبَابِيلَ ٣ تَرۡمِيهِم بِحِجَارَةٖ مِّن سِجِّيلٖ ٤ فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٖ مَّأۡكُولِۭ ٥﴾

ترجمہ: کیا تو نے نہ دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا ان کے مکر کو بے کار نہیں کر دیا؟ اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیئے۔ جو انہیں مٹی اور پتھر کی کنکریاں مار رہے تھے۔ لہذا انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔

تفسیر: کیا آپ نے اللہ تعالی کی قدرت، اس کی عظمت شان، اپنے بندوں پر اس کی رحمت، اس کی توحید کے

دلائل اور اس کے رسول محمد ﷺ کی صداقت کو نہیں دیکھا (جانا)، کہ اللہ تعالی نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ جنہوں نے اس کے حرمت والے گھر کے خلاف سازش کی اور اس کو ڈھانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس کے لیے انہوں نے خوب تیاری کی اور اللہ کے گھر کو منہدم کرنے کے لیے اپنے ساتھ ہاتھی بھی لے لیے تھے۔ وہ حبشہ اور یمن سے ایک ایسی فوج لے کر آئے جس کا مقابلہ کرنا عربوں کے بس میں نہ تھا۔ جب وہ مکہ کے قریب پہنچے تو عربوں میں مزاحمت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ اہل مکہ ان کے خوف سے مکہ سے نکل گئے تھے۔ اللہ تعالی نے ان پر پرندوں کے جوق در جوق غول بھیجے جو مٹی اور پتھر کی گرم کنکریاں اٹھائے ہوئے تھے۔ چنانچہ پرندوں نے یہ کنکریاں ان پر پھینکیں اور دور اور نزدیک سب کو نشانہ بنایا اور وہ سب موت کے گھاٹ اتر گئے۔ اور وہ یوں ہو گئے جیسے کھایا ہوا بھوسا۔ اللہ تعالی ان کے شر کے لیے کافی ہو گیا اور اس نے ان کی چال کو انہی پر لوٹا دیا۔

ان کا یہ واقعہ بہت مشہور اور معروف ہے۔ یہ واقعہ رسول ﷺ کی پیدائش کے سال پیش آیا۔ لہذا یہ واقعہ آپ کی دعوت کی تمہید اور آپ کی رسالت کی دلیل بن گیا۔ تمام طرح کی حمد و ثنا اور شکر و سپاس اللہ ہی کے لئے ہے۔

ooooooooooo

[سورہ قریش کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿ لِإِيلَٰفِ قُرَيۡشٍ ١ إِۦلَٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ ٱلشِّتَآءِ وَٱلصَّيۡفِ ٢ فَلۡيَعۡبُدُواْ رَبَّ هَٰذَا ٱلۡبَيۡتِ ٣ ٱلَّذِيٓ أَطۡعَمَهُم مِّن جُوعٖ وَءَامَنَهُم مِّنۡ خَوۡفِۭ ٤ ﴾

ترجمہ: قریش کے مانوس کرنے کے لیے [یعنی] انہیں جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے لیے۔ [اس کے شکریہ میں]۔ لہذا انہیں چاہیے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں۔ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ڈر [اور خوف] میں امن [وامان] دیا۔

تفسیر: بہت سے مفسرین نے کہا ہے کہ جار اور مجرور کا تعلق ما قبل سورت سے ہے، یعنی ہم نے اصحاب فیل کے ساتھ جو کچھ کیا وہ قریش، ان کے لیے امن، ان کے مصالح کی درستی، تجارت اور کسب معاش کے لیے سردیوں میں یمن کی طرف اور گرمیوں میں شام کی طرف ان کے سفر کی خاطر کیا، اور اللہ تعالی نے ان تمام

لوگوں کو ہلاک کر دیا جنھوں نے ان کے بارے میں کسی برائی کا ارادہ کیا۔ عربوں کے دلوں میں حرم اور اہل حرم کے معاملے کو عظمت بخشی، یہاں تک کہ تمام عرب قریش کا احترام کرنے لگے، قریش جہاں بھی سفر کا ارادہ کرتے تو عرب معترض نہ ہوتے، اس لیے اللہ تعالی نے ان کو شکر ادا کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا: ﴿فَلْيَعْبُدُوا۟ رَبَّ هَٰذَا ٱلْبَيْتِ﴾ "لہذا وہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں"۔ یعنی اس کی توحید بیان کریں اور اس کے لیے عبادت کو خالص کریں۔ ﴿ٱلَّذِىٓ أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَءَامَنَهُم مِّنْ خَوْفٍۭ﴾ "جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا، اور خوف سے امن وامان بخشا"۔ رزق میں کشادگی اور خوف کے حالات میں امن کا حصول سب سے بڑی دنیاوی نعمتیں ہیں جو اللہ تعالی کے شکر کی موجب ہیں، اے اللہ! اپنی ظاہری اور اپنی باطنی نعمتوں پر تو ہی ہر قسم کی حمد وثنا اور شکر کا مستحق ہے۔ اللہ تعالی نے بیت اللہ کے ساتھ اپنی ربوبیت کو اس کے فضل وشرف کی وجہ سے مخصوص کیا ہے ورنہ تو وہ ہر چیز کا رب ہے۔

ooooooooooo

[سورہ ماعون کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿ أَرَءَيْتَ ٱلَّذِى يُكَذِّبُ بِٱلدِّينِ ١ فَذَٰلِكَ ٱلَّذِى يَدُعُّ ٱلْيَتِيمَ ٢ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ ٱلْمِسْكِينِ ٣ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ٤ ٱلَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ٥ ٱلَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ ٦ وَيَمْنَعُونَ ٱلْمَاعُونَ ٧ ﴾

ترجمہ: کیا تونے [اسے بھی] دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے؟ یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور مسکین کو کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ ان نمازیوں کے لیے افسوس [اور ویل نامی جہنم کی جگہ] ہے۔ جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ جو ریاکاری کرتے ہیں۔ اور برتنے کی چیز روکتے ہیں۔

تفسیر: اللہ تعالیٰ اس شخص کی مذمت کرتے ہوئے جس نے اس کے اور اس کے بندوں کے حقوق کو ترک کر دیا، فرماتا ہے: ﴿ أَرَءَيْتَ ٱلَّذِى يُكَذِّبُ بِٱلدِّينِ ﴾ کیا تونے اس شخص کو دیکھا جو موت کے بعد

کی زندگی کو جھٹلاتا ہے، اور جو کچھ انبیاء ومرسلین لے کر آئے ہیں ان پر ایمان نہیں لاتا؟ ﴿فَذَٰلِكَ ٱلَّذِي يَدُعُّ ٱلۡيَتِيمَ﴾ لہذا یہی وہ شخص ہے جو سخت دلی اور تند خوئی سے یتیم کو دھکے دیتا ہے اور اپنی سنگ دلی کی بناپر اس پر رحم نہیں کرتا، نیز اس کا سبب یہ بھی ہے کہ وہ ثواب کی امید رکھتا ہے نہ عذاب سے ڈرتا ہے۔ ﴿وَلَا يَحُضُّ﴾ اور دوسروں کو ترغیب نہیں دیتا ﴿عَلَىٰ طَعَامِ ٱلۡمِسۡكِينِ﴾ "مسکین کے کھلانے پر"۔ اور وہ خود بھی مسکین کو کھانا نہیں کھلاتا۔ ﴿فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّينَ﴾ ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے ﴿ٱلَّذِينَ هُمۡ عَن صَلَاتِهِمۡ سَاهُونَ﴾ " جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں "،یعنی وہ اپنی نماز ضائع کرتے ہیں، اس کے مسنون وقت کو ترک کرتے ہیں، اور اس کے ارکان کو اچھے طریقے سے ادا نہیں کرتے ،اس کا سبب اللہ تعالیٰ کے حکم سے بے اعتنائی ہے کہ انہوں نے نماز کو ترک کر دیا جو سب سے اہم عبادت ہے۔ نماز سے غفلت ہی ہے جو نمازی کو مذمت اور ملامت کا مستحق بناتی ہے۔اور رہا نماز کے اندر سہو تو یہ ہر ایک سے واقع ہو جاتا ہے حتی کہ نبی اکرم ﷺ سے بھی واقع ہوا ہے۔بنابریں اللہ تعالیٰ نے نماز سے غافل لوگوں کو ریاکاری، سنگ دلی اور بے رحمی جیسی صفتوں سے متصف کیا ہے۔ فرمایا: ﴿ٱلَّذِينَ هُمۡ يُرَآءُونَ﴾ یعنی وہ لوگوں کے دکھاوے کے لیے عمل کرتے ہیں۔ ﴿وَيَمۡنَعُونَ ٱلۡمَاعُونَ﴾ کسی چیز کو عاریتا یا ہبہ کے طور پر عطا کرنے سے جس کے عطا کرنے پر ان کو نقصان نہیں پہنچتا، روکتے ہیں، مثلا: برتن، ڈول، کلہاڑی وغیرہ جن کو استعمال کے لیے دینے اوران کے بارے میں فیاضی کرنے کی عام عادت جاری ہے۔ تو جب یہ لوگوں کو اپنی شدید حرص کے باعث استعمال کی معمولی اشیاء کو دینے سے منع کرتے ہیں، تب ان سے زیادہ بڑی چیزیں (لوگوں کو استعمال کے لیے) دینے میں ان کا کیا حال ہو گا؟

اس سورۂ مبارکہ میں یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلانے، نیز نماز کا خیال رکھنے، اس کی حفاظت کرنے اور نماز اور دیگر تمام اعمال میں اخلاص کو مد نظر رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ نیز نیکی پر عمل کرنے، معمولی چیزوں کو استعمال کے لیے عطا کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، مثلاً برتن، ڈول اور کتاب وغیرہ، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی مذمت کی ہے جو ایسا نہیں کرتا۔واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب ۔ والحمد للہ رب العالمین۔

oooooooooo

[سورہ کوثر کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنۡحَرۡ ۝٢ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ ٱلۡأَبۡتَرُ ۝٣﴾

ترجمہ: یقینا ہم نے تجھے [حوض] کوثر [اور بہت کچھ] دیا ہے۔ لہٰذا تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ یقینا تیرا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے۔

تفسیر: اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی محمد ﷺ پر احسان کرتے ہوئے خطاب فرماتا ہے: ﴿ إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ ﴾ یعنی ہم نے آپ کو خیر کثیر اور فضل عظیم عطا کیا۔ مجملہ اس خیر کثیر میں سے جو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو عطا فرمائے گا، ایک نہر بھی ہے جس کو (ٱلۡكَوۡثَرَ) کہا جاتا ہے، حوض کوثر کا طول ایک ماہ کی مسافت اور اس کا عرض بھی ایک ماہ کی مسافت ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے بڑھ کر میٹھا ہے، اس کے پینے کے برتن، اپنی کثرت اور چمک میں، آسمان کے ستاروں کے مانند ہوں گے۔ جو کوئی حوض کوثر سے ایک مرتبہ پانی پی لے گا، اس کے بعد اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ پر اپنے احسان و عنایت کے سبب آپ کو شکر گزاری کا حکم فرمایا، چنانچہ فرمایا: ﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنۡحَرۡ ﴾ "لہٰذا اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر"۔ اللہ تعالیٰ نے ان دو عبادتوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا، کیوں کہ یہ دونوں افضل ترین عبادات اور تقرب الٰہی کا جلیل ترین ذریعہ ہیں، نیز ان دونوں کا بطور خاص ذکر کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نماز قلب اور جوارح میں خشوع کو شامل ہے، پھر وہ بندے کو عبادت کی دیگر اقسام کی طرف منتقل کر دیتی ہے۔ جانور ذبح کرنے میں یہ حکمت ہے کہ بندے کے پاس جو کچھ ہے اس میں سے افضل ترین چیز قربانی کے ذریعے اللہ کی قربت حاصل کرنا اور مال خرچ کرنا ہے، جس سے محبت کرنا اور اس میں بخل کرنا نفس انسانی کا جبلی وصف ہے۔

﴿ إِنَّ شَانِئَكَ ﴾ آپ سے بغض رکھنے والا، آپ کی مذمت اور تنقیص کرنے والا ﴿ هُوَ ٱلۡأَبۡتَرُ ﴾ یعنی وہ ہر بھلائی سے محروم ہے، اس کا عمل منقطع ہے اور اس کا ذکر منقطع ہے۔ رہے رسول مصطفی محمد ﷺ تو حقیقت میں وہی کامل ہیں، آپ کمال کے اس بلند ترین مرتبے پر پہنچے ہوئے ہیں جہاں تک پہنچنا مخلوق میں سے کسی کے لیے ممکن نہیں، مثلاً: بلندئ ذکر، کثرت انصار اور کثرت متبعین۔

oooooooooo

[سورہ کافرون کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿ قُلۡ يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡكَٰفِرُونَ ۝١ لَآ أَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُونَ ۝٢ وَلَآ أَنتُمۡ عَٰبِدُونَ مَآ أَعۡبُدُ ۝٣ وَلَآ أَنَا۠ عَابِدٞ مَّا عَبَدتُّمۡ ۝٤ وَلَآ أَنتُمۡ عَٰبِدُونَ مَآ أَعۡبُدُ ۝٥ لَكُمۡ دِينُكُمۡ وَلِيَ دِينِ ۝٦ ﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ اے کافرو! نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ میں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کر رہا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔

تفسیر: ﴿ قُلۡ يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡكَٰفِرُونَ ﴾ یعنی کفار کو نہایت صراحت کے ساتھ، آگاہ کرتے ہوئے کہہ دیجیے: ﴿لَآ أَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُونَ ﴾ " نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو "۔یعنی آپ کفار کے ان خود ساختہ معبودوں سے براءت کا اظہار کریں جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ظاہر اور باطن میں عبادت کرتے ہیں۔ ﴿وَلَآ أَنتُمۡ عَٰبِدُونَ مَآ أَعۡبُدُ ﴾ " نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں "۔کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے تمہاری عبادت میں اخلاص نہیں پایا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے تمہاری عبادت جو شرک سے آلودہ ہے، عبادت نہیں کہی جاسکتی۔

اس جملے کو بار بار بیان کیا تاکہ پہلا فعل کے نہ پائے جانے پر دلالت کرے اور دوسرا اس امر پر دلالت کرے کہ یہ ان کی لازمی صفت بن گئی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے دونوں فریقوں کے درمیان امتیاز اور تفریق کی ہے۔ فرمایا: ﴿لَكُمۡ دِينُكُمۡ وَلِيَ دِينِ ﴾ " تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے "۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ قُلۡ كُلّٞ يَعۡمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِۦ ﴾ (اسراء:۸۴) کہہ دیجیے کہ ہر شخص اپنے اپنے طریقے کے مطابق ہی کرتا ہے"۔ فرمایا: ﴿أَنتُم بَرِيٓـُٔونَ مِمَّآ أَعۡمَلُ وَأَنَا۠ بَرِيٓءٞ مِّمَّا تَعۡمَلُونَ ﴾ (یونس:۴۱) "جو کچھ میں کرتا ہوں تم اس سے بری ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو، میں اس سے بری ہوں"۔

[سورہ نصر کی تفسیر اور یہ مدنی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿إِذَا جَآءَ نَصۡرُ ٱللَّهِ وَٱلۡفَتۡحُ ۝١ وَرَأَيۡتَ ٱلنَّاسَ يَدۡخُلُونَ فِي دِينِ ٱللَّهِ أَفۡوَاجٗا ۝٢ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَٱسۡتَغۡفِرۡهُۚ إِنَّهُۥ كَانَ تَوَّابَۢا ۝٣﴾

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے۔ اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا ہوا دیکھ لیں۔ تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگیں حمد کے ساتھ، اور اس سے مغفرت کی دعا مانگیں، بے شک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

تفسیر: اس سورۂ کریمہ میں ایک خوشخبری ہے، اس خوشخبری کے حاصل ہو جانے پر رسول ﷺ کے لیے ایک حکم ہے، نیز اس میں اس خوشخبری پر مترتب ہونے والے احوال کی طرف اشارہ اور اس پر تنبیہ ہے۔ خوشخبری اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول ﷺ کی نصرت، فتح مکہ اور لوگوں کے اللہ تعالیٰ کے دین میں فوج در فوج داخل ہونے کی ہے، ان میں سے بہت لوگ آپ کے دشمن تھے۔

اس کے بعد وہی لوگ آپ کے اعوان و انصار ہوں گے اور جس چیز کے بارے میں خوشخبری دی گئی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی۔ رہا فتح و نصرت کے بعد حکم تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اس فتح و نصرت پر اس کا شکر کریں، اس کی حمد و ثنا کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کریں اور اس سے استغفار کریں۔

اس میں دو اشارے ہیں:

اول: دین اسلام دائمی فتح و نصرت سے بہرہ مند رہے گا، اس کے رسول کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح اور استغفار پر اس نصرت میں اضافہ ہو گا، کیوں کہ تسبیح استغفار، شکر ہی شمار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَئِن شَكَرۡتُمۡ لَأَزِيدَنَّكُمۡ﴾ (ابراھیم:۷)"اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا" اور یہ چیز خلفائے راشدین کے زمانے میں اور ان کے بعد بھی امت کو حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہمیشہ ہم رکاب رہی، یہاں تک کہ اسلام اس مقام پر پہنچ گیا جہاں تمام ادیان میں سے کوئی دین نہیں پہنچ سکا، حتیٰ کہ امت سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی مخالفت میں افعال صادر ہونے لگے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تفرقہ و انتشار امر کے ذریعے انہیں آزمایا، پھر جو ہونا تھا ہوا۔ بایں ہمہ اس

امت پر اور اس دین پر اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور اس کا لطف و کرم ہے، جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی خیال کی وہاں تک رسائی ہو سکتی ہے۔

دوم: رسول ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کی موت قریب آگئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی عمر مبارک، فضیلت والی عمر ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے اور اس نے مقرر فرمادیا ہے کہ فضیلت والے امور کا اختتام، استغفار کے ساتھ ہو، مثلا: نماز اور حج وغیرہ۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا اس حال میں آپ کو حمد و استغفار کا حکم دینا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کی وفات کا وقت قریب آگیا ہے۔ اب آپ کو اپنے رب کی ملاقات کے لیے مستعد اور تیار رہنا چاہیے اور آپ کو اپنی عمر کا اختتام اس افضل ترین چیز پر کرنا چاہیے جو آپ موجود پاتے ہیں۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

چنانچہ آپ ﷺ قرآن کی (اس آیت کی) عملی تفسیر کرتے ہوئے، اپنی نماز کے اندر رکوع و سجود میں بکثرت یہ دعا پڑھا کرتے تھے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي. (بخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء فی الرکوع، حدیث:۷۹۴، مسلم، کتاب الصلوات، باب مایقال فی الرکوع والسجود، حدیث:۴۸۴).

"اے اللہ! ہم تیری حمد و ثنا کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں، اے اللہ! مجھے بخش دے"۔

ooooooooooo

[سورہ لہب کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿تَبَّتۡ يَدَآ أَبِي لَهَبٖ وَتَبَّ ١ مَآ أَغۡنَىٰ عَنۡهُ مَالُهُۥ وَمَا كَسَبَ ٢ سَيَصۡلَىٰ نَارٗا ذَاتَ لَهَبٖ ٣ وَٱمۡرَأَتُهُۥ حَمَّالَةَ ٱلۡحَطَبِ ٤ فِي جِيدِهَا حَبۡلٞ مِّن مَّسَدِۭ ٥﴾

ترجمہ: ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ [خود] ہلاک ہو گیا۔ نہ تو اس کا مال اسے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔ وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں جائے گا۔ اور اس کی بیوی بھی [جائے گی]، جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے۔ اس کی گردن میں پوست کھجور کی بٹی ہوئی رسی ہو گی۔

تفسیر: ابو لہب، نبی کریم ﷺ کا چچا تھا، آپ سے شدید عداوت رکھتا تھا اور آپ کو سخت اذیت پہنچاتا تھا، اس میں دین کی کوئی رمق تھی، نہ ہی قرابت کی حمیت۔ اللہ تعالیٰ اس کا برا کرے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس ذم

عظیم کے ذریعے اس کی مذمت بیان فرمائی جو قیامت کے دن تک اس کے لیے رسوائی ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ یعنی اس کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوگئے اور وہ بد بختی میں پڑ گیا۔ اس نے نفع حاصل نہ کیا۔ ﴿مَآ أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُۥ وَمَا كَسَبَ﴾ وہ مال اس کے کسی کام نہ آیا جو اس کے پاس تھا بلکہ اس مال نے اسے سرکش بنا دیا تھا اور جو مال اس نے کمایا تھا، جب اللہ کا عذاب نازل ہوا تو وہ اس عذاب کو کچھ بھی دور نہ کر سکا۔ ﴿سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾ "جلد بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا"۔ یعنی آگ اسے ہر جانب سے گھیر لے گی۔ ﴿وَٱمْرَأَتُهُۥ حَمَّالَةَ ٱلْحَطَبِ﴾ "اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں اٹھانے والی ہے"۔ اس کی بیوی بھی رسول ﷺ کو سخت اذیت پہنچاتی تھی، میاں بیوی دونوں گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے تھے، اس نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچانے اور اذیت دینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی۔ اس کی پیٹھ پر بوجھ لاد دیا جائے گا اس شخص کے مانند جو ایندھن اکٹھا کرتا ہے۔ ﴿فِي جِيدِهَا حَبْلٌ﴾ اس کی گردن میں ڈالنے کے لیے ایک رسی تیار کی گئی ہے ﴿مِّن مَّسَدٍ﴾ یعنی کھجور کے پتوں کے ریشے سے بنی ہوئی۔ یا اس کے معنی یہ ہیں کہ (جہنم میں) وہ ایندھن اٹھا اٹھا کر اپنے شوہر پر ڈالے گی اور اس کے گلے میں کھجور کے پتوں کے ریشے سے بٹی ہوئی رسی ہوگی۔ دونوں معنوں کے مطابق اس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی ہے، کیوں کہ یہ سورۂ کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب ابولہب اور اس کی بیوی کی ہلاکت نہیں ہوئی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خبر دی کہ عنقریب انہیں جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ یہ دونوں ایمان نہیں لائیں گے۔ چنانچہ یہ اسی طرح واقع ہوا جس طرح عالم الغیب والشہادۃ نے خبر دی تھی۔

oooooooooo

[سورہ اخلاص کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ۝١ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ ۝٤﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے: وہ اللہ یکتا ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہیں جنا اس نے (کسی کو) اور نہیں وہ (خود) جنا گیا۔ اور اس کا ہمسر کوئی بھی نہیں۔

تفسیر: ﴿ قُلْ ﴾ یعنی: اس حقیقت پر اعتقاد رکھتے ہوئے اور اس کے معنی کو جانتے ہوئے، حتمی طور پر کہہ دیجیے ﴿ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ﴾ وہ اللہ ایک ہی ہے۔یعنی وحدانیت اسی کی ذات میں منحصر ہے۔وہ ہر قسم کے کمال میں واحد اور منفرد ہے، اسمائے حسنیٰ، صفات کاملہ وعالیہ اور افعال مقدسہ کا مالک ہے۔

اس کا کوئی نظیر ہے نہ ہم مثل۔ ﴿ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ﴾ "اللہ بے نیاز ہے"۔یعنی تمام حوائج میں لوگ اسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ عالم بالا اور عالم زیریں کے رہنے والے سب اس کے انتہائی محتاج ہیں،اسی سے اپنی حاجتوں کا سوال کرتے ہیں،اپنے اہم امور میں اسی کی طرف راغب ہوتے ہیں،کیوں کہ وہ اپنے اوصاف میں کامل ہے۔ وہ علیم ہے جو اپنے علم میں کامل ہے، حلیم ہے جو اپنے حلم میں کامل ہے،اور رحیم ہے جس کی رحمت ہر چیز پر سایہ فگن ہے۔اسی طرح وہ اپنے تمام اوصاف میں کامل ہے۔یہ اس کا کمال ہے کہ ﴿ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ﴾ نہ اس نے کسی کو جنم دیا ہے،نہ اسے کسی نے جنم دیا ہے کیوں کہ وہ کامل طور پر بے نیاز ہے۔ ﴿ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌ ﴾ اس کے اسماء میں نہ اس کی صفات میں اور نہ اس کے افعال میں کوئی اس کا ہمسر ہے۔اس کی ذات بابرکت اور بہت بلند ہے۔یہ سورۂ کریمہ توحید اسماء وصفات پر مشتمل ہے۔

[سورہ فلق کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ ① مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ② وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ③ وَمِن شَرِّ ٱلنَّفَّٰثَٰتِ فِى ٱلْعُقَدِ ④ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ⑤ ﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے! کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔اور ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے۔اور گرہ[لگا کر ان]میں پھونکنے والیوں کے شر سے[بھی]۔اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے۔

تفسیر: ﴿ قُلْ ﴾ یعنی آپ اللہ کی پناہ مانگنے کے لیے کہیے: ﴿أَعُوذُ﴾ میں پناہ ڈھونڈتا ہوں اور اپنا بچاؤ تلاش کرتا ہوں، ﴿بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ ﴾ "رب فلق کے ذریعے"۔یعنی جو دانے اور گٹھلی کو پھاڑتا ہے اور صبح کو نمودار کرتا ہے ﴿مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ﴾"ہر چیز کے شر سے جو اس نے بنائی"۔

یہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات،انسان،جنات اور حیوانات سب کو شامل ہے۔لہٰذا ان کے اندر موجود شر سے،ان

کے پیدا کرنے والے کی پناہ مانگی جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عام چیزوں کا ذکر کرنے کے بعد خاص چیزوں کا ذکر کیا، فرمایا: ﴿وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴾ "اور شب تاریک کی برائی سے جب اس کا اندھیرا چھاجائے"۔ یعنی میں اس شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جو رات کے اندر ہوتا ہے، جب وہ لوگوں پر چھاجاتا ہے۔ اور اس میں بہت سی شریر ارواح اور موذی حیوانات پھیل جاتے ہیں۔ ﴿وَمِن شَرِّ ٱلنَّفَّٰثَٰتِ فِى ٱلْعُقَدِ﴾ یعنی جادو کرنے والی عورتوں کے شر سے جو اپنے جادو کے ذریعہ گرہوں میں پھونکوں سے کام لیتی ہیں جن کو وہ جادو کے لیے باندھتی ہیں۔ ﴿وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ "اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے"۔ حاسد وہ ہے جو محسود کی نعمت کا زوال چاہتا ہے اور ان تمام اسباب کے ذریعے جن پر وہ قادر ہے، اس کی نعمت کے زوال کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ نظر لگانے والا بھی حاسد ہی شمار ہوتا ہے، کیوں کہ نظر بد صرف حاسد، شریر الطبع اور خبیث النفس شخص ہی سے صادر ہوتی ہے۔ یہ سورۂ کریمہ، عام طور پر اور خاص طور پر شر کی تمام قسموں سے پناہ چاہنے کو شامل ہے، اور جادو کی حقیقت اور اس سے پناہ مانگنے پر دلالت کرتی ہے۔

ooooooooooo

[سورہ ناس کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ ۝١ مَلِكِ ٱلنَّاسِ ۝٢ إِلَٰهِ ٱلنَّاسِ ۝٣ مِن شَرِّ ٱلْوَسْوَاسِ ٱلْخَنَّاسِ ۝٤ ٱلَّذِى يُوَسْوِسُ فِى صُدُورِ ٱلنَّاسِ ۝٥ مِنَ ٱلْجِنَّةِ وَٱلنَّاسِ ۝٦﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں۔ لوگوں کے مالک کی، [اور] لوگوں کے معبود کی [پناہ میں] وسوسہ ڈالنے والے اور پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے۔ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ [خواہ] وہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے۔

تفسیر: یہ سورۂ مبارکہ لوگوں کے رب، ان کے مالک اور ان کے معبود کے پاس، شیطان سے پناہ ہے جو تمام برائیوں کی جڑ اور ان کا مادہ ہے، جس کا فتنہ اور شر یہ ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، برائی کو انتہائی خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے اور اس کے ارتکاب کے لیے ان میں نشاط پیدا کرتا ہے۔ وہ انہیں بھلائی

سے باز رکھتا ہے، وہ ہمیشہ اسی حال میں رہتا ہے کہ وہ وسوسہ ڈالتا ہے اور پیچھے ہٹ جاتا ہے، یعنی جب بندہ مومن اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کو دفع کرنے کے لیے اپنے رب کی مدد چاہتا ہے تو یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

بندے کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ذریعے جو تمام لوگوں میں عام ہے، مدد طلب کرے اوراسی کی پناہ میں آکر اپنا بچاؤ کرے۔ تمام مخلوقات اس کی ربوبیت اور بادشاہی کے تحت ہیں، اور تمام جاندار اس کی قدرت و اختیار کے دائرے میں ہیں۔ نیز بندہ اللہ کی الوہیت کی پناہ حاصل کرے جس کے لئے اس نے ان سب کی تخلیق فرمائی، اور ان کے لیے یہ اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ ان کے دشمن کے شر کا دفع نہ کیا جائے جو انہیں اس کے راستے سے ہٹانا چاہتا ہے، اور وہ چاہتا ہے کہ وہ ان کو اپنے گروہ میں شامل کرلے تاکہ وہ بھی جہنمی بن جائیں۔

وسوسہ جس طرح جنات کی طرف سے ہوتا ہے، اسی طرح انسانوں کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے، اس لیے فرمایا: ﴿مِنَ ٱلۡجِنَّةِ وَٱلنَّاسِ﴾ وسوسہ ڈالنے والاخواہ جنوں میں سے ہو یاانسانوں میں سے۔

والحمدللہ رب العالمین اولاوآخرا، ظاھرا وباطنا۔ اور اول وآخر اور ظاہر وباطن تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہاں کا رب ہے اور ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہم پر اپنی نعمت پوری کردے اور ہمارے گناہوں کو معاف کردے جو ہمارے اور اس کی برکتوں کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں، اور ان خطاؤں اور خواہشات نفسانی کو بھی دور کردے جو اس کی آیتوں میں تدبر کرنے سے ہمارے دلوں کو غافل کر دیتی ہیں، اور ہم اس سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے شر کی وجہ سے اپنے خیر سے محروم نہیں کرے گا۔ کیوں کہ اللہ کی رحمت سے کافر لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔ اور درود وسلام نازل ہو اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام آل واصحاب پر اور اللہ کا شکر ہے جس کی نعمت سے تمام نیک کام پورے ہوتے ہیں۔

oooooooooo

مقدمہ اور تفسیر سے متعلق سوالات

[اہم اسباق]

۱. دروس مہمہ (اہم اسباق) کے مؤلف کون ہیں؟

O عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ O محمد بن عثیمین رحمہ اللہ O ھیثم سرحان حفظہ اللہ

۲. ہم "اہم اسباق" کیوں پڑھیں؟

O اس لیے کہ یہ اہم ہے۔

O اس لیے کہ علماء نے اس کو پڑھنے کی وصیت کی ہے۔

O اس لیے کہ اس میں وہ مفید باتیں ہیں جس کی حاجت مسلمانوں کو ہے۔

O مندرجہ بالا تمام باتوں کی وجہ سے۔

۳. یہ متن مشتمل ہے:

O قرآن اور توحید کے ساتھ مسلمانوں کے تعلق پر۔ O نماز اور وضو پر۔

O آداب واخلاق پر۔ O گناہوں سے ڈرانے پر۔

O میت کی تجہیز و تکفین پر۔ O ان تمام امور پر۔

۴. سب سے پہلے کس سورت کی تلاوت، حفظ اور تفسیر خوانی شروع کرنی چاہئے؟

O سورہ علق۔ O سورہ فاتحہ۔ O سورہ اخلاص۔

۵. مسلمان قرآن میں غور وفکر کرنے اور اس پر عمل کرنے کے اعتبار سے دو طبقوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ایک طبقہ اعتدال کی راہ پر ہے۔ [صحیح - غلط]

٦. طالب علم سب سے پہلے کس تفسیر کا مطالعہ کرے؟

O ابن کثیر۔ O ابن سعدی۔ O قرطبی۔

٧. طالب علم بڑی کتابوں سے پہلے چھوٹی کتابوں سے آغاز کرے۔ [صحیح - غلط]

٨. طالب علم تفسیر کی کتابوں میں ایسی سورتوں سے مطالعے کی ابتدا کرے جو اس کے اندر مطالعہ کے جاری رکھنے کا شوق بڑھائیں، جیسے سورۃ: قصص، مریم، کہف۔ [صحیح - غلط]

٩. جب پڑھنا گراں گزرے تو طالب علم کے لیے مناسب ہے کہ وہ تفسیر کی آڈیو سنے، جیسے تفسیر سعدی کا آڈیو۔ [صحیح - غلط]

١٠. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں سے آگاہ کیا ہے جو قرآن پڑھتے ہیں اور اس کے معانی پر غور نہیں کرتے۔ [صحیح - غلط]

[سورہ فاتحہ سے متعلق سوالات]

١١. سورت کا نام اس لیے سورت رکھا گیا ہے کہ یہ ہر چہار جانب سے اس طرح گھری ہوئی ہے کہ نہ تو اس میں کچھ کمی کی جاسکتی ہے اور نہ ہی کچھ اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ [صحیح - غلط]

١٢. سورہ فاتحہ کا نام اس لیے رکھا گیا کہ:

----

١٣. سورہ فاتحہ کے ناموں میں سے درج ذیل ہیں:

O اُم القرآن۔ O سبع مثانی۔ O رقیہ۔ O صلاۃ۔

O مذکورہ تمام نام۔

١٤. تلاوت شروع کرنے سے پہلے "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھنا، یعنی شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنا ضروری ہے، حالاں کہ ہم عبادت شروع کرتے ہیں معصیت نہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟

----

۱۵. کلمہ " أعوذ " کا کیا مطلب ہے؟

----

۱۶. شیطان کو رجیم کہا گیا ہے:

- O اس لیے کہ وہ مرجوم ہے، یعنی اللہ کی رحمت سے دور کیا گیا ہے۔
- O اس لیے کہ وہ شہاب (تارے) سے مارا جاتا ہے۔
- O اس لیے کہ وہ بنی آدم کے نفوس کو شہوات اور شبہات میں مبتلا کرتا ہے۔
- O مذکورہ تمام وجہیں۔

۱۷. ﴿بِسۡمِ ٱللَّهِ﴾ میں جار اور مجرور فعل محذوف متاخر سے متعلق ہے۔ [صحیح - غلط]

۱۸. ﴿ٱللَّهِ﴾ ---

- O بطور محبت و تعظیم وہ مألوہ اور معبود ہے۔ O اس نام سے اللہ کے علاوہ کوئی بھی موسوم نہیں۔
- O یہ نام تمام ناموں کا مرجع ہے۔ O کہا جاتا ہے کہ یہ اللہ کا اسم اعظم (سب سے بڑا نام) ہے۔
- O لفظ ﴿ٱللَّهِ﴾ میں سے پکارتے وقت، الف اور لام کو حذف نہیں کیا جائے گا
- O پچھلی تمام باتیں۔

۱۹. اللہ کے دونوں اچھے ناموں ﴿ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ﴾ کے درمیان کیا فرق ہے؟

----

۲۰. بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی تربیت دو نوعیت (قسم) کی ہے، وہ کیا ہیں:

- O عام تربیت اور خاص تربیت۔ O مطلق تربیت اور مقید تربیت

۲۱. اکثر انبیاء علیہ السلام کی دعاؤں کا لفظ:

O اللّٰھم۔(یااللہ) O الرب۔(اے میرے رب)

۲۲. ﴿يَوۡمِ ٱلدِّينِ﴾ سے مراد:

O قیامت کا دن۔ O وہ دن جس میں انسان اپنے کیے (اعمال) کا بدلہ پائے گا۔ O دونوں مراد ہے۔

۲۳. ﴿ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ﴾ یہ جامع اور بندوں کے لیے مفید دعاؤں میں سے ہے۔(صحیح۔غلط)

۲۴. دین کا اطلاق ہوتا ہے:

O جزا پر۔ O عمل پر۔ O کبھی جزا پر کبھی عمل پر۔

۲۵. معمول کو عامل پر مقدم کرنا فائدہ دیتا ہے:

O حصر کا۔ O اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

۲۶. ﴿إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ﴾ عبادت کو استعانت پر مقدم کرنا تقدیم کے کس قبیل سے ہے:

O عام کو خاص پر مقدم کرنے کے باب سے ہے۔

O اللہ کے حق کو بندے کے حق پر مقدم کرنے کے باب میں وارد ہوئی ہے۔

O دونوں قبیل سے ہے۔

۲۷. عبادت نام ہے:

O عبادت ظاہری اور باطنی اعمال واقوال کے اس مجموعے کا ہے جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور جن سے راضی ہوتا ہے۔

O محبت اور تعظیم کے طور پر احکام الٰہی کو بجالانا۔

O عبادت کا اطلاق کبھی پہلے معنی پر ہوتا ہے اور کبھی دوسرے پر۔

۲۸. اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ٱهۡدِنَا﴾ میں ہدایت سے مراد ہے:

O رہنمائی۔ O توفیق۔ O دونوں مراد ہیں۔

۲۹. اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ﴾ سے مقصود ہیں:

O اس امت کے وہ تمام لوگ جو ایمان لائے۔

O انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیکوکار، جن پر اللہ کا انعام ہوا۔

۳۰. ﴿إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ﴾ شریعت اور قضاء وقدر دونوں کو شامل ہے۔ (صحیح۔غلط)

۳۱. مندرجہ ذیل قرآنی آیتوں میں وہ کون سی سورت یا آیت ہے جو ان معانی کو شامل ہے جن کو قرآن کی دوسری سورتیں یا آیت شامل نہیں۔

O سورہ فاتحہ۔ O آیۃ الکرسی۔ O سورہ اخلاص۔

۳۲. اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ﴾ سے مراد ہے کہ:

O اس میں نبوت کا اثبات ہے۔ O یہ تمام اہل بدعت اور اہل ضلال پر رد ہے۔

O اس میں دونوں باتیں ہیں۔

۳۳. اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ﴾ اس بات کو شامل ہے کہ:

O بلاشبہ بدلہ انصاف کے ساتھ ہوگا۔ O بندہ حقیقت میں فاعل ہے۔

O پچھلی تمام باتیں۔ O بلاشبہ بدلہ صرف اعمال پر ہے۔

[آیۃ الکرسی کی تفسیر سے متعلق سوالات]

۳۴. اس آیت کا نام آیۃ الکرسی اس لیے رکھا گیا کیونکہ اس میں کرسی کا ذکر ہے۔ [صحیح - غلط]

۳۵. قرآن کی سب سے عظیم آیت کون سی ہے؟

O دَین والی آیت۔ O دس حقوق والی آیت۔ O آیۃ الکرسی۔

۳۶. قرآن اپنے معانی کے اعتبار سے عظیم ہے۔ [صحیح - غلط]

۳۷. آیۃ الکرسی میں اللہ کے کتنے ناموں کا ذکر ہے؟

O ۵۔ O ۶۔ O ۷۔

۳۸. اللہ کا نام ﴿ٱلۡحَیُّ﴾ میں کون سا کمال ہے؟

O ذاتی۔ O سلطانی۔

۳۹. اللہ کا نام ﴿ٱلۡقَیُّومُ﴾ میں کون سا کمال ہے؟

O ذاتی۔ O سلطانی۔

۴۰. جب اللہ کا ﴿ ٱلۡحَیُّ﴾ نام، اس کے نام ﴿ ٱلۡقَیُّومُ﴾ کے ساتھ مل کر آئے تو کمال ذاتی اور سلطانی پر دلالت کرے گا۔ [صحیح - غلط]

۴۱. اللہ کا نام ﴿ٱلۡحَیُّ ٱلۡقَیُّومُ﴾ کے ساتھ مل کر قرآن میں کتنی بار آیا ہے؟

O ۳ / بار۔ O ۴ / بار۔ O ۲ / بار۔

۴۲. صفات منفیہ میں ضروری ہے کہ اللہ کی ذات سے اس کا انکار اسی طرح کیا جائے جس طرح اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے ان صفات کا انکار کیا ہے ساتھ ہی اس کی مخالف صفات کو ثابت کیا جائے کیونکہ صرف انکار صفات سے کمال ثابت نہیں ہوتا، مثال: ہم اللہ سے تھکاوٹ اور نیند کا انکار کرتے ہیں، اللہ کی صفت حیات اور قیومت کے کمال کو ثابت کرنے کے لیے۔ [صحیح - غلط]

۴۳. اللہ تعالیٰ شفاعت کی اجازت صرف اسی کو دے گا جس سے وہ راضی ہوگا، اور وہ راضی ہوگا صرف:

O توحید سے۔ O رسول کی اتباع سے۔ O دونوں سے۔

۴۴. امور شرعیہ اور قدریہ میں سے اللہ نے جن باتوں پر مخلوق کو مطلع کیا ہے وہ:

O کم ہیں۔ O زیادہ ہیں۔

۴۵. ﴿يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ﴾ زمانہ حال اور مستقبل کو شامل ہے، اور ﴿وَمَا خَلۡفَهُمۡ﴾ ماضی کو شامل ہے۔ [صحیح - غلط]

۴۶. اللہ کا نام ﴿ٱلۡعَلِيُّ﴾ کا معنی یہ ہے کہ وہ بلند وبالا ہے اپنی:

O ذات کے اعتبار سے۔ O صفات کے اعتبار سے۔

O تمام مخلوقات پر اپنی قہاریت کے اعتبار سے۔ O ان سب اعتبار سے۔

۴۷. جس کو رات میں پڑھنے سے بندہ کی حفاظت ہوتی ہے اور صبح ہونے تک شیطان اس کے قریب نہیں آتا ہے، وہ کیا ہے؟

O سورہ بقرۃ کی آخری دو آیتیں۔ O آیۃ الکرسی۔

۴۸. آیت الکرسی پڑھی جاتی ہے:

O فرض نمازوں کے بعد۔ O سوتے وقت۔

O صبح وشام۔ O ان تمام اوقات میں۔

[سورہ زلزال کی تفسیر سے متعلق سوالات]

۴۹. سورہ زلزال:

O مکی ہے۔ O مدنی ہے۔

۵۰. سورہ زلزال میں کیا ہے؟

O ترہیب۔ O ترغیب۔ O دونوں۔

۵۱. اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿إِذَا زُلۡزِلَتِ ٱلۡأَرۡضُ زِلۡزَالَهَا﴾ اللہ تعالیٰ کا دوسرا فرمان ﴿ فَيَذَرُهَا قَاعٗا صَفۡصَفٗا ۝١٠٦ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجٗا وَلَآ أَمۡتٗا﴾ (طٰہٰ:۱۰۶ – ۱۰۷) کی نظیر ہے۔

[صحیح - غلط]

۵۲. اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَأَخْرَجَتِ ٱلْأَرْضُ أَثْقَالَهَا﴾ یعنی: اور [زمین اپنے بوجھ نکال دے گی] میں بوجھ سے کیا مراد ہے؟

O پہاڑ اور ٹیلے۔ O مردے اور خزانے۔

۵۳. زمین ان جملہ گواہوں میں سے ہے جو بندوں پر ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ [صحیح - غلط]

۵۴. اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿أَشْتَاتًا﴾ کا معنی ہے:

O ہر شخص علیحدہ علیحدہ O الگ الگ جماعتیں۔

۵۵. اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُۥ ۝٧ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُۥ﴾ اللہ تعالیٰ کے دوسرے فرمان: ﴿وَوَجَدُوا۟ مَا عَمِلُوا۟ حَاضِرًا﴾ (الکھف:۴۹) کی نظیر ہے۔ [صحیح - غلط]

[سورہ عادیات کی تفسیر سے متعلق سوالات]

۵۶. سورہ عادیات:

O مکی ہے۔ O مدنی ہے۔

۵۷. لفظ ﴿وَٱلْعَـٰدِيَـٰتِ﴾ کے معنی ہیں:

O گھوڑے۔ O ہر وہ چیز جو حرکت کرتی ہے۔ O دونوں۔

۵۸. سورہ عادیات میں واجبی حقوق کی پامالی سے ڈرایا گیا ہے۔ [صحیح - غلط]

۵۹. درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں:

﴿ضَبْحًا﴾: --

﴿قَدْحًا﴾: --

﴿نَقْعًا﴾: --

﴿لَكَنُودٌ﴾: --

[سورہ قارعہ سے متعلق سوالات]

۶۰. سورہ قارعہ یہ:

O مکی ہے۔ O مدنی ہے۔

۶۱. سورہ قارعہ کے مقاصد میں سے ڈرانا ہے:

O قیامت کی ہولناکیوں سے۔ O دنیا کی آزمائش سے۔

۶۲. ﴿ٱلْقَارِعَةُ﴾ سے مراد:

O وعید کی آیتیں ہیں۔ O قیامت کا دن ہے۔

۶۳. درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں:

﴿كَٱلْفَرَاشِ ٱلْمَبْثُوثِ﴾:-----------------------------------

﴿كَٱلْعِهْنِ ٱلْمَنفُوشِ﴾:--

۶۴. اس سورت میں مذکور میزان سے مراد:

O حقیقی میزان ہے۔ O عدل سے کنایہ ہے۔

۶۵. ﴿عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾:

O دنیا میں ہے۔ O جنت میں۔

۶۶. ﴿فَأُمُّهُۥ هَاوِيَةٌ﴾:

O وہ اس کے لیے ہمیشہ ساتھ رہنے والی ماں کے قائم مقام ہو گی۔

O اس کا سر جو کہ دماغ کا مخزن ہے، آگ میں ہو گا۔

O دونوں۔

۶۷. اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا هِيَهۡ﴾ میں:

O معاملے کی سنگینی کو بتایا گیا ہے۔ O اس معاملے کے بارے میں سوال ہے۔

۶۸. آگ کے ناموں میں سے ہے (ہم اللہ سے عافیت چاہتے ہیں):

O ھاویہ۔ O جہنم۔ O حطمہ۔ O لظیٰ۔ O سعیر۔ O سقر۔ O پچھلے تمام نام۔

۶۹. ﴿نَارٌ حَامِيَةٌۢ﴾ [ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں]۔اس آگ کی حرارت دنیا کی آگ کی حرارت سے کتنا گنا زیادہ ہے؟

O ۷۰ گنا۔ O ۹۰ گنا۔ O ۹۹ گنا۔ O ۶۹ گنا۔

[سورہ تکاثر سے متعلق سوالات]

۷۰. یہ سورت:

O مکی ہے۔ O مدنی ہے۔

۷۱. اس سورت میں:

O لوگوں کے احوال کی خبر دی گئی ہے۔

O بندوں کی توبیخ ہے کہ مقصد زندگی کو بھول کر دنیا میں مشغول ہو گئے۔

۷۲. اس سورت میں کثرت مال کی خواہش کی ممانعت آئی ہے، گرچہ اس سے اللہ کی رضا مقصود ہو۔

[صحیح - غلط]

۷۳. محاورہ (مقولہ) وہ اپنے آخری ٹھکانے کو پہنچ گیا:

O اس میں مرنے کے بعد (دوبارہ) زندہ اٹھائے جانے کا انکار ہے۔ O ایسا کہنا جائز ہے۔

۷۴. اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿حَتّٰى زُرْتُمُ﴾ میں، لوگوں کو زیارت کرنے والوں سے موسوم کیا ہے اور ٹھہرنے والوں کا نام نہیں دیا، ایسا کیوں؟

O اس لیے کہ برزخ ایسا گھر ہے جس سے آخرت کے گھر کا قصد کیا جاتا ہے۔

O اس لیے کہ وہ لوگ اپنے دنیوی گھروں سے قبرستان منتقل ہو چکے اب وہ (دنیا کا گھر) ان کا نہیں رہا۔

۷۵. علم کی تین قسمیں ہیں: علم یقین، علم عین، علم حق ۔ [صحیح ۔ غلط]

[سورہ عصر سے متعلق سوالات]

۷۶. سورہ عصر:

O مکی ہے۔ O مدنی ہے۔

۷۷. سورہ عصر میں چار مسائل کی دلیل ہے: علم، عمل، دعوت اور صبر ۔ [صحیح ۔ غلط]

۷۸. غیر اللہ کی قسم (اللہ کے علاوہ کی قسم) کھانے سے متعلق ذیل کی کون سی عبارت صحیح ہے؟

O اللہ کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی مخلوقات میں سے جس کی قسم چاہے کھائے۔

O مخلوق کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ کے سوا کسی کی قسم کھائے۔

O مخلوق کے لیے جائز ہے کہ وہ غیر اللہ کی قسم کھائے۔

O اس کا جواب دو ہے، پہلا اور دوسرا دونوں۔

۷۹. صبر کی قسمیں:

O دو ہیں۔ O تین ہیں۔ O چار ہیں۔

۸۰. اس سورت میں چار باتوں کا حکم ہے، پہلے دو حکم پر بندہ خود عمل پیرا ہوتا ہے اور آخری کے دو حکم کی تلقین دوسروں کو کرتا ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

[سورہ ہمزۃ سے متعلق سوالات]

۸۱. یہ سورت :

O مکی ہے۔ O مدنی ہے۔

۸۲. لفظ ﴿وَيۡلٌ﴾ کا معنی:

O جہنم کی ایک وادی ہے۔ O وعید ہے جو جہنم کی وادی اور دیگر باتوں کو بھی شامل ہے۔

۸۳. "ھَمز" قول کے ذریعے اور "لمز" فعل کے ذریعے ہوتا ہے ۔ [صحیح ۔ غلط]

۸۴. ﴿يَحۡسَبُ أَنَّ مَالَهُۥٓ أَخۡلَدَهُۥ﴾ اس آیت سے یہ استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ نیکی عمر میں زیادتی کا باعث ہے۔(صحیح۔غلط)

۸۵. اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿وَمَآ أَدۡرَىٰكَ﴾ کا معنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو:

O خبر ہے۔ O خبر نہیں ہے ۔

۸۶. اللہ تعالیٰ کا قول: ﴿نَارُ ٱللَّهِ ٱلۡمُوقَدَةُ﴾ میں وقود النار سے مراد ہے:

O لوگ۔ O پتھر۔ O دونوں۔

۸۷. اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ٱلَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى ٱلۡأَفۡـِٔدَةِ﴾ کا معنی ہے:

O جو تم اعتقاد رکھتے ہو۔ O جسموں سے ہوتے ہوئے دلوں کو پہنچے گی۔

[سورہ فیل سے متعلق سوالات]

۸۸. سورہ فیل:

O مکی ہے۔ O مدنی ہے۔

۸۹. اس سورت کے اندر ایک عبرت یہ ہے کہ روئے زمین کا سب سے بڑا جانور بھی اس بات سے ڈرتا ہے کہ وہ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر پر ظلم کرے، تو انسان کو اور بھی ڈرنا چاہئے۔ [صحیح ۔ غلط]

۹۰. آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی پیدائش کا سال:

O فیل (ہاتھی) کا سال ہے۔ O حزن کا سال ہے۔ O رمادہ (قحط سالی) کا سال ہے۔

۹۱. یہ سورت ہمارے نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی علاماتِ نبوت کے قبیل سے ہے، جو کہ نبی کی بعثت سے پہلے خارقِ عادات کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں ۔ [صحیح ۔ غلط]

۹۲. درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں:

﴿ طَيْرًا أَبَابِيلَ ﴾ کا معنی:--

﴿ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ﴾ کا معنی:--

[سورہ قریش سے متعلق سوالات]

۹۳. سورہ قریش:

O مکی ہے۔ O مدنی ہے۔

۹۴. اس سورت کا تعلق ہے:

O سورہ فیل سے۔ O سورہ کافرون سے O سورہ ناس سے۔

۹۵. موسم سرما میں قریش کا سفر ملک شام تھا اور موسم گرما میں یمن کی طرف۔ [صحیح ۔ غلط]

۹۶. اللہ رب العالمین نے حرم مکی اور اس کے رہنے والوں کی عظمت عرب قوم کے دلوں میں اس حد تک ڈال دی کہ وہ ان کا احترام کرتے تھے اور ان کے لیے پریشانی کھڑی نہیں کرتے تھے۔

۱-مکہ میں ۔ ۲- مکہ میں اور سفر میں۔ [صحیح ۔ غلط]

۹۷. اللہ نے اپنی ربوبیت کو گھر کے ساتھ خاص کیا ہے اس کے فضل اور شرف کی وجہ سے، ورنہ وہ تو ہر چیز کا رب ہے۔ [صحیح - غلط]

۹۸. ﴿ رَبَّ هَٰذَا ٱلْبَيْتِ ﴾ مخلوق کی اضافت اس کے خالق کی طرف شرف وقدر کے قبیل سے ہے۔ [صحیح - غلط]

[سورہ ماعون سے متعلق سوالات]

۹۹. سورہ ماعون:

O مکی ہے۔ O مدنی ہے۔

۱۰۰. اللہ تعالی کے فرمان ﴿ أَرَءَيْتَ ٱلَّذِى يُكَذِّبُ بِٱلدِّينِ ﴾ میں کلمہ (دین) کا معنی:

O بعث اور جزا ہے۔ O قرض اور حقوق کا انکار ہے۔

۱۰۱. کلمہ ﴿يَدُعُّ﴾ کا معنی ہے:

O چھوڑ دیتا ہے۔ O قوت کے ساتھ دھکے دیتا ہے۔

۱۰۲. یتیم وہ ہے:

O جس کے والد کی وفات ہو گئی ہو۔ O جس کی والدہ کی وفات ہو گئی ہو۔

۱۰۳. اسی طرح یتیم اس کو کہتے ہیں:

O جو بالغ نہیں ہوا ہو۔ O گرچہ وہ بالغ ہو گیا ہو۔

۱۰۴. نماز میں بھول چوک اس کو کہتے ہیں کہ جو مذمت اور ملامت کا باعث ہو، جہاں تک نماز سے غفلت کی بات ہے تو اس کا صدور ہر کسی سے ہوتا ہے۔ [صحیح - غلط]

۱۰۵. ریا کاری کا حکم یہ ہے کہ وہ:

O جائز ہے۔ O مکروہ ہے۔ O حرام ہے۔ O چھوٹا شرک ہے۔ O بڑا شرک ہے۔

۱۰۶. اس سورت میں بھلائی کے کام پر ابھارا گیا ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۱۰۷. مذکورہ آیت میں ماعون سے مراد:

O کھانے پینے میں استعمال کیا جانے والا برتن ہے۔

O ہر وہ چیز جو بوقت ضرورت ایک دوسرے سے لی اور دی جاتی ہے۔

[سورہ کوثر سے متعلق سوالات]

۱۰۸. سورہ کوثر:

O مکی ہے۔ O مدنی ہے۔

۱۰۹. ﴿ٱلْكَوْثَرَ﴾:

O نہر ہے۔ O خیر کثیر اور فضل کبیر۔

۱۱۰. اللہ تعالیٰ نے ان دو عبادتوں [نماز اور قربانی] کو خاص کیا: اس لیے کہ یہ دونوں سب سے افضل عبادات میں سے، اور قربت الہی کے سب سے جلیل القدر ذرائع میں سے ہیں۔ [صحیح ۔ غلط]

۱۱۱. ﴿شَانِئَكَ﴾ یعنی:

O آپ ﷺ سے بغض رکھنے والا۔ O آپ کی مذمت کرنے والا۔

O آپ میں نقص نکالنے والا۔ O مذکورہ تمام معانی۔

۱۱۲. اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿هُوَ ٱلْأَبْتَرُ﴾ اس مفہوم کو بیان کرتا ہے کہ آپ ﷺ سے محبت کرنے والے کا ذکر اور تعریف باقی رہتی ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۱۱۳. اس آیت کے اندر نبی ﷺ کے بکثرت انصار (مددگار) اور متبعین ہونے کی دلیل ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

[سورہ کافرون سے متعلق سوالات]

۱۱۴. سورہ کافرون:

O مکی ہے۔ O مدنی ہے۔

۱۱۵. سورہ کافرون کس نماز کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پڑھی جاتی ہے:

O فجر کی سنت میں۔ O مغرب کی سنت میں۔ O طواف کی سنت میں۔

O وتر میں۔ O ان تمام نمازوں میں۔

۱۱۶. شرک کی ملاوٹ والی عبادت:

O ناقص عبادت ہے۔ O عبادت ہی نہیں ہے۔

۱۱۷. ﴿ قُلْ ﴾ میں خطاب:

O نبی ﷺ کو ہے۔ O نبی ﷺ اور ہر اس شخص کو جس کو خطاب کرنا صحیح ہے۔

۱۱۸. کفار وہ ہیں:

O جنہیں نبی ﷺ کی دعوت پہنچی اور ایمان نہیں لائے جیسے یہود و نصاریٰ۔

O جو مکہ کے کفار ہیں۔

۱۱۹. اس سورت کے اندر دل، زبان اور اعضاء و جوارح کے ذریعے شرک اور اہل شرک سے براءت کا مکمل ثبوت موجود ہے۔ [صحیح - غلط]

۱۲۰. سورت میں تکرار:

O تاکید کے لیے ہے۔

O یا اس لیے کہ پہلا فعل کے نہ پائے جانے پر دلالت کرے اور دوسرا اس کے وصف لازم ہونے پر۔

[سورہ نصر سے متعلق سوالات]

۱۲۱. سورہ نصر:

O مکی ہے۔ O مدنی ہے۔

۱۲۲. اس سورت میں خوشخبری، خبر، حکم اور تنبیہ ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۱۲۳. اس امت اور اس دین کے لیے اللہ کی رحمت اور اس کی نوازش اتنی ہے کہ اس کا تصور اور خیال بھی نہیں کیا جاسکتا۔ [صحیح ۔ غلط]

۱۲۴. اس سورت میں اس بات کا اشارہ ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کا وقت قریب آ چکا۔[صحیح۔غلط]

۱۲۵. اس سورت پر عمل کرتے ہوئے نبی ﷺ رکوع و سجود میں کثرت سے کہتے تھے: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ۔ [صحیح ۔ غلط]

[سورہ مسد سے متعلق سوالات]

۱۲۶. سورہ مسد:

O مکی ہے۔ O مدنی ہے۔

۱۲۷. ابو لھب:

O نبی ﷺ کا چچا ہے۔ O اس کا آپ ﷺ سے کوئی رشتہ نہیں۔

۱۲۸. قیامت کے دن تک مذمت کی جائے گی:

O ابو لھب کی۔ O ہر اس شخص کی جو نبی ﷺ سے عداوت رکھے۔

۱۲۹. درج ذیل کلمات کے معانی لکھیں:

﴿ تَبَّتْ ﴾:--

﴿وَمَا كَسَبَ﴾:---

﴿جِيدِهَا﴾:---

﴿مَّسَدٍ﴾:---

۱۳۰. اس سورت کے اندر اللہ کی نشانیوں میں سے ایک ظاہری نشانی یہ ہے کہ ابولھب اور اس کی بیوی اسلام نہیں لائے۔ [صحیح - غلط]

[سورہ اخلاص سے متعلق سوالات]

۱۳۱. سورہ اخلاص :

O مکی ہے۔ O مدنی ہے۔

۱۳۲. سورہ اخلاص نام اس لیے رکھا گیا کہ:

O اس میں اللہ کے خالص اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔

O اس کے پڑھنے والے کو یہ سورت شرک سے نجات دلاتی ہے۔

O دونوں وجہ سے۔

۱۳۳. ثواب میں یہ سورت برابر ہے:

O نصف قرآن کے۔ O ایک چوتھائی قرآن کے۔ O ایک تہائی قرآن کے۔

۱۳۴. دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد یہ سورت پڑھی جاتی ہے۔

O فجر کی سنت میں۔ O مغرب کی سنت میں۔ O طواف کی سنت میں۔

O وتر کی نماز میں۔ O فرض نمازوں کے بعد۔ O سوتے وقت۔ O ان تمام مقامات پر۔

۱۳۵. سورہ اخلاص اور سورہ کافرون شب وروز میں پڑھی جاتی ہیں تاکہ توحید کی تینوں قسمیں ثابت ہو جائیں۔ [صحیح - غلط]

۱۳۶. سورہ اخلاص میں:

O توحید الوہیت ہے۔ O توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات ہے۔

۱۳۷. ﴿ قُلْ ﴾ یعنی کہو:

O صرف زبان سے۔ O زبان دل اور عمل سے۔

۱۳۸. اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ﴾ اللہ ایک ہے۔یعنی: وہ اپنی ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات میں یکتا ہے۔ [صحیح - غلط]

۱۳۹. ﴿ ٱلصَّمَدُ ﴾ کا معنی ہے:

O وہ ذات کہ جملہ حاجات میں جس کا قصد کیا جائے۔

O جو بذاتہ قائم ہے اور باقی تمام بھی اسی سے قائم ہیں۔

O وہ سید ہے جو اپنی سیادت میں اور اپنی ربوبیت، الوہیت، اور اسما وصفات میں کمال کو پہنچا ہوا ہے۔

O یہ تمام معانی۔

۱۴۰. اللہ کی جانب بیٹا / بیٹی یا باپ کی نسبت کرنا بڑا کفر (کفر اکبر) ہے۔ [صحیح - غلط]

[سورہ فلق سے متعلق سوالات]

۱۴۱. سورہ فلق:

O مکی ہے۔ O مدنی ہے۔

۱۴۲. سورہ فلق پڑھی جاتی ہے:

O فرض نمازوں کے بعد۔ O سوتے وقت۔ O ان دونوں مقامات پر۔

۱۴۳. درج ذیل کلمات کے معانی ذکر کریں:

﴿أَعُوذُ﴾:---

﴿ٱلۡفَلَقِ﴾:---

﴿غَاسِقٍ﴾:---

﴿وَقَبَ﴾:---

﴿ٱلنَّفَّٰثَٰتِ﴾:---

﴿ٱلۡعُقَدِ﴾:---

﴿حَاسِدٍ﴾:---

۱۴۴. اس سورت میں:

O عمومی اور خصوصی استعاذے کا بیان ہے۔

O اس بات کا بیان ہے کہ جادو کی حقیقت ہے۔ O ان دونوں کا بیان ہے۔

[سورہ ناس سے متعلق سوالات]

۱۴۵. سورہ ناس:

O مکی ہے۔ O مدنی ہے۔

۱۴۶. سورہ ناس پڑھی جاتی ہے۔

O فرض نمازوں کے بعد۔ O سوتے وقت۔ O ان دونوں مقامات پر۔

۱۴۷. لفظ ﴿ٱلۡخَنَّاسِ﴾ کا کیا معنی ہے؟

دوسرا سبق

دوسرا سبق: اسلام کے ارکان

اسلام کے پانچ ارکان ہیں: سب سے پہلا اور عظیم ترین رکن: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّد رَسُولُ اللَّهِ کی گواہی اس کے معانی اور شروط کے ساتھ دینا ہے۔

معنی: لَا إِلَهَ میں اللہ کے علاوہ تمام معبودان باطلہ کی نفی ہے اور إِلَّا اللَّهَ میں تمام عبادات کا اللہ کے لیے اثبات ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهَ کے شروط:

١- ایسا علم جو جہل کے منافی ہو۔
٢- ایسا یقین جو شک کے منافی ہو۔
٣- ایسا اخلاص جو شرک کے منافی ہو۔
٤- ایسی سچائی جو جھوٹ کے منافی ہو۔
٥- ایسی محبت جو بغض کے منافی ہو۔
٦- ایسی طاعت جو نافرمانی کے منافی ہو۔
٧- ایسا قبول جو انکار کے منافی ہو۔
٨- اللہ کے علاوہ تمام معبودان باطلہ کا انکار۔

ان تمام شرطوں کو ان دو اشعار میں جمع کر دیا گیا ہے:

علم ويقين وإخلاص وصدقک مع   محبة وانقياد والقبول لها

وزيد منها الكفران منک بما   سوى الإله من الأشياء قد ألها

محمد رسول اللہ کی گواہی اور اس کے تقاضے کا بیان:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی خبر کی تصدیق کرنا، آپ کے حکم کی تعمیل کرنا، آپ کی منع کردہ چیزوں سے رک جانا اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق اللہ تعالی کی عبادت کرنا۔

پھر طالب علم کے سامنے بقیہ اسلامی ارکان کا ذکر کیا جائے، جو کہ یہ ہیں: نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اور صاحب استطاعت کیلئے بیت اللہ کا حج کرنا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ کے ارکان

انکار: (لَا إِلَهَ)

یعنی اللہ کے علاوہ تمام معبودان باطلہ کا انکار کرنا۔
[طاغوت کا انکار]

اثبات: (إِلَّا اللّٰہُ)

صرف اللہ تعالی کے لیے عبادت کو ثابت کرنا۔
[اللہ پر ایمان]

لكلمة الاخلاص ركنان هما النفي والاثبات فاحفظهما

کلمہ اخلاص کے دو رکن ہیں: ایک نفی، دوسرا اثبات، لہذا دونوں کو اچھی طرح یاد رکھو۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ کے شروط کی تشریح

لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ کے شروط کی مثال کنجی کے دندانوں کی طرح ہے، چنانچہ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ جنت کی کنجی ہے اور کنجی بغیر دندان کے نہیں کھولتی، بنابریں قرآن وحدیث میں جو وارد ہے کہ جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ کہا تو اس کیلئے اجر وثواب ہے، تو اس کے حصول کے لیے ان شروط کا بجالانا ضروری ہے اور وہ آٹھ ہیں:

۱-کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ کے معنی کا علم: اور اس کی ضد جہالت (اس کے معانی کا نہ جاننا) ہے، چنانچہ جو شخص اس کے معنی سے ناواقف رہا وہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا، اور اسی لیے جو شخص دائرہ اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے اس کیلئے لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ کے معنی کو جاننا بے حد ضروری ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، دَخَلَ الْجَنَّةَ رواه مسلم "جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ کے معنی کو جانتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا"

۲- یقین: یعنی سو فیصد یقین، چنانچہ جس شخص نے سو میں سے ایک فیصد بھی معبودان باطلہ کے انکار میں شک کیا، یا توقف اختیار کیا، یا تردد کیا تو وہ موحد نہیں ہے، اور اگر یہود ونصاری کے کفر میں شک کیا جن تک دعوت محمدی پہنچ چکی ہو تو وہ موحد نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، لَا يَلْقَى اللهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فِيهِمَا، إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ رواه مسلم "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، جس نے اللہ تعالی سے ان دونوں کے ساتھ اس حال میں ملاقات کی ہو کہ اسے ان دونوں میں ذرا بھی شک نہیں تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا" [صحیح مسلم]

۳- **اخلاص:** جس شخص نے اس کلمہ کی شہادت میں ریاکاری سے کام لیا یا شرک اکبر کا ارتکاب کیا- جیسے غیر اللہ کی عبادت کی- تو یہ کلمہ اسے فائدہ نہیں پہنچائے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ القِيَامَةِ، مَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ، خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ، أَوْ نَفْسِهِ رواه البخاري میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار وہ نیک بخت ہے جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ کا اقرار خلوص دل یا خلوص جان سے کیا ہو.

۴- **سچائی:** جس شخص نے جھوٹے دل سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کیا- جیسے کہ منافق- تو اسے یہ کلمہ کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا، نبی کریم کا ارشاد ہے: مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ، إِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ متفق عليه جس کسی نے سچے دل سے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، تو اس کلمے کا اقرار کرنے والے کے لیے اللہ تعالی اس پر جہنم حرام کر دے گا۔

۵- **محبت:** جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہو اور اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور سے محبت نہیں کرتا ہو، اور اللہ نے جس سے محبت کا حکم دیا ہے اسی سے محبت کرتا ہو. اس کی ضد بغض ہے، لہذا نواقض اسلام میں سے یہ ہے کہ: (جس شخص نے رسول کی لائی ہوئی شریعت سے بغض رکھا تو اس نے کفر کیا گرچہ وہ اسلام پر عمل پیرا کیوں نہ ہو، اللہ کا فرمان ہے: ﴿ وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ ٱللَّهِ ﴾ (البقرة:١٦٥) اور لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا شریک بنا کر ان سے اس طرح محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے محبت ہوتی ہے۔

٦- **انقیاد:** یعنی: اس کلمہ توحید پر عمل کرنا ضروری ہے، چنانچہ جس نے اس پر عمل نہ کیا یہ اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا، ارشاد ربانی ہے: ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا۟ فِىٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا۟ تَسْلِيمًا ﴾ (النساء:٦٥) قسم ہے تیرے رب کی، وہ ایمان والے نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ آپ کو اپنے آپسی تنازعات میں حکم مان لیں پھر آپ جو فیصلے کر دیں اس سے اپنے دل میں کوئی تنگی نہ محسوس کریں اور سر تسلیم خم کر دیں۔

۷- **قبول:** کلمہ توحید کا اقرار کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ قولی، عملی اور اعتقادی طور پر اسے ادا کرے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ إِنَّهُمْ كَانُوٓا۟ إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوٓا۟ ءَالِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍۭ ﴾ (الصافات:٣٥ - ٣٦)، جب ان سے کہاجاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو تکبر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا ہم مجنوں شاعر کے لیے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔

۸- **کفر:** یعنی یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ کے علاوہ جن معبود ان کی عبادت کی جاتی ہے، ان کی عبادت باطل ہے، اور اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔

نوٹ: کلمہ اخلاص کے لیے قول، عمل اور اعتقاد کا ہونا بے حد ضروری ہے۔

محبت کی قسمیں

اللہ کے ساتھ کسی اور سے محبت کرنا

اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ کسی اور کو شامل کرنا شرک اکبر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"اور لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا شریک ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے محبت ہونی چاہیے"۔[البقرۃ:۱۶۵]

اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا

محبت کی یہ قسم واجب ہی نہیں بلکہ ایمان کی مضبوط رسیوں میں سے ایک ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحمدل ہیں"۔[الفتح:۲۹]

اس میں چار چیزیں شامل ہیں:

طبعی محبت (فطری محبت)

اور یہ محبت جائز ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب نہ ہو، جیسے بچے اور بیوی سے محبت کرنا، نبی ﷺ نے فرمایا:"تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، والد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں"۔

[بخاری:۱۵/ مسلم:۴۴]

- ہر اس عمل سے محبت رکھنا جس سے اللہ تعالیٰ راضی اور خوش ہوتا ہے، اور یہ ہر اس بات کو شامل ہے جسے شریعت لے کر آئی جیسے: توحید۔
- اس پر عمل کرنے والے سے محبت کرنا، جیسے: انبیا، رسل، فرشتے، صحابہ اور تمام موحدین (جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو ذرہ برابر شریک نہیں ٹھہراتے)۔
- ہر اس وقت سے محبت رکھنا جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، جیسے: شب قدر اور رات کا سہ پہر۔
- ہر اس جگہ سے محبت رکھنا جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، جیسے، مکہ اور مدینہ۔

"محمد رسول اللہ" کی شہادت میں (عبدہ) کا کیا مطلب ہے؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے ہیں اور جو بندہ ہو اس کی بندگی درست نہیں، کیونکہ اس میں ربوبیت، الوہیت اور اسما وصفات کی خصوصیات نہیں پائی جاتی۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ محمد ﷺ مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں اور انہوں نے اللہ کے لیے کمال عبودیت کے تمام تقاضے پورے کیے۔

اللہ کے لیے عبودیت کے اقسام

عام عبودیت
یعنی اللہ کی ربوبیت اور قہاریت میں عبودیت ۔اس اعتبار سے تمام مخلوقات اللہ کے بندے اور غلام ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "آسمان و زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے بندے اور غلام بن کر آنے والے ہیں"۔[مریم:۹۳] اور اس میں مؤمن وکافر دونوں داخل ہے۔

خاص عبودیت
یعنی اللہ کی عام عبادت میں عبودیت ،جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: " اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر وقار کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں سلام"۔[الفرقان:۶۳]اس میں وہ تمام بندے شامل ہیں جو اللہ کی عبادت اس کی شریعت کے مطابق کرتے ہیں۔

سب سے خاص عبودیت
اللہ کے لیے یہ رسولوں کی عبودیت ہے،جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:"بے شک وہ شکر گزار بندہ تھے"۔[الاسراء:۳]
یہ سب سے اہم اور خاص عبودیت ہے۔ اس لیے کہ ان رسولوں کا عبودیت الہی میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

نبی ﷺ کی حیات کا مختصر خاکہ

نبی ﷺ کا نسب نامہ:	آپ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہیں،اور ہاشم قریش میں سے،اور قریش عرب سے،اور عرب اسماعیل بن ابراہیم (علیہم السلام) کی ذریت (اولاد) میں سے ہیں۔
نبی ﷺ سلم کی ولادت:	نبی ﷺ ہاتھی والے واقعہ کے سال ماہ ربیع الاول میں،شہر مکہ میں پیدا ہوئے،آپ نے ۶۳ سال کی عمر پائی،جن میں ۴۰ سال نبوت سے پہلے اور ۲۳ سال بطور نبی اور رسول شامل ہیں۔نبی ﷺ یتیم تھے، ولادت سے قبل ہی والد وفات پا چکے تھے، اور آپ اپنے دادا عبد المطلب کی کفالت (سرپرستی) میں رہے، اور دادا کی وفات کے بعد آپ کی پرورش وپرداخت آپ کے چچا ابو طالب نے کی۔
نبی ﷺ کی بعثت:	نبی ﷺ جنات وانسان کی جانب مبعوث کیے گئے،چنانچہ جس کو بھی آپ ﷺ کی دعوت پہنچی اور وہ ایمان نہیں لایا تو وہ کافر ہے خواہ وہ کوئی ہو۔

نبی ﷺ کی دعوت:	نبی ﷺ نے توحید اور اچھے اخلاق و اعمال کی دعوت دی، اور شرک اور برے اخلاق و اعمال سے روکا۔
نبی ﷺ کا اسرا اور معراج:	نبی ﷺ کو مکہ سے بیت المقدس تک کی سیر کرائی گئی، پھر وہاں سے ساتویں آسمان تک کی معراج کرائی گئی، جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ سے بات کی اور آپ پر پانچ وقت کی نماز فرض کی گئی۔
نبی ﷺ کی ہجرت اور وفات:	آپ نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی، اور وہیں وفات پائی اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دفن کیے گئے۔
نبی ﷺ اور تبلیغ دین کا فریضہ:	اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے دین کو مکمل کر دیا، اور آپ ﷺ نے واضح طور پر دین کو پہنچا دیا، امانت ادا کر دی، امت کیلیے خیر خواہی مکمل فرمادی، اور اللہ کے راستے میں ہر قسم کا جہاد کیا اور اس کا حق ادا کر دیا، اب کسی کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ اس دین میں کسی قسم کا اضافہ کرے۔
نبی ﷺ کے اہم غزوات:	یہ سات ہیں: بدر، احد، خندق، خیبر، فتح مکہ، حنین اور تبوک۔
نبی ﷺ کی سات اولاد تھیں:	قاسم، ابراہیم، عبد اللہ (طیب طاہر) رضی اللہ عنھم اور زینب، رقیہ، ام کلثم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن ہیں، سبھوں کی وفات آپ کی زندگی میں ہوئی سوائے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے، ان کی وفات نبی ﷺ کی وفات کے ٦ ماہ بعد ہوئی۔
نبی ﷺ کی بارہ بیویاں تھیں:	خدیجہ، عائشہ، سودہ، حفصہ، زینب ہلالیہ، ام سلمہ ہند، زینب بنت جحش، جویریہ بنت حارث، صفیہ بنت حیي، ام حبیبہ، ریحانہ بنت زید اور میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنھن ہیں۔

نبی ﷺ کو دودھ پلانے والی خواتین:	نبی ﷺ کی والدہ آمنہ بنت وہب، آپ ﷺ کے چچا ابو لہب کی لونڈی اور حلیمہ بنت ابی ذؤیب سعدیہ رضی اللہ عنہا۔
نبی ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی:	سورہ علق کی ابتدائی پانچ آیتیں: ﴿ ٱقۡرَأۡ بِٱسۡمِ رَبِّكَ ٱلَّذِي خَلَقَ ۝١ خَلَقَ ٱلۡإِنسَٰنَ مِنۡ عَلَقٍ ۝٢ ٱقۡرَأۡ وَرَبُّكَ ٱلۡأَكۡرَمُ ۝٣ ٱلَّذِي عَلَّمَ بِٱلۡقَلَمِ ۝٤ عَلَّمَ ٱلۡإِنسَٰنَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ ۝٥ ﴾ (العلق: ۱-۵) پڑھ اپنے رب کے نام سے، جس نے انسان کو پیدا کیا خون کے لوتھڑے سے، پڑھ اور تیرا رب بہت کرم والا ہے، جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔
نبی ﷺ کا اخلاق:	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾ (القلم:۴) اور بے شک آپ اخلاق کے اعلی درجے پر فائز ہیں، اور ام المؤمنین عائشہ رضی عنہا فرماتی ہیں: (کان خلقه القرآن) نبی ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔
سیرت نبوی کے مطالعہ کی اہمیت:	ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "چونکہ دونوں جہاں یعنی (دنیا وآخرت) میں بندے کی سعادت نبی کریم ﷺ کے طریقے پر چلنے میں ہے، لہذا ہر وہ شخص جو اپنے نفس کا خیر خواہ ہو اور نجات وسعادت مندی چاہتا ہو، اسے چاہیے کہ وہ آپ ﷺ کے طریقے، سیرت واخلاق اور احوال ومعاملات کو اس طرح جانے کہ جس کی بنا پر وہ جاہلوں کی صف سے نکل کر آپ ﷺ کے متبعین اور ماننے والوں میں شامل ہو جائے۔ اس باب میں تین قسم کے لوگ ہیں: کوتاہی کرنے والے، حق ادا کرنے والے اور محروم ہو جانے والے۔ اور فضل تو اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے"۔

تیسرا سبق

ایمان کے ارکان

اللہ پر ایمان، اس کے فرشتوں پر ایمان، اس کی کتابوں پر ایمان، اس کے رسولوں پر ایمان، یوم آخرت پر ایمان اور تقدیر پر ایمان لانا خواہ خیر والی ہو یا شر والی۔

ایمان کی اصطلاحی (شرعی) تعریف

زبان سے اقرار کرنا، دل میں اعتقاد رکھنا، اور جوارح واعضا کے ذریعے اس پر عمل کرنا، اور ایمان اطاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت سے گھٹتا ہے۔

قول کی دلیل: آپ ﷺ نے فرمایا: فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ رواه مسلم
ایمان کا سب سے افضل شعبہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنا ہے۔

عمل جوارح کی دلیل: آپ ﷺ کا فرمان: وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ رواه مسلم
ایمان کا ادنیٰ شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے۔

عمل قلب کی دلیل، آپ ﷺ کا فرمان: وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ رواه مسلم
شرم وحیا ایمان کی افضل شاخ ہے۔

ایمان میں زیادتی کی دلیل، اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِۦٓ إِيمَٰنًا﴾
یعنی: تم میں سے کس کے ایمان میں اس سے اضافہ ہوا۔

ایمان میں کمی کی دلیل، آپ ﷺ کا فرمان: مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ رواه البخاري
میں نے عورتوں سے زیادہ عقل ودین میں ناقص کسی کو نہیں پایا۔

ایمان میں زیادتی کے اسباب

توحید کا مطالعہ کرنا خصوصا توحید اسما وصفات کا۔	اطاعت وفرماں برداری کے اعمال بکثرت انجام دینا۔	نافرمانی اور گناہ کے کاموں سے بچنا۔	اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں غور وفکر کرنا۔

ایمان میں کمی کے اسباب

توحید کا مطالعہ نہ کرنا، خصوصا توحید اسما وصفات کا۔	اطاعت وفرماں برداری کے کام نہ کرنا۔	نافرمانی وگناہ کے کام کرنا۔	اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں غور وفکر نہ کرنا۔

ایمان کے چھ ارکان ہیں

اللہ پر ایمان۔	فرشتوں پر ایمان۔	کتابوں پر ایمان۔	رسولوں پر ایمان۔	یوم آخرت پر ایمان۔	تقدیر پر ایمان لانا خواہ وہ خیر والی ہو یا شر والی۔

پہلا رکن: اللہ پر ایمان، اس سے درج ذیل چیزیں لازم آتی ہیں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے موجود ہونے پر ایمان لانا اور یہ چار دلیلوں سے ثابت ہے:	اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رب ہونے پر ایمان لانا۔	اللہ عزوجل کے سچا معبود ہونے پر ایمان لانا۔	اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اسما و صفات پر ایمان لانا۔
عقل سے چنانچہ یہ ناممکن ہے کہ عقل بغیر خالق کے مخلوق کے وجود کا تصور کرے ﴿أَمْ خُلِقُوا۟ مِنْ غَيْرِ شَىْءٍ أَمْ هُمُ ٱلْخَـٰلِقُونَ﴾ کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں۔	**حس سے** جب تم کسی پریشانی اور تنگی میں ہوتے ہو تو اپنے ہاتھ کو آسمان کی جانب اٹھاتے ہو اور کہتے ہو: "اے میرے رب" تو پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ پریشانی اللہ کے حکم سے ختم ہو گئی۔	**فطرت سے** نبی ﷺ نے فرمایا: كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ رواه البخاري ہر نومولود بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔	**شریعت سے** ابن قیم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اللہ کی کتاب میں کوئی ایسی آیت نہیں جس میں اللہ کی وحدانیت کی دلیل موجود نہ ہو۔

دوسرا رکن: فرشتوں پر ایمان

فرشتے: غیب کی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں، اللہ نے انہیں نور سے پیدا کیا ہے، وہ اللہ کی اطاعت و فرماں برداری میں لگے رہتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے، اور وہ ذی روح ہیں ﴿رُوحُ ٱلْقُدُسِ﴾، اور جسم والے ہیں ﴿جَاعِلِ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةِ رُسُلًا أُو۟لِىٓ أَجْنِحَةٍ مَّثْنَىٰ وَثُلَـٰثَ وَرُبَـٰعَ ۚ يَزِيدُ فِى ٱلْخَلْقِ مَا يَشَآءُ﴾، ان کے پاس دل اور عقل ہیں ﴿حَتَّىٰٓ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا۟ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ﴾، ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں، اور ہم ان فرشتوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جن کا نام اللہ نے ہمیں بتایا ہے، (جیسے: جبریل، میکائیل، اسرافیل)، اور ان کی صفات پر بھی ایمان رکھتے ہیں، جیسے اللہ نے ہمیں انکے بارے میں بتایا ہے ﴿لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾، اور انہیں سپرد کردہ اعمال پر بھی ایمان رکھتے ہیں، جیسے عرش کو اٹھائے ہوئے فرشتے، اور جو بھی خبریں ان کے بارے میں آئی ہیں ہم ان پر اجمالی و تفصیلی طور پر ایمان رکھتے ہیں۔

بعض وہ فرشتے جن کے بارے میں خبر دی گئی ہے

آٹھ فرشتے جو اللہ کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں، جبریل علیہ السلام کے سپرد وحی کا کام ہے، میکائیل علیہ السلام بارش برسانے کا کام انجام دیتے ہیں۔ ہم ان تمام فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے بارے میں جو اجمالی اور تفصیلی خبریں دی گئی ہیں ان سب پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

تیسرا رکن: کتابوں پر ایمان

اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتابیں حقیقی کلام ہیں مجازی نہیں، اور وہ اس کی جانب سے نازل کردہ ہیں وہ مخلوق نہیں ہیں، اور اللہ نے ہر رسول کے ساتھ ایک کتاب نازل فرمائی، ہم ان کتابوں پر اور اللہ تعالیٰ نے جو ان (کتابوں) کے نام بتائے ہیں اور ان میں جو خبریں اور احکام وارد ہوئے ہیں اور وہ منسوخ نہیں ہوئے ہیں ان سب پر اجمالی اور تفصیلی طور پر ایمان رکھتے ہیں۔، اور اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن نے پچھلی تمام کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے، اور وہ کتابیں یہ ہیں: تورات، انجیل، زبور اور ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام کے صحیفے۔

چوتھا رکن: رسولوں پر ایمان

اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ تمام رسول انسان ہیں ان میں ربوبیت کی کوئی خصوصیت موجود نہیں، اور وہ سب کے سب بندے ہیں ان کی عبادت نہیں کی جاسکتی، اللہ نے انہیں رسول بنا کر بھیجا اور ان کی جانب وحی فرمائی اور آیات (نشانیوں) معجزوں کے ذریعے ان کی تائید کی، انہوں نے امانت کو پورے طور ادا کر دیا، امت کو نصیحت فرمادی اور دین پہنچا دیا اور اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کر دیا۔ ہم ان پر ایمان لاتے ہیں اور ان باتوں پر بھی اجمالی و تفصیلی ایمان لاتے ہیں جو اللہ نے ہمیں ان کے ناموں، صفتوں اور خبروں کے بارے میں بتایا، اور یہ کہ پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں، پہلے رسول نوح علیہ السلام ہیں اور آخری نبی رسول محمد ﷺ ہیں، اور یہ کہ پچھلی تمام شریعتیں شریعت محمد ﷺ سے منسوخ ہو چکی ہیں۔ اورالولوالعزم رسول پانچ ہیں جن کا ذکر دو سورتوں شوریٰ اور احزاب میں کیا گیا ہے: (محمد ﷺ، نوح علیہ السلام، ابراھیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام)۔

پانچواں رکن: یوم آخرت پر ایمان

یہ ایمان ہر اس بات کو شامل ہے جس کے بارے میں نبی ﷺ نے خبر دی کہ (انسان کی) موت کے بعد رونما ہونے والا ہے، جیسے: قبر کی آزمائش (فتنہ)، صور میں پھونکا جانا، لوگوں کا اپنے قبروں سے اٹھنا، میزان، اعمال نامے، پل صراط، حوض، شفاعت، جنت، جہنم اور اہل ایمان کا اپنے رب کا قیامت کے دن اور جنت میں دیدار کرنا وغیرہ جو غیبی امور میں سے ہیں۔

چھٹا رکن: تقدیر پر ایمان لانا خواہ وہ خیر والی ہو یا شر والی۔

اس کے چار درجات ہیں جن کو شاعر نے اپنے اس منظوم کلام میں جمع کیا ہے:

علم، كتابة مولانا، مشيئته
وخلقه، وهو إيجاد وتكوين

ہمارے مولیٰ کا علم، کتابت، مشیت
اور تخلیق (یعنی ایجاد و تکوین)۔

علم

اس بات پر ایمان رکھنا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر چیز کو اجمالی اور تفصیلی طور پر پہلے سے جانتا ہے، جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ﴾ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے۔

کتابت

اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ نے قیامت تک رونما ہونے والی ہر چیز کی تقدیر لکھ دی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ﴾ آسمان وزمین کی کوئی پوشیدہ چیز بھی ایسی نہیں جو روشن اور کھلی کتاب میں نہ ہو۔

مشیئت

اس بات پر ایمان کہ جو کچھ اللہ نے چاہا وہ ہوا اور جو کچھ نہیں چاہا نہیں ہوا، اور بندے کو بھی ارادہ واختیار ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت وارادہ کے ماتحت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ﴾ اور تم نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔

خلق

اس بات پر ایمان رکھنا کہ بندے اور ان کے اعمال اللہ کے پیدا کردہ ہیں اور اسی طرح جملہ کائنات بھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ ﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ اور اللہ نے تم کو اور تم جو عمل کرتے ہو اس کو پیدا کیا۔

چوتھا سبق

توحید اور شرک کے اقسام کا بیان

توحید کی تین قسمیں ہیں: توحید ربوبیت، توحید الوہیت، اور توحید اسما و صفات۔

توحید ربوبیت کا مطلب: اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ تعالی ہی ہر چیز کا خالق اور اس میں تصرف کرنے والا ہے، جس میں اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں۔

توحید الوہیت کا مطلب: اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ تعالی ہی معبود برحق ہے، اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں، اور یہی لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہ کا معنی ہے، کیونکہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہ کا معنی ہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ لہذا ہر طرح کی عبادت جیسے نماز، روزہ وغیرہ کو خالص اللہ کے لیے ادا کرنا واجب ہے، اور کسی اور کے لیے کرنا درست نہیں۔

توحید اسماوصفات کا مطلب: قرآن کریم اور صحیح احادیث میں وارد اللہ کے اسماء اور صفات پر ایمان لانا اور ان کو اللہ کے لیے بغیر کسی تحریف، تعطیل، تکییف اور تمثیل کے اس طرح ثابت کرنا جو اللہ کے شایان شان ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ۝١ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ ۝٤ ﴾ (الاخلاص: ۱-۴) آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ تعالی ایک (ہی) ہے۔ اللہ تعالی بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

دوسری جگہ فرمایا: ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ﴾ (الشوری: ۱۱) اس کے جیسی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے۔

بعض اہل علم نے توحید کی دو قسمیں بیان کی ہیں اور توحید اسماء وصفات کو توحید ربوبیت میں شامل کیا ہے اور اس میں کوئی حرج اور کوئی قابل اختلاف بات نہیں کیونکہ دونوں تقسیم میں مراد واضح ہے۔

تحریف: اللہ کے نام یا صفت میں لفظی یا معنوی تبدیلی کرنا اضافہ کرکے یا حذف کرکے۔

تعطیل: اللہ کے اسما یا صفات کا کلی یا جزئی طور پر انکار کرنا۔

تکییف: اللہ کے نام یا صفت کی کیفیت بیان کرنا۔

تمثیل: اللہ کے نام یا صفت کو کسی مخلوق کے نام یا صفت کے مثل قرار دینا۔

تشبیہ: اللہ کے نام یا صفت کو کسی مخلوق کے نام یا صفت کے مشابہ قرار دینا۔

شرک کی تین قسمیں ہیں: شرک اکبر، شرک اصغر اور شرک خفی۔
جس شخص کی شرک اکبر کی حالت میں موت ہو جائے، تو یہ شرک اس شخص کے عمل کی بربادی اور دائمی جہنمی بننے کا باعث بنتا ہے، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿ وَلَوْ أَشْرَكُوا۟ لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾ ﴾ (الأنعام:۸۸) اور اگر وہ شرک کرتے تو ان کے اعمال برباد ہو جاتے۔ اور جس شخص کی ایسی حالت میں موت واقع ہو جائے اس کی مغفرت کبھی نہیں ہوگی، اور جنت اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿ إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿٧٢﴾ ﴾ (المائدۃ:۷۲) بے شک جو اللہ کے ساتھ شرک کرے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ان ظالموں کا کوئی مددگار بھی نہیں ہوگا۔ دوسری جگہ فرمایا: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ﴾ (النساء: ۴۸) بے شک اللہ شرک کو معاف نہیں کرتا اور اس کے علاوہ دوسرے گناہ کو جس کے لیے چاہے معاف کر دے۔

شرک کی بعض صورتیں: مردوں اور بتوں کو پکارنا، ان سے فریاد کرنا اور مدد طلب کرنا، ان کے لیے نذر و نیاز پیش کرنا اور ذبح کرنا وغیرہ۔

شرک اصغر کا مطلب: ایسا عمل جس کا ذکر قرآن و سنت میں آیا ہو کہ یہ شرک ہے لیکن شرک اکبر کے جنس سے نہ ہو، جیسے کسی بھی عبادت و عمل میں ریاکاری کرنا، غیر اللہ کی قسم کھانا، اور (ماشاء اللہ وشاء فلان) یعنی: اللہ جو چاہے اور فلاں جو چاہے کہنا وغیرہ، ارشاد نبوی ﷺ ہے: إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ " قَالُوا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: " الرِّيَاءُ. رواه أحمد مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ شرک اصغر کا خوف ہے، اس کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: "ریاکاری"۔
ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "مَنْ حَلَفَ بِشَيْءٍ دُونَ اللهِ تَعَالَى فَقَدْ أَشْرَكَ " رواه أحمد جس نے اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔
نبی ﷺ کا ارشاد ہے: لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللهُ، وَشَاءَ فُلَانٌ، وَلَكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ رواه ابوداود یہ نہ کہو کہ اللہ جو چاہے اور فلاں جو چاہے بلکہ یہ کہو کہ اللہ جو چاہے پھر فلاں چاہے۔
شرک اصغر سے انسان نہ تو مرتد ہوتا ہے اور نہ ہی دائمی جہنمی، لیکن اس کے توحید میں ضرور کمی واقع ہوتی ہے، اور اس کمال توحید کے منافی ہے جس کا ہونا ضروری ہے۔

شرک کی تیسری قسم شرک خفی ہے، جس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ؟ " قَالَ: قُلْنَا: بَلَى. فَقَالَ: "الشِّرْكُ الْخَفِيُّ، أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ يُصَلِّي فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ رواه ابن ماجه کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں نہ بتادوں جس کا تمہارے بارے میں مجھے مسیح دجال سے بھی زیادہ خوف ہے؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول، تو فرمایا: "شرک خفی "یعنی پوشیدہ شرک، آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور کسی کی نگاہوں کو اپنی طرف متوجہ پاکر اپنی نماز کو خوبصورت بنانے لگے۔

اور شرک کو دو قسموں میں تقسیم کرنا بھی درست ہے، شرک اکبر اور شرک اصغر، کیونکہ شرک خفی دونوں قسموں کو شامل ہے۔

شرک اکبر میں شرک خفی کی مثال منافقوں کا شرک ہے، کیونکہ وہ اپنے باطل عقیدے کو چھپاتے ہیں اور ریاکاری اور ڈر کی وجہ سے اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔

اور شرک اصغر میں سے ریاکاری اور دکھاوا ہے، جیسا کہ محمود بن لبید انصاری کی حدیث میں ہے جو اوپر گزری اور ابو سعید کی حدیث میں ہے جس کا ذکر ہوا۔

گناہوں کی قسمیں

شرک اکبر	شرک اصغر	کبیرہ گناہ	صغیرہ گناہ
یہ محرمات میں سب سے بڑا گناہ ہے۔	یہ شرک اکبر سے چھوٹا اور کبیرہ گناہ سے بڑا ہے۔	ہر وہ گناہ جس کے کرنے پر خاص وعید متعین ہو، جیسے کہ اس کے کرنے والے پر لعنت بھیجی گئی ہو، یا اس سے براءت کا اظہار کیا گیا ہو، یا اسے کافروں اور مشرکوں میں شمار کیا گیا ہو، یا یہ کہا گیا ہو کہ وہ مسلمانوں میں سے نہیں، یا اسے قبیح جانوروں سے مشابہت دی گئی ہو۔	ہر وہ گناہ جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہو اور اس پر کوئی خاص وعید متعین نہ ہو۔

کبیرہ گناہ

تعداد

کبیرہ گناہ کی کوئی عدد متعین نہیں ہے بلکہ اس کے عدد کی تعیین اس ضابطے کے مطابق کریں گے جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔

کبیرہ گناہ کے مرتکبین کا حکم

وہ مؤمن ہے لیکن اس کبیرہ گناہ کے ارتکاب کیوجہ سے ناقص الایمان ہے یا وہ اپنے ایمان کی وجہ سے مؤمن اور کبیرہ کے ارتکاب کیوجہ سے فاسق ہے۔بقدر ایمان اس سے محبت کی جائے اوربقدر گناہ کبیرہ جو اس میں موجود ہے اس سے بغض رکھا جائے گا۔
بوقت گناہ کبیرہ اس کے ساتھ تعلق رکھنا درست نہیں ہے۔

مراتب

اس کے مراتب متفاوت ہیں، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الكَبَائِرِ ؟ (متفق علیہ)۔

حکم

کبیرہ گناہ کے مرتکبین کے لیے توبہ کرنا ضروری ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:
النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا
نوحہ کرنے والی اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے۔
رواه مسلم

شرک اکبر اور شرک اصغر کے درمیان فرق

شرک اکبر	شرک اصغر
۱ -شرک اکبر دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔	۱ -شرک اصغر دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا۔
۲ -سارے اعمال کو برباد کر دیتا ہے۔	۲ -سارے اعمال کو برباد نہیں کرتا، لیکن خاص عمل (شرکیہ عمل) کو برباد کر دیتا ہے۔
۳ -دائمی طور پر جہنم میں رہنے کا باعث بنتا ہے۔	۳ -دائمی طور پر جہنم میں رہنے کا باعث نہیں بنتا۔
۴ -جان ومال کو حلال کر دیتا ہے بشرطیکہ اس کی تنفیذ مسلم حکمران کی جانب سے ہو۔	۴ -جان ومال کو حلال نہیں کرتا۔
۵ -اس عمل کے شرک اکبر ہونے پر واضح دلیل موجود ہو۔	۵ -اس عمل کے شرک اصغر ہونے پر واضح دلیل موجود ہو۔
۶ - انسان یہ اعتقاد رکھے کہ اس کو نظام کائنات میں تصرف اور عمل میں دخل حاصل ہے۔	۶ -ایسی چیز کو سبب بنائے جس کو اللہ نے سبب نہیں بنایا ہے۔
۷ -بحالت شرک اکبر موت واقع ہو جائے تو قابل بخشائش نہیں۔	۷ -جو عمل شرک اکبر کا وسیلہ اور ذریعہ بنے وہ شرک اصغر ہے۔
۸ -توبہ کے بغیر معاف نہیں ہو سکتا، اور توبہ کا دروازہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے اور آدمی کے جانکنی کے عالم سے پہلے تک کھلا ہوا ہے۔	۸ -ہر وہ عمل جس پر شارع نے لفظ شرک کا اطلاق کیا ہو اور اس پر الف لام داخل نہ ہو، وہ شرک اصغر ہے، سوائے اس کے کہ قرینہ سے پتہ چلے کہ وہ شرک اکبر ہے۔

پانچواں سبق

احسان

احسان یہ ہے کہ آپ اللہ کی عبادت ایسے بجالائیں گویا آپ اسے دیکھ رہے ہوں، اگر ایسی کیفیت نہ پیدا ہوسکے تو یہ تصور کریں کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔

احسان کا ایک ہی رکن ہے جس کے دو درجے ہیں

عبادت میں مشاہدے کی کیفیت

جس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی عبادت، رغبت ومحبت کے ساتھ کرے، اور رب کے پاس جو نعمتیں ہیں انہیں پانے کے شوق اور چاہت میں کرے۔ اور یہی عبادت انبیاء ورسل کی عبادت ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(أفلا أكون عبدا شكورا) کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔لہذا عبادت کے پس پردہ رغبت ومحبت اور اللہ کے پاس جو نعمتیں ہیں اس کی چاہت کا شوق ہو ساتھ ہی اللہ کا خوف بھی ہو۔

عبادت میں اللہ تعالی کی نگرانی کا احساس

جس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی عبادت اس کے عذاب سے بچنے کے لیے کرے اور یہ ہر مسلمان میں پایا جاتا ہے۔

توحید سے متعلق سوالات

۱. دین کے کتنے مراتب (درجات) ہیں؟

O تین۔ O دو۔ O پانچ۔

۲. اسلام کے کتنے ارکان ہیں؟

O پانچ۔ O چھ۔ O سات۔

۳. اسلام مرتبہ میں ایمان سے اعلی ہے۔ [صحیح - غلط]

۴. کلمہ اخلاص کی گواہی کے کتنے ارکان ہیں؟

O سات۔ O آٹھ۔ O دو۔

۵. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی کتنی شرطیں ہیں؟

O آٹھ۔ O سات۔ O پانچ۔

۶. علم لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے شرطوں میں سے ہے، اور اس کا معنیٰ ہے:

O کسی چیز کا ادراک اس کی اصل ماہیت کے مطابق کرنا۔ O اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں۔

۷. اگر کسی ایسے شخص کے کفر میں شک کیا جائے جسے اسلام کی دعوت پہنچی اور وہ ایمان نہ لایا تو ایسے شخص کا حکم ہے:

O اس نے کفر اکبر کا ارتکاب کیا۔ O اگر یقین شک سے بڑا ہو تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

۸. قبول لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی شرطوں میں سے ہے جس سے مراد ہے:

O قول کا قبول کرنا O فعل کا قبول کرنا۔ O اعتقاد کا قبول کرنا O یہ سب۔

۹. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں ریاکاری صدقے میں ریاکاری کرنے کی طرح شرک اصغر میں سے ہے۔ [صحیح - غلط]

۱۰. جس نے صرف زبان سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کیا اور دل سے اعتقاد نہ رکھا وہ:

O موحد ہے۔ O مسلم ہے مومن نہیں ہے۔ O کفر اکبر کا مرتکب ہے۔ O کمزور ایمان والا ہے۔

۱۱. اگر کوئی نبی ﷺ سے ویسی محبت کرے جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے تو وہ:

O کفر اکبر کا مرتکب ہے۔ O کفر اصغر کا مرتکب ہے۔ O کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے۔

۱۲. محبت کی کتنی قسمیں ہیں؟

O چار۔ O تین۔ O دو۔

۱۳. اللہ کے لیے محبت عمل سے، عمل کرنے والے سے اور زمان ومکان سے ہوتی ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۱۴. اللہ کے ساتھ محبت کرنے کا حکم:

O شرک اصغر ہے۔ O واجب ہے۔ O شرک اکبر ہے۔

۱۵. اللہ کے لیے محبت کا حکم:

O جائز ہے۔ O واجب ہے۔ O شرک اکبر ہے۔

۱۶. عبودیت کی کتنی قسمیں ہیں؟

O دو۔ O تین۔ O چار۔

۱۷. تمام مخلوقات قہر عبودیت کے اعتبار سے اللہ کے بندے اور غلام ہیں، یہاں تک کہ کفار بھی۔ [صحیح ۔ غلط]

۱۸. گر کسی نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ کہا لیکن سرے سے عمل نہیں کیا، نہ تو اس نے نماز ادا کی اور نہ ہی کوئی دوسری عبادتوں کو انجام دیا تو لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ کا اقرار:

O اس کو فائدہ دے گا۔ O فائدہ نہیں دے گا۔

۱۹. شہادتین میں (عبدہ ورسولہ) کا مطلب ہے کہ عبد جس کی عبادت نہیں کی جاسکتی اور رسول جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ [صحیح ۔ غلط]

۲۰. نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا اس کی اطاعت اور جو خبر دی اس کی تصدیق "ان محمد اعبده ورسوله" کا:

O معنی ہے۔ O تقاضا ہے۔

۲۱. جس نے نبی ﷺ کے لیے ربوبیت کی خصوصیات میں سے کچھ بھی مقرر کیا گویا اس نے اس بات کی گواہی ہی نہ دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بندے ہیں۔ (صحیح۔غلط)

۲۲. نبی ﷺ کے لیے سب سے اعلی وصف ان کا:

O اللہ کا رسول ہونا ہے۔ O اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہونا ہے۔ O اللہ کا آخری نبی و رسول ہونا۔

۲۳. "جس نے بھی اسلام میں کسی بدعت کو جنم دیا اور وہ اس کو اچھا سمجھتا ہے، گویا وہ گمان کرتا ہے کہ محمد ﷺ نے رسالت میں خیانت کی، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ ﴾ (المائدۃ: ۳) آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔ چنانچہ جو کچھ اس وقت دین کا حصہ نہیں تھا وہ آج بھی دین کا حصہ نہیں ہو سکتا"۔ یہ قول ہے :

O شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا۔ O امام مالک رحمہ اللہ کا O امام ابن باز رحمہ اللہ کا۔

۲۴. نبی ﷺ کس نبی کی ذریت میں سے ہیں؟

O اسحاق علیہ السلام۔ O اسماعیل علیہ السلام۔

۲۵. خالی جگہوں کو بھریں:

نبی ﷺ ------- کے سال پیدا ہوئے شہر -------- میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے -------- عمر پائی، نبوت سے پہلے -------- سال اور نبوت کے بعد -------- سال، -------- کے ذریعے نبی بنایا گیا اور -------- کے ذریعے رسول بنایا گیا۔

۲۶. نبی ﷺ مبعوث کیے گئے:

O صرف اپنی قوم کی طرف۔ O صرف انسانوں کی طرف۔ O انسانوں اور جنات کی طرف۔

۲۷. معراج نبی ﷺ کا مکہ سے بیت المقدس کا سفر ہے۔ [صحیح - غلط]

۲۸. آپ ﷺ نے ہجرت کی:

O طائف کی طرف۔ O حبشہ کی۔ O مدینہ۔ O پچھلی تمام باتیں۔

۲۹. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم غزوات کی تعداد کتنی ہے؟

O ایک O دو۔ O تین۔ O چار۔ O پانچ۔

۳۰. نبی ﷺ کی اولاد کتنی ہیں؟

O تین۔ O چار۔ O سات۔

۳۱. نبی ﷺ نے الوداعی حج کیا اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے بھی حج کیا۔[صحیح - غلط]

۳۲. نبی ﷺ کی سیرت کا مطالعہ:

O ضروری ہے۔ O مستحب ہے۔ O جائز ہے۔

۳۳. خالی جگہوں کو بھریں:

شریعت کی اصطلاح میں ایمان۔۔۔۔۔۔۔سے اقرار کرنے،۔۔۔۔۔۔۔سے اعتقاد رکھنے،۔۔۔۔۔۔کے ذریعے عمل کرنے کا نام ہے،۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایمان بڑھتا ہے اور۔۔۔۔۔۔ایمان گھٹتا ہے)

۳۴. ایمان کے ارکان کتنے ہیں؟

O چھ۔ O پانچ۔ O چار۔

۳۵. اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے سے چند باتیں لازم آتی ہیں ان کی تعداد کیا ہے؟

O چار۔ O تین۔ O دو۔

۳۶. اللہ تعالیٰ کے وجود پر اجمالی دلیل:

O چار ہے۔ O اس کا احاطہ ممکن نہیں۔

۳۷. میکائیل وہ فرشتہ ہے جس کے سپرد بارش کا کام ہے۔ [صحیح - غلط]

۳۸. دل انسانوں کے پاس ہیں، فرشتوں کے پاس نہیں ہیں ۔ [صحیح - غلط]

۳۹. ان کتابوں کی تعداد کتنی ہے جن کے نام ہمیں بتائے گئے؟

O چھ۔ O چار۔ O سات۔ O اس سے بھی زیادہ۔

۴۰. اللہ تعالیٰ نے ہر نبی پر ایک کتاب نازل کی۔ [صحیح - غلط]

۴۱. پہلے رسول آدم علیہ السلام ہیں۔ [صحیح - غلط]

۴۲. محمد ﷺ رسول ہیں نبی نہیں۔ [صحیح - غلط]

۴۳. اولوا العزم رسول کتنے ہیں؟

O پانچ۔ O چار۔ O اور زیادہ۔

۴۴. آخرت پر ایمان لانا ان تمام واقعات پر ایمان لانے کو شامل ہے جو موت کے بعد سے قبروں سے اٹھائے جانے تک رونما ہوں گے۔ [صحیح - غلط]

۴۵. قضا اور قدر پر ایمان لانے کے درجات ہیں، ان کی تعداد کتنی ہے؟

O چار۔ O پانچ۔ O تین۔

۴۶. کیا اللہ تعالیٰ چیزوں کو ان کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے سے جانتا ہے؟ (ہاں - نہیں)

۴۷. کیا ہر وہ چیز جسے انسان جانتا ہے اللہ بھی جانتا ہے؟ (ہاں - نہیں)

۴۸. کیا ہر وہ چیز جسے انسان جانتا ہے اللہ نے اسے لکھ رکھا ہے؟ (ہاں - نہیں۔)

۴۹. بندے کے لیے مستقل مشیئت اور ارادہ ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ [صحیح - غلط]

۵۰. کیابندے کے افعال مخلوق ہیں؟ (ہاں - نہیں)

۵۱. توحید کی قسمیں بنتی ہیں:

O دو۔ O تین O اس میں کوئی حرج نہیں.

۵۲. شرک اکبر اور شرک اصغر کے درمیان پانچ فرق ذکر کرو۔

۱--

۲--

۳--

۴--

۵--

۵۳. شرک اکبر اور شرک اصغر میں سے ہر ایک کی پانچ مثالیں ذکر کریں۔

شرک اکبر	شرک اصغر
....	....
....	....
....	....
....	....
....	....

۵۴. اعتقادی نفاق شرک اصغر ہے دین سے خارج کرنے والا نہیں۔ [صحیح - غلط]

۵۵. احسان کا:

Oایک رکن ہے۔ O دو رکن ہے۔

چھٹا سبق

نماز کی شرطیں

نماز کی ۹ شرطیں ہیں:

۱۔ مسلمان ہونا۔ ۲۔ عاقل ہونا۔ ۳۔ سن تمیز کو پہنچنا۔
۴۔ حدث سے پاک ہونا۔ ۵۔ نجاست سے پاک ہونا۔ ۶۔ ستر پوشی کرنا۔
۷۔ نماز کے وقت کا داخل ہونا۔ ۸۔ قبلہ کی طرف رخ کرنا۔ ۹۔ نیت کرنا۔

پہلی شرط: مسلم ہونا

اسلام کی ضد کفر ہے، لہذا اگر ایسا شخص نماز ادا کرے جو اپنے رب کو گالی دیتا ہے یا عبادت میں سے کچھ بھی غیر اللہ کے لیے انجام دیتا ہے تو اس کی نماز باطل ہے مگر یہ کہ وہ سچی توبہ کرے۔

دوسری شرط: عاقل ہونا

عقل کی ضد جنون ہے، لہذا مجنون شخص کی نماز صحیح نہ ہوگی اور نشہ میں مبتلا شخص کی نماز بدرجہ اولی صحیح نہیں ہوگی۔

تیسری شرط: سن تمیز کو پہنچنا

سن تمیز کو پہنچنے سے مراد بالغ ہونا نہیں ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ ایسی عمر کو پہنچ جائے جس میں چیزوں کے درمیان فرق کر سکے اور سوال کا جواب بحسن وخوبی دے سکے، سن تمیز کی کوئی عمر متعین نہیں ہے لیکن عام طور پر سات سال میں بچے تمیز کرنے لگتے ہیں۔

بچے کی نماز کب درست ہوگی؟ جب انہیں چیزوں کے درمیان فرق کرنے کا شعور پیدا ہو جائے، سوال وجواب کی معرفت ہو جائے، اور آگ وپانی کے درمیان بآسانی فرق بتا سکے، ورنہ اس کی نماز درست نہیں ہوگی۔

چوتھی شرط: حدث کو دور کرنا

اور اس میں داخل ہیں:

حدث اکبر	حدث اصغر
غسل کے ذریعے دور ہوتا ہے	وضوء کے ذریعے دور ہوتا ہے۔

پانچویں شرط: نجاست کو زائل کرنا

یعنی نجاست کو بدن، زمین اور کپڑے سے دور کرنا، اگر کوئی شخص نماز پڑھ لے اس حالت میں کہ نجاست موجود تھی اور اسے اس کی جانکاری تھی اور وہ اسے زائل کرنے پر قادر تھا اور اسے یاد بھی تھا تو اس کی نماز باطل ہو گی۔ نجاست کی تین قسمیں ہیں:

نجاست مغلظہ	نجاست مخففہ	نجاست متوسطہ
جسے دھوئے بغیر پاکی حاصل نہیں ہوتی۔ جیسے: کتے کی نجاست، نبی ﷺ نے اس برتن کو جس میں کتا منھ ڈال دے، سات بار دھونے کا حکم دیا، جس میں پہلی بار مٹی سے دھونا ہے۔ (مسلم)	جس پر پانی کا چھڑکاؤ کر دینا کافی ہے، نچوڑنا ضروری نہیں۔ جیسے: بچے کا پیشاب جس نے کھانا پینا شروع نہ کیا ہو۔ اسی طرح مذی اور منی باوجودیکہ منی پاک ہے لیکن آپ ﷺ پانی کی چھینٹ مارتے تھے جب گیلی ہوتی، اور ناخن سے کھرچ دیتے جب سوکھی ہوتی۔	جسے دھونے سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے اور دھونے سے مراد پانی چھڑکنا اور اسے نچوڑنا بھی ہے۔ جیسے: مرد و عورت کا پیشاب وغیرہ۔

ناپاک چیزیں

آدمی کا پیشاب وپاخانہ ،جس جانور کا گوشت حرام ہے اس کا پیشاب وپاخانہ، سارے درندہ جانور سوائے ایسے جانوروں کے جن سے بچنا مشکل ہے، جیسے: بلی، خچر اور گدھا۔

بہتا ہوا خون جو جانور ذبح کرنے کے بعد نکلتا ہے، پیشاب و پاخانہ کے راستے سے نکلنے والا خون، مردار چیزیں سوائے مردہ آدمی کے اور اس مردار کے جس میں بہتا ہوا خون نہ ہو اور سمندر کے مردار اور ٹڈی کے۔

چھٹی شرط: ستر پوشی کرنا

ستر پوشی کی تین قسمیں ہیں:

سترِ مخففہ

سات سے دس سال کے لڑکے کا ستر دونوں شرم گاہ ہیں۔لہذا ان دونوں کو چھپانا ضروری ہے۔

سترِ مغلظہ

آزاد اور بالغ عورت کا ستر پورا بدن ہے، سوائے چہرہ کے لیکن اجنبی مردوں کے سامنے اس کو بھی چھپانا ضروری ہے۔

سترِ متوسطہ

ان دونوں قسموں کے علاوہ کا ستر ناف سے گھٹنے تک کا حصہ ہے۔ دونوں کندھوں کا چھپانا اور زیب وزینت اختیار کرنا بھی مستحب ہے۔

ساتویں شرط: وقت کا داخل ہونا

چنانچہ نماز نہ تو وقت سے پہلے درست ہوگی اور نہ ہی بعد میں، سوائے شرعی عذر کے، جیسے، دو نمازوں کو جمع (اکٹھی) کرنا۔ لیکن اگر نماز کو جان بوجھ کر اس کے مقررہ وقت سے مؤخر کرے تو گنہگار ہوگا۔

آٹھویں شرط: قبلہ کی طرف رخ کرنا

اس شرط سے حالت سفر کی نفلی نماز مستثنی ہے، لہذا وہ اسی جانب ہو کر نماز ادا کرے گا جس جانب سواری کا رخ ہوگا۔ ہوائی جہاز میں نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح اس شرط سے وہ لوگ بھی مستثنی ہیں جو استقبال قبلہ سے عاجز ہوں یا دشمن کا خوف انہیں لاحق ہو۔

نویں شرط: نیت کرنا

نیت دل کے ارادے کا نام ہے اور زبان سے اس کی ادائیگی بدعت ہے۔ اگر نیت نماز سے تھوڑی دیر پہلے کرلے یا صرف اس وقت کے فرض نماز کی نیت کرے تو بھی نماز درست ہوگی۔

اہم تنبیہات

۱۔ شرط کے چھوڑنے میں جہالت اور نسیان عذر نہیں ہے، لیکن اگر نماز اس حالت میں ادا کرے کہ جہالت یا نسیان کی وجہ سے اس میں نجاست باقی تھی تو نماز درست ہوگی؛ اس لیے کہ اس کا تعلق ترک سے ہے فعل سے نہیں۔

۲۔ شرائط کا تعلق خارج عبادت سے ہوتا ہے اور وہ عبادت سے پہلے انجام دیا جاتا ہے، لیکن آخر عبادت تک اس کا پایا جانا ضروری ہے۔

ساتواں سبق

نماز کے ارکان

نماز کے چودہ ارکان ہیں:

۱۔ قیام کرنا اگر اس کی طاقت ہو۔
۲۔ تکبیر تحریمہ کہنا۔
۳۔ سورہ فاتحہ پڑھنا۔
۴۔ رکوع کرنا۔
۵۔ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔
۶۔ سات اعضا پر سجدہ کرنا۔
۷۔ سجدے سے سر اٹھانا۔
۸۔ دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔
۹۔ نماز کے تمام افعال میں اطمینان کو ملحوظ رکھنا۔
۱۰۔ سارے ارکان کو ترتیب سے انجام دینا۔
۱۱۔ آخری تشہد کا پڑھنا۔
۱۲۔ آخری تشہد کے لیے بیٹھنا۔
۱۳۔ نبی ﷺ پر درود پڑھنا۔
۱۴۔ دونوں طرف سلام پھیرنا۔

پہلا رکن: قیام کرنا اگر اس کی طاقت ہو

فرض نماز

قیام فرض نمازوں میں رکن ہے اور اگر قیام کی بالکل طاقت نہ ہو، یا قیام کی طاقت تو ہو لیکن خشوع جاتا رہے تو یہ رکن ساقط ہو جاتا ہے اور اگر تھوڑی بھی طاقت ہو تو اہتمام کرنا چاہیے۔

نفل نماز

نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھنا صحیح ہے، لیکن قیام کرنے والے کی بنسبت آدھا اجر ملے گا، اسی طرح لیٹ کر پڑھنا بھی درست ہے لیکن بیٹھنے والے کی بنسبت آدھا اجر ملے گا۔

دوسرا رکن: تکبیر تحریمہ کہنا

(اللہ اکبر) کے علاوہ کسی دوسرے لفظ سے تکبیر کہنا درست نہیں۔

تیسرا رکن: سورہ فاتحہ پڑھنا

نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کو ترتیب آیات وکلمات اور مخارج حروف و حرکات کی مکمل رعایت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے، خواہ نماز سری ہو یا جہری، لیکن جب امام کو رکوع میں پائے تو سورہ فاتحہ کا پڑھنا ساقط ہو جاتا ہے۔

نواں رکن: نماز کے تمام افعال میں سکون واطمینان

اور ہر رکن میں وارد وجوبی اذکار پڑھ لینے سے نماز میں اطمینان حاصل ہو جاتا ہے

اہم تنبیہ

ارکان کا تعلق داخل عبادت سے ہے، اور کسی بھی رکن کے چھوڑنے میں جہالت عذر ہے نہ نسیان اور سجود سہو سے بھی تلافی نہیں ہوگی، بلکہ موجودہ نماز کو دہرانا ضروری ہوگا، البتہ گزشتہ نمازوں میں ارکان فوت ہوگئے ہوں تو ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی کو جو نماز کو صحیح طریقے سے ادا نہیں کر پا رہے تھے گزشتہ نمازوں کو دہرانے کا حکم نہیں فرمایا بلکہ صرف موجودہ نماز کو دہرانے کا حکم دیا، حالاں کہ اس صحابی نے اطمینان کو ترک کیا تھا جو کہ رکن ہے۔ واللہ أعلم بالصواب (اور اللہ بہتر جانتا ہے)۔

آٹھواں سبق

نماز کے واجبات کا ذکر

نماز کے آٹھ واجبات ہیں:

۱۔ تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز کی ساری تکبیریں۔

۲۔ امام اور منفرد کے لئے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کا کہنا۔

۳۔ امام، مقتدی اور منفرد ہر ایک کے لیے رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ کہنا۔

۴۔ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہنا۔

۵۔ سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہنا۔

۶۔ دونوں سجدوں کے درمیان رب اغفرلي کہنا۔

۷۔ پہلا تشہد پڑھنا۔

۸۔ پہلے تشہد کے لیے بیٹھنا۔

اہم تنبیہات

- رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کو اسی لفظ کے ساتھ کہنا واجب ہے۔
- اس کے علاوہ دیگر مسنون دعاؤں کا اضافہ کرنا مستحب ہے۔
- سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کو اسی لفظ کے ساتھ کہنا واجب ہے۔
- اس کے علاوہ دیگر مسنون دعاؤں کا اضافہ کرنا مستحب ہے۔

نواں سبق

تشہد کا بیان

تشہد یہ ہے: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ".

ترجمہ: میری تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں آپ کے لئے ہوں۔ہم پر اور اللہ کے دیگر بندوں پر بھی سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود [برحق] نہیں اور گواہی دیتاہوں کہ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے اس طرح: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ و عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ و عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

ترجمہ: اۓ اللہ رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل ﷺ پر جیسے تونے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر، یقیناتو قابل تعریف بڑی شان والا ہے، اۓ اللہ برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آل محمد ﷺ پر جیسے تونے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر، یقیناتو قابل تعریف بڑی شان والا ہے۔

آخری تشہد میں یہ دعاء پڑھے: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا وَالمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ المَسِيحِ الدَّجَّالِ

ترجمہ: اے اللہ بے شک میں عذاب قبر، عذاب جہنم سے، اور زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے شر سے تیری پناہ چاہتاہوں۔

پھر جو چاہے دعا کرے خاص طور سے ماثور دعائیں جیسے یہ دعا:

«اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ».

ترجمہ: اے اللہ اپنی یاد، اپنے شکر اور اپنی اچھی عبادت پر میری مدد فرما۔ اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا،لہذا مجھے اپنی خاص مغفرت سے بخش دے، اور مجھ پر رحم کر، یقیناتو ہی بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

ظہر، عصر، مغرب اور عشاء میں پہلے تشہد میں شہادتین پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور اگر تشہد میں درود پڑھے تو یہ زیادہ بہتر ہے کیوں کہ اس بارے میں حدیثیں عام ہیں۔

دسواں سبق

نماز کی سنتیں

نماز کی سنتیں یہ ہیں:

۱۔ دعاء استفتاح [ثنا]

۲۔ قیام کی حالت میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھنا۔

۳۔ رفع یدین کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو دونوں کاندھوں [مونڈھوں] یا دونوں کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوں اور ہتھیلیاں پھیلی ہوں۔ اور رفع الیدین کی یہی کیفیت رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھنے کے بعد اور تیسری رکعت کے لیے تشہد سے اٹھنے کے بعد ہو گی۔

۴۔ رکوع اور سجدے میں ایک مرتبہ سے زیادہ تسبیح پڑھنا۔

۵۔ رکوع سے اٹھنے کے بعد رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ سے زائد الفاظ کا پڑھنا۔ دو سجدوں کے درمیان والی دعا میں "رب اغفرلي" کو ایک مرتبہ سے زیادہ پڑھنا۔

۶۔ رکوع کی حالت میں سر کو پیٹھ کے برابر رکھنا۔

۷۔ سجدے کی حالت میں دونوں بازؤں کو دونوں پہلوؤں سے، پیٹ کو دونوں رانوں سے اور دونوں رانوں کو دونوں پنڈلیوں سے جدا رکھنا۔

۸۔ سجدے کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو زمین سے الگ رکھنا۔

۹۔ تشہد اول اور دو سجدوں کے درمیان دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے بائیں پاؤں کو بچھا کر ان پر بیٹھنا۔

۱۰۔ تین اور چار رکعتوں والی نماز کے آخری تشہد میں تورک کرنا۔ یعنی مقعد [کولہے] پر بیٹھنا اس طرح کہ بایاں پاؤں دائیں پاؤں کے نیچے ہو اور دایاں پاؤں کھڑا ہو۔

۱۱۔ پہلے اور دوسرے تشہد میں شروع سے آخر تک دعا کے وقت شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا اور حرکت دینا۔

۱۲۔ پہلے تشہد میں محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کے آل واصحاب اور ابراہیم علیہ السلام، اور ان کے آل پر درود پڑھنا۔

۱۳۔ آخری تشہد میں دعا کا پڑھنا۔

۱۴۔ فجر، جمعہ، عیدین اور استسقا کی نمازوں میں اور نماز مغرب وعشا کی پہلی دو رکعتوں میں جہری قراءت کرنا۔

۱۵۔ نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی آخری دو رکعتوں میں سری قراءت کرنا۔

۱٦۔ سورۃ فاتحہ کے ساتھ دیگر قرآنی آیتوں کی تلاوت کرنا۔

مذکورہ بالا سنتوں کے علاوہ دیگر سنتوں کی بھی رعایت واہتمام کرنا، جیسے: امام، مقتدی اور منفرد کا رکوع سے اٹھنے کے بعد رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْـدُ میں وارد شدہ الفاظ کا اضافہ کرنا۔ اسی طرح حالت رکوع میں دونوں ہتھیلیوں کی انگلیاں کشادہ کرکے گھٹنوں پر رکھنا۔

استفتاح کی دعا:

یہ دعا نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھی جاتی ہے اس بابت ایک سے زائد دعائیں وارد ہیں، جیسے:

اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ .

ترجمہ: اے اللہ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری پیدا کردے، جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری پیدا فرمائی ہے۔ اے اللہ مجھے میرے گناہوں سے پاک کردے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ مجھ کو میرے گناہوں سے برف، پانی اور اولوں کے ساتھ دھودے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ.

ترجمہ: اے اللہ میں تیری حمد کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں اور تیرا نام بہت بابرکت ہے اور تیری شان بڑی بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

گیارہواں سبق

نماز کو باطل کرنے والی چیزوں کا بیان

نماز کو باطل کرنے والی چیزیں آٹھ ہیں:

۱۔ نماز کی حالت میں جان بوجھ کر بات چیت کرنا۔ ۲۔ہنسنا۔ ۳۔ کھانا۔

۴۔پینا۔ ۵۔بے ستر ہو جانا۔ ۶۔ قبلہ کے رخ سے زیادہ مائل ہو جانا۔

۷۔ نماز میں کثرت کے ساتھ پے درپے بے جا حرکتیں کرنا۔ ۸۔وضو کا ٹوٹ جانا۔

نماز کو باطل کرنے والی پہلی چیز

جان بوجھ کر بات چیت کرنا۔ لیکن جب امام سے سہو ہو یا قراءت میں غلطی ہو جائے اور مقتدی اس پر تنبیہ کرے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوگی۔

نماز میں حرکت کرنے کی حالتیں

ایسی حرکتیں جو حرام ہیں:	ایسی حرکتیں جو مکروہ ہیں:	ایسی حرکتیں جو مباح ہیں:	ایسی حرکتیں جو مستحب ہیں:	ایسی حرکتیں جو واجب ہیں:
یہ وہ حرکتیں ہیں جو بلا حاجت پے درپے کثرت سے کی جائیں۔ مثال کے طور پر کھانا پینا۔	جیسے: بغیر کسی ضرورت کے معمولی حرکتیں کرنا، مثال کے طور پر ادھر ادھر پھر جانا۔	جو ضرورت کے پیش نظر ہوں مثال کے طور پر، سر، داڑھی اور بدن وغیرہ کھجانا۔	یہ وہ حرکتیں ہیں جن کا تعلق کمال نماز سے ہو۔ مثال کے طور پر صف میں خالی جگہوں کو بھرنا۔	وہ حرکتیں جن کا تعلق نماز کی درستگی سے ہو۔ مثال کے طور پر نجاست کو دور کرنا۔

اہم تنبیہ

نماز کے شروط، ارکان، واجبات اور سنن کے درمیان کیا فرق ہے:

شرط	رکن	واجب	سنت
اس کا تعلق خارج عبادت سے ہے۔	ان تینوں کا تعلق داخل عبادت سے ہے		
شرط کا پوری عبادت میں شروع سے آخر تک پایا جانا ضروری ہے	ان جملہ اعمال کا تعلق عبادت کے بعض حصے سے ہوتا ہے		
شرط اور رکن کا چھوڑنے والا معذور نہیں ہوگا، خواہ بھول کر یا جان بوجھ کر یا جہالت میں چھوڑے۔		واجب کا چھوڑنے والا معذور ہوگا جب جہالت اور بھول چوک سے چھوڑے۔ اور جان بوجھ کر ایسا کرنے والا معذور نہیں سمجھا جائے گا۔	سنت کا چھوڑنے والا معذور ہوگا خواہ جہالت اور بھول چوک سے چھوڑے یا جان بوجھ کرے۔
شرط کے چھوڑنے پر سجدہ سہو نہیں ہے بلکہ اس سے عبادت ہی باطل ہو جاتی ہے۔	رکن کے چھوڑنے پر سجدہ سہو کافی نہیں ہوگا بلکہ اس کا ادا کرنا واجب ہوگا۔	واجب کے چھوڑنے پر سجدہ سہو کافی ہوگا۔	/

سجدہ سہو کا بیان

سجدہ سہو کے تین اسباب ہیں:

نماز میں زیادتی کرنا

جیسے: انسان کا رکوع و سجود اور قیام و قعود میں زیادہ کرنا۔

نماز میں کمی کرنا

جیسے: واجبات نماز میں سے کسی واجب کا ترک کرنا۔

نماز میں شک ہونا

جیسے: تعداد رکعت میں شک ہو جائے کہ اس نے تین پڑھی یا چار۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

اگر عبادت پوری ہو جانے کے بعد شک پیدا ہو تو اس جانب بالکل ہی دھیان نہیں دیا جائے گا جب تک کہ یقین نہ ہو جائے۔

اگر عبادت کے دوران شک پیدا ہو اور شک کی نسبت زیادہ ہو تو اس جانب توجہ نہیں دی جائے گی۔ اور شک کی نسبت کم ہو تو جس بات پر یقین ہو جائے اسی کا اعتبار کیا جائے گا اور اسی کے مطابق عمل ہو گا، اور اگر دو باتوں کے درمیان شک برابر ہو تو کم کا اعتبار کیا جائے گا اور اسی کے مطابق عمل ہو گا۔

ملاحظات

- اگر نمازی سے سہو میں غلطی ہو گئی تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اس کی نماز درست ہو گی۔
- اگر رکن چھوٹ جائے نماز درست نہیں ہو گی جب تک کہ اسے اور اس کے بعد والے اعمال کو ادا کرنے کے ساتھ سجدہ سہو نہ کرے۔
- جب واجب سہواً چھوٹ جائے تو اس کے لیے سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔
- اگر رکن اور واجب کے سوا کوئی اور عمل چھوٹ جائے تو کوئی حرج نہیں۔

نماز کا طریقہ تصویر کی روشنی میں

- بہتر یہ ہے کہ مسلمان اپنے گھر میں وضو کرے اور بہترین کپڑا زیب تن کرے۔
- پر سکون اور باوقار انداز میں مسجد کی راہ لے، یعنی: نہ تیز چلے، نہ دوڑے، نہ زیادہ ادھر ادھر متوجہ ہو اور نہ ہی آواز بلند کرے۔

- جب مسجد پہنچے تو اپنے جوتے نکال کر اس کی خاص جگہ پر رکھ دے، اور اس کے ساتھ دیگر سامان دنیا ہے تو وہ بھی رکھ دے، کیونکہ مسجدوں میں خرید و فروخت کرنا اور گمشدہ چیزوں کا اعلان کرنا حرام ہے۔
- مسجد میں داخلے کے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھے اور یہ دعا پڑھے: «بِسْمِ اللهِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ، اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ»، اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں اور اللہ کے رسول پر درود و سلام بھیجتا ہوں۔ اے اللہ تو میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔
- اور مسجد سے نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے بڑھائے اور یہ دعا پڑھے: «بِسْمِ اللهِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ»، اللہ کے نام سے نکلتا ہوں اور اللہ کے رسول پر درود و سلام بھیجتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔
- مرد حضرات پہلی صفوں میں رہیں اور عورتیں پچھلی صفوں میں۔
- اگر کوئی مسجد میں اس حال میں داخل ہوتا ہے کہ نماز شروع ہو چکی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے خواہ امام نماز کی کسی بھی ہیئت میں ہو، اگر امام کو حالت قیام یا رکوع میں پائے تو وہ رکعت شمار کرے ورنہ نہیں۔ اور جب امام سلام پھیر لے تو فوت شدہ رکعت پوری کرے۔

– اور اگر کوئی مسجد میں اس حالت میں داخل ہوا کہ نماز شروع نہیں ہوئی تو فرض نماز سے قبل کی سنت ادا کرے، اور اگر اس نماز سے پہلے کوئی سنت نہ ہو تو بیٹھنے سے پہلے تحیہ المسجد پڑھے۔(دخول مسجد کی سنت)

– نماز شروع کرنے کے لیے بار بار گھڑی دیکھ کر اور دل ہی دل میں بدبدا کر مسجد کی حرمت کو پامال نہ کرے۔

– امام اور منفرد کیلئے سنت یہ ہے کہ وہ سترہ رکھ کر نماز پڑھیں، اور امام کا سترہ ہی مقتدی کا سترہ ہے۔

– دونوں پاؤں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ رکھے جتنا فاصلہ دونوں مونڈھو کے درمیان ہوتا ہے، نہ ہی زیادہ کرے اور نہ ہی کم، دونوں کے باہری حصہ کو برابر رکھے۔

– نماز کے شروط پورے ہو جانے کے بعد "اللہ اکبر" کہے، اور ساتھ ہی رفع الیدین بھی کرے ،یعنی دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں یا دونوں مونڈھوں کے برابر اس طرح اٹھائے کہ انگلیاں آپس میں ایک دوسرے سے ملی ہوں،اور ہتھیلی کا اندرونی حصہ قبلہ کی جانب ہو۔

– پھر دائیں ہتھیلی کے اندرونی حصے کو بائیں ہتھیلی کی کلائی یا اس کے ظاہری حصے (کہنیوں اور کلائیوں کے درمیانی حصہ) پر رکھے یا پکڑے۔ پھر سینے پر ہاتھ باندھے.

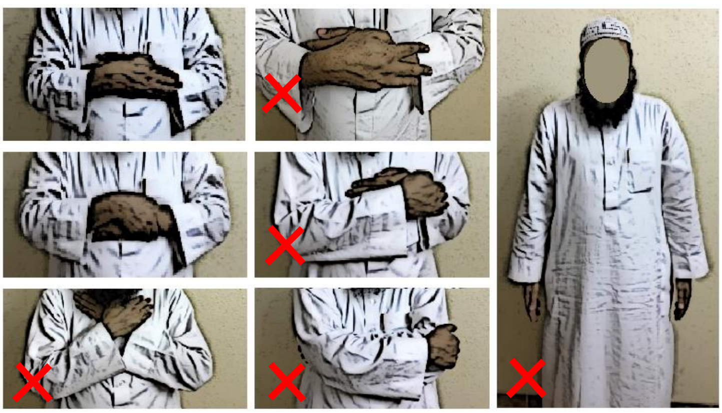

- اور اپنی نگاہ کو سجدے کی جگہ پر رکھے، اور ادھر ادھر متوجہ نہ ہو۔

- پھر اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ صرف پہلی رکعت میں دعا استفتاح پڑھے، اور بہتر یہ ہے کہ اس سلسلے کی مختلف دعاؤں کو پڑھے۔
- پھر " أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ "پڑھے۔
- پھر: " بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ "کہے۔
- پھر آیات وکلمات کی ترتیب اور حروف وحرکات کی رعایت کرتے ہوئے، مکمل سورہ فاتحہ کی تلاوت کرے۔
- پھر مستحب ہے کہ قرآن میں سے جو کچھ بھی میسر ہو اس کی تلاوت کرے، اور اس سے پہلے بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ پڑھے، أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ نہ پڑھے۔
- پھر رفع الیدین کرتے ہوئے اللہ اکبر کہے جیسا کہ تکبیر تحریمہ کے وقت کیا تھا، اور رکوع کرے۔
- رکوع میں اپنے دونوں گھٹنوں کو پکڑے اور کہنیوں کو ڈھیلا نہ چھوڑے، اور پیٹھ کو سر کے برابر رکھے۔
- رکوع میں واجب ہے کہ ایک بار " سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ "[پاک ہے میرا رب عظمت والا] کہے، اور جو دعائیں وارد ہوئی ہیں وہ زیادہ کرے۔

– پھر رکوع سے اٹھتے ہوئے مکمل سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے " سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہُ "[اللہ نے قبول کر لی جس نے اس کی حمد بیان کی] کہے، اور ساتھ ہی رفع الیدین بھی کرے۔

– اور جب مکمل طور پر کھڑا ہو جائے تو" رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ "[اے ہمارے رب تیرے ہی لیے ہر قسم کی تعریف ہے]، اور اگر کوئی اس پر اضافہ کرنا چاہے تو وارد شدہ الفاظ کا ہی اضافہ کرے۔

– پھر بغیر رفع الیدین کرتے ہوئے تکبیر کہے اور سات اعضا، یعنی (پیشانی اور ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے اندرونی حصے) پر سجدہ کرے۔

– بازؤوں اور پیٹ اور رانوں کے درمیان، اور رانوں اور پنڈلیوں کے درمیان دوری رکھے۔ اور دونوں ہاتھوں کو زمین سے بلند رکھے۔

– سجدہ میں ایک بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہے جو کہ واجب ہے، جب کہ ایک سے زائد بار کہنا مستحب ہے، پھر من پسند دعا کرنا بھی درست ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ ماثور دعاؤں کو اختیار کرے۔

– پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدے سے اٹھے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے، اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے اور داہنے پاؤوں کی انگلیوں کے اندرونی حصے کو زمین پر رکھے اس حال میں کہ انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں، اور دونوں ہتھیلیوں کے اندرونی حصے (داخلی حصے) کو دونوں رانوں کے آخری حصے پر رکھے، اور بیٹھنے کی یہ ہیئت نماز کی ہر بیٹھک (قعدہ) میں ملحوظ خاطر رکھے، سوائے تین رکعتوں اور چار رکعتوں والی نماز کے آخری تشہد میں کہ اس میں تورک کرے، وہ اس طور پر کہ بائیں پاؤں کو داہنی پنڈلی کے نیچے رکھے۔

- پھر تکبیر کہے اور پہلے سجدہ کی طرح دوبارہ سجدہ کرے۔
- پھر تکبیر کہے اور دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور اسی طرح جملہ افعال واقوال کو ادا کرے جیسے پہلی رکعت میں کیا تھا، البتہ دوسری رکعت میں نہ تو تکبیر تحریمہ ہے اور نہ ہی دعاء استفتاح۔
- اور جب دوسرا سجدہ مکمل کرلے تو تشہد کے لیے بیٹھے۔
- دائیں ہاتھ اور انگوٹھے اور درمیان کی انگلی کے پور کو ملا کر گول حلقہ بنالے (اور ران کے آخری حصے کو دائیں گھٹنے کے پاس رکھے) اور دعا کرتے ہوئے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے، اور اسے حرکت دے۔
- اور واجب ہے کہ تشہد پڑھے۔
- اگر نماز دو رکعت والی ہو تو واجبی طور پر درود ابرہیمی پڑھے اور یہ دعا کرے اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا وَالمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ المَسِيحِ الدَّجَّالِ۔ اے اللہ بے شک اور میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور زندگی اور موت کے فتنہ سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں، اور مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اور جو پسند ہو وہ دعا میں مانگے، اور بہتر یہ ہے کہ جو مسنون وماثور دعا ہے اسی کو اختیار کرے: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ اے اللہ اپنے ذکر، اپنے شکر پر اور اچھے طریقے سے اپنی عبادت بجالانے پر تو میری مدد فرما۔

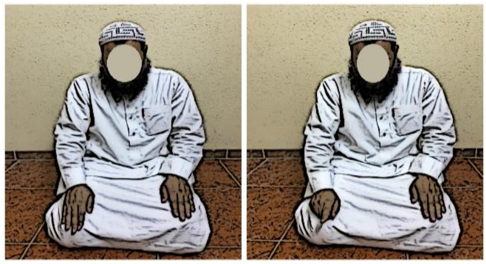

- پھر دائیں اور بائیں طرف سلام کرے اور صرف سر کو پھیرے، دونوں مونڈھوں کو نہ پھیرے، اسی طرح سر کو اوپر اور نیچے کی جانب حرکت نہ دے اور نہ ہی دو ہاتھوں سے اشارہ کرے۔

- اور اگر نماز تین یا چار رکعت والی ہو تو پہلا تشہد پڑھنے کے بعد کھڑا ہو جائے، اور مستحب یہ ہے کہ درود ابراہیمی بھی پڑھے۔
- پھر اگر نماز تین رکعت والی ہو تو تکبیر کہتے ہوئے اٹھے اور تیسری رکعت مکمل کرے اور تشہد کے لیے بیٹھے۔ اور اگر نماز چار رکعت والی ہو تو چوتھی رکعت پڑھنے کے بعد تشہد کے لیے بیٹھے۔

– تشہد پڑھے پھر درود ابراہیمی پڑھے اور پھر یہ دعا پڑھے: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اور جو پسند ہو وہ دعا مانگے، اور بہتر یہ ہے کہ جو وارد ہے اسی دعا کو اختیار کرے، اس قول کے ساتھ: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ،

– اگر فرض نماز ہو تو نماز کے بعد کے اذکار پڑھنے کا اہتمام کرے، اور مستحب یہ ہے کہ ماثورہ دعاؤں کو اختیار کرے۔

– «أَسْتَغْفِرُ اللهَ، أَسْتَغْفِرُ اللهَ، أَسْتَغْفِرُ اللهَ، اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ». ترجمہ: میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں، میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں، میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں، اے اللہ تو ہی سلامتی والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے، تو بہت بابرکت ہے اے بڑی شان اور عزت والے۔

– پھر "سبحان اللہ، والحمدللہ، واللہ أکبر" [اللہ پاک ہے، سب تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ سب سے بڑا ہے] میں سے ہر ایک کو (۳۳) مرتبہ پڑھے اور سو (۱۰۰) کے عدد کی تکمیل «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». سے کرے۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں، وہی ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔

پھر آیۃ الکرسی پڑھے: ﴿ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَيُّ ٱلْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُۥ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَّهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۗ مَن ذَا ٱلَّذِى يَشْفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذْنِهِۦ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهِۦٓ إِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ ۖ وَلَا يَـُٔودُهُۥ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ ٱلْعَلِىُّ ٱلْعَظِيمُ ﴿٢٥٥﴾ ﴾ (البقرۃ:۲۵۵)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ زندہ سب کو سنبھالنے والا ہے۔ اس کو اونگھ اور نیند نہیں آتی۔ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کرے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے اور جو کچھ پیچھے ہے۔ اور وہ لوگ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے، سوائے اس چیز کے جو وہ چاہے۔ اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمینوں کو گھیر لیا ہے۔ اور ان دونوں کی حفاظت ان پر گراں نہیں گزرتی۔ اور وہ بلند تر، نہایت عظمت والا ہے۔

ضروری وضاحتیں

– یہ بات گزر چکی کہ نماز کے اندر واجب ستر پوشی نماز کی صحیح ہونے کی شرطوں میں سے ہے، اس لیے نمازی کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ دوران نماز اس کا ستر نہ کھل جائے ورنہ اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

– کوئی اکیلا اگر امام کے ساتھ نماز ادا کرے تو اس کے لئے مشروع یہ کہ وہ امام کے دائیں طرف کھڑا ہو، اور اپنا ٹخنہ امام کے ٹخنہ کے برابری میں رکھے، نہ تو آگے بڑھے اور نہ ہی پیچھے ہو، اور اسی طرح بعد میں ہر آنے والا مقتدی پہلے والے کے پہلو میں کھڑا ہو۔

نماز کے بارے میں خلاصہ

نام	حکم	وقت	عدد	صفت
نماز جمعہ	فرض ہے	وقت ظہر	دو ر رکعت	نماز جمعہ ان نمازوں میں سے ہے جو جہری اور باجماعت ادا کی جاتی ہے، جس کے لئے تین مرد یا اس سے زیادہ کا ہونا کافی ہے۔
نماز کسوف (سورج یا چاند گرہن کی نماز)	فرض کفایہ ہے	وقت خسوف	دو رکعت	نماز کسوف جہری ادا ہوتی ہے ہر رکعت میں دو رکوع کے ساتھ۔
نماز وتر	سنت مؤکدہ ہے	بعد از عشا تا فجر	ایک سے گیارہ	– مختلف صورتیں: – ایک رکعت۔ – تین رکعت لگاتار پڑھے اس طرح کہ صرف آخری تشہد میں بیٹھے، یا دو رکعت پڑھے اور سلام پھیر لے ،پھر ایک رکعت پڑھے۔ – پانچ رکعت پڑھے اور صرف پانچویں رکعت میں تشہد کے لیے بیٹھے۔ – سات رکعت پڑھے اور صرف ساتویں رکعت میں تشہد کے لیے بیٹھے۔

نام	حکم	وقت	عدد	صفت
				- نو(۹)رکعت پڑھے اور آٹھویں رکعت میں تشہد کے لیے بیٹھے پھر بغیر سلام پھیرے نویں رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور اس رکعت میں تشہد اور سلام پھیرے۔ - دو۔دو رکعت کر کے پڑھے، اور ایک رکعت وتر پڑھے۔
فجر کی سنت	سنت مؤکدہ ہے	نماز فجر سے پہلے	دو رکعت	پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھے
ظہر کی سنت	سنت ہے	چار رکعت نماز ظہر سے پہلے اور دو رکعت اس کے بعد۔	۴۔۲	دو۔دو رکعت کر کے الگ۔الگ پڑھے۔
مغرب کی سنت	سنت ہے	مغرب کی نماز کے بعد	دو رکعت	پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھے
عشا کی سنت	سنت ہے	عشا کی نماز کے بعد	دو رکعت	

نام	حکم	وقت	عدد	صفت
تراویح تہجد وقیام اللیل	سنت ہے	بعد نماز عشاتا فجر	دو رکعت سے دس رکعت	
تحیۃ المسجد	سنت ہے	دخول مسجد کے وقت بیٹھنے سے پہلے	دو رکعت	
ضحی اشراق [چاشت]	سنت ہے	سورج کے بلند ہونے سے لیکر زوال سے پہلے تک	دو رکعت سے آٹھ رکعت	
استخارہ	سنت ہے	کسی بھی وقت	دو رکعت	سلام پھیرنے سے پہلے استخارہ کی دعاء کرے۔
استسقا کی نماز [بارش طلب کرنے کی دعا]	سنت ہے ضرورت کے وقت	ایک نیزہ کے برابر سورج بلند ہونے پر	دو رکعت	اس نماز میں عید کی تکبیر کی طرح پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ سات تکبیریں، اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہے۔
عیدین کی نماز	سنت ہے	ایک نیزہ کے برابر سورج بلند ہونے پر	دو رکعت اور خطبہ	پہلی رکعت میں سات تکبیریں، اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہے۔

عام نوافل کی ادائیگی سے ممانعت والے اوقات

۱۔ طلوعِ فجر سے سورج کے ایک نیزہ برابر بلند ہونے تک۔

۲۔ نمازِ عصر سے سورج غروب ہونے تک۔

۳۔ زوال کے وقت، یعنی سورج کا درمیانِ آسمان سے مائل ہونے تک۔

نماز سے متعلق سوالات

۱. نماز کی کتنی شرطیں ہیں؟

O نو۔ O گیارہ۔ O آٹھ۔

۲. اسلام کی شرط، نماز کی شرطوں میں شمار کرنا غلط ہے؛اس لیے کہ نماز صرف مسلم ہی ادا کرتا ہے۔
[صحیح ۔ غلط]

۳. سن تمیز ہی بلوغت کی عمر ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۴. حدث دور کرنا بدن، مکان اور کپڑے کو شامل ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۵. خنزیر (سور) کی نجاست، نجاست:

O مغلظہ ہے۔ O متوسطہ ہے۔

۶. منی ناپاک ہے کیوں کہ اس کے نکلنے کے بعد غسل واجب ہوتا ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۷. پانی کا چھڑکاؤ کرنے اور دھونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۸. تمام مردے ناپاک ہیں۔ [صحیح ۔ غلط]

۹. کتے کی ناپاکی میں بغیر مٹی کے بھی پاکی حاصل ہو جائے گی اور پاکی حاصل کرنے کی نئی چیزیں بھی کافی ہوں گی۔ [صحیح ۔ غلط]

۱۰. جس سے بچنا مشکل ہے وہ کثرت سے گھروں میں داخل ہونے اور نکلنے والا جانور ہے،اس لیے بعض لوگوں کے نزدیک بلی پاک ہے اور بعض کے نزدیک ناپاک۔ [صحیح ۔ غلط]

۱۱. وہ نفس جس میں خون نہ ہو، وہی نفس روح ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۱۲. رگوں میں بچاہوا خون:

O ناپاک ہے۔ O پاک ہے۔

۱۳. نماز کے کتنے ارکان ہیں؟

O چودہ۔ O نو۔ O آٹھ۔

۱۴. رفع الیدین کرناہی تکبیر تحریمہ ہے۔ [صحیح - غلط]

۱۵. اگر غلطی سے رکن چھوٹ گیاتواس پر صرف سہو ہے۔ [صحیح - غلط]

۱۶. نماز کے کتنے واجبات ہیں؟

O آٹھ۔ O چودہ۔ O نو۔

۱۷. کسی نے سجدے میں "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ" کہا [ترجمہ:بہت ہی پاکیزہ انتہائی مقدس فرشتوں اور روح (جبریل امین) کا رب] جب کہ وہ جانتا ہے کہ ایک مرتبہ " سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہناواجب ہے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ [صحیح - غلط]

۱۸. نماز میں مشروع یہ ہے کہ دائیں ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو بائیں ہاتھ کی کلائی اور ذراع (کلائی اور کہنیوں کے درمیانی حصہ) پر رکھے۔ [صحیح - غلط]

۱۹. جہری قراءت فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں ہے جب کہ نماز رات میں ادا ہو، اور ہر نماز کے لیے عیدین کی طرح لوگوں کا جمع ہونا مشروع ہے۔ [صحیح - غلط]

۲۰. نماز کو باطل کرنے والی چیزیں کتنی ہیں؟

O آٹھ۔ O نو۔ O چودہ۔

۲۱. تورک کس تشہد میں ہوتا ہے:

O پہلے۔ O دوسرے۔ O دونوں۔

۲۲. قول (ربنالک الحمد والشکر) میں (والشکر) کی زیادتی کا حکم:

O جائز۔ O مستحب۔ O حرام۔

۲۳. دوسجدوں کے درمیان (رب اغفرلی ولوالدیَّ) کہنا:

O جائز۔ O حرام۔ O مکروہ۔

۲۴. سجدے کی حالت میں دونوں کہنیوں کو زمین پر رکھنا:

O حرام۔ O مستحب۔ O مکروہ۔

۲۵. سجود سہو کے اسباب کتنے ہیں؟

O دو۔ O تین۔ O چار۔

۲۶. کام انجام پانے کے بعد شک اثر انداز نہیں ہوتا۔اسی طرح جب شک غالب ہو۔ [صحیح ۔ غلط]

۲۷. فجر کی سنت دیگر رواتب (سنتوں) سے جدا ہوجاتی ہے: فضل میں ، تخفیف میں، خصوصی قراءت میں، دوران سفر اس پر ہیشگی برتنے میں اور اس کی ادائیگی کے بعد صرف گھر میں کروٹ ہو کر لیٹنے میں۔ [صحیح ۔ غلط]

۲۸. درج ذیل مسائل کا حکم بیان کریں:

مسئلہ	حکم
جس نے دین کا مذاق اڑایااس کی نماز	
جو نشے میں ہو اس کی نماز	
الزائمر (غائب دماغی) کے مریض کی نماز	
چھوٹے بچے کی نماز	
بھول کر بغیر وضو کے پڑھنے والے کی نماز	

حکم	مسئلہ
	بھول کر ناپاک کپڑے میں پڑھنے والے کی نماز
	گائے کا پیشاب
	کوے کا پیشاب
	اس حالت میں نماز پڑھی کہ دونوں ران کھلے تھے
	جس نے بھول سے وقت سے پہلے نماز ادا کی
	ہوائی جہاز میں نماز
	جس نے وقت کے فرض ہونے کی نیت کی
	جس نے بیٹھے ہوئے نماز ادا کی
	جو سورہ فاتحہ بھول گیا
	امام کو رکوع کی حالت میں پایا
	نماز میں جلدی کرنا
	کثرت سے شک کرنے والے کو نماز کے بعد شک ہوا
	تکبیر تحریمہ کے بعد وضو میں شک پیدا ہو گیا
	بھول سے رکوع زیادہ کر دیا
	تکبیر تحریمہ کو چھوڑ دیا
	پہلا تشہد چھوڑ دیا
	آخری تشہد چھوڑ دیا

حکم	مسئلہ
	شک پیدا ہوا کہ تین رکعت ادا کی یا چار رکعت
	نماز کے بعد شک پیدا ہوا
	دوران نماز شک ہوا
	سہو ہونے کی صورت میں سہو کیا
	بھول سے نماز میں بات کرلی
	ستر کھلا ہو اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی جس کا علم نماز سے فراغت کے بعد ہوا
	گھر میں پاکی حاصل کرنا نماز کے لیے نکلنے سے پہلے
	مسجد میں خرید و فروخت کرنا
	مسجد میں روپے کرنسی تبدیل کرنا
	امام کو آخری تشہد میں پایا
	نماز میں سترہ کا اختیار کرنا
	معمولی التفات
	کثرت سے ادھر ادھر متوجہ ہونا
	جلدی جلدی نماز ادا کرنا
	تشہد میں درود ابراہیمی پڑھنا
	نماز میں بات کرنا

مسئلہ	حکم
نماز میں حرکت کرنا	
سورہ فاتحہ کا بھولنا	
جمعہ کی نماز	
وتر	
تحیہ المسجد	

۲۹. شرط ور کن اور واجب و سنت کے درمیان فرق ذکر کریں:

شرط	رکن	واجب	سنت

بارہواں سبق

وضو کی شرطیں

وضو کی دس شرطیں ہیں:

۱۔ مسلمان ہونا۔ ۲۔ عاقل ہونا۔ ۳۔ باشعور ہونا۔

۴۔ نیت کرنا۔ ۵۔ وضو مکمل ہونے تک نیت نہ توڑنا۔

۶۔ وضو کرتے ہوئے کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے وضو واجب ہو جاتا ہے۔

۷۔ وضو سے پہلے استنجاء یا استجمار کرنا۔ (قضائے حاجت کی صورت میں)

۸۔ پانی کا پاک اور مباح ہونا۔ ۹۔ ایسی چیزوں کو زائل کرنا جو جلد تک پانی پہنچنے سے روکتی ہوں۔

۱۰۔ وقت کا داخل ہونا اس شخص کے حق میں جس کا وضو بار بار ٹوٹ جاتا ہو۔

استنجا: پاخانہ پیشاب کے راستے سے نکلنے والی نجاست کو پانی سے دور کرنا۔

استجمار: پاخانہ پیشاب کے راستے سے نکلنے والی نجاست کو تین پتھروں سے دور کرنا۔

وضو کی بعض شرطوں کی وضاحت

- وضو مکمل ہونے تک نیت نہ توڑنا، یعنی: نیت کا وضو کی شروعات سے آخر تک موجود ہونا۔
- وضو کرتے ہوئے کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، مثال کے طور پر: وضو کے دوران اونٹ کا گوشت نہ کھانا اور نہ ہی قضاء حاجت کرنا، بلکہ وضو شروع کرنے سے پہلے ان تمام امور سے فارغ ہو جانا ضروری ہے جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
- وضو سے پہلے استنجا یا استجمار کرنا۔ یعنی: جب قضاء حاجت سے فارغ ہو۔ اگر ہوا خارج ہونے یا نیند سے بیدار ہونے یا اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرے تو اس کی ضرورت نہیں ہے۔
- پانی کا پاک یا مباح ہونا یعنی: ناپاک پانی یا غصب کئے ہوئے پانی سے وضوء جائز نہیں ہے۔
- ہر اس چیز کو زائل کرنا جو جلد تک پانی پہنچنے سے روکے۔ جیسے: گوندھا ہوا آٹا نیل پالش وغیرہ۔

فطری خصلتیں

۱۔ختنہ کرنا:یہ مردوں کے حق میں واجب ہے،اور عورتوں کے حق میں بوقت ضرورت سنت ہے۔

۲۔مونچھیں کترنا،

۳۔ناخن تراشنا،

۴۔بغل کے بال اکھیڑنا،

۵۔زیر ناف بال کا صاف کرنا:انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "مونچھ کترنے،ناخن تراشنے،بغل کے بال اکھیڑنے اورزیر ناف بال کے صاف کرنے کے سلسلے میں یہ مدت مقرر کی ہے کہ ہم ان کاموں کوچالیس دنوں سے زیادہ نہ چھوڑیں"۔مطلب یہ کہ ان امور میں چالیس دن سے زیادہ تاخیر غیر مناسب ہے۔

۶۔داڑھی کو اپنی حالت پر چھوڑدینا:یہ واجب ہے اور اس کا مونڈنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

۷۔مسواک کرنا:پیلو کے درخت وغیرہ کی لکڑی سے دانتوں کو صاف کرنا،یہ سنت ہے،اور کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے ،البتہ وضو ،نماز ،گھرمیں داخلے ،تلاوت قرآن ،نیند سے بیداری کے وقت،موت کے وقت اور منھ کی بدبو دور کرنے کے لیے اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔

تیرہواں سبق

وضو کے فرائض

وضو کے چھ فرائض ہیں:

ا۔ چہرے کا دھونا: اور اسی میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور اس کو صاف کرنا بھی شامل ہے۔

۲۔ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔

۳۔ پورے سر کا مسح کرنا اور اسی میں دونوں کان کا مسح بھی شامل ہے۔

۴۔ دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا۔

۵۔ فرائض وضو کو ترتیب سے ادا کرنا۔

۶۔ فرائض وضو کو پے در پے دھونا۔

چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کو تین تین بار دھونا مستحب ہے، فرض صرف ایک بار دھونا ہے۔ اور یہی حکم کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا بھی ہے، البتہ صحیح احادیث کی روشنی میں سر کا مسح ایک سے زائد بار مستحب نہیں ہے۔

موالات

[اعضاء وضو کو پے در پے دھونا]

کا مطلب یہ ہے کہ ایک عضو کو دھونے کے بعد دوسرے عضو کو دھونے میں اتنی تاخیر نہ ہو جس سے ما قبل عضو خشک ہو جائے۔

چودھواں سبق

وضو کو توڑنے والی چیزیں چھ ہیں:

۱۔ دونوں شرمگاہوں سے کسی چیز کا نکلنا۔

۲۔ جسم سے نجس چیزوں کا کافی مقدار میں نکلنا۔

۳۔ سونے یا اور کسی وجہ سے عقل کا زائل ہونا۔

۴۔ دونوں شرمگاہوں میں سے کسی ایک کو بغیر کسی حائل کے ہاتھ سے چھونا۔

۵۔ اونٹ کا گوشت کھانا۔

۶۔ اسلام سے مرتد ہونا۔

اہم تنبیہات:

راجح قول کے مطابق میت کو غسل دینے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اور یہی اکثر علماء کا فتوی ہے، کیوں کہ اس پر کوئی صریح دلیل موجود نہیں ہے، سوائے اس کے کہ غسل دینے والا میت کی شرمگاہ کو بغیر کسی حائل کے چھولے تو اس پر وضو واجب ہوگا، اور غسل دینے والے کے اوپر واجب ہے کہ وہ میت کی شرمگاہ کو بغیر کسی حائل کیے نہ چھوئے۔

اسی طرح علماء کے دو قول میں سے صحیح ترین قول کے مطابق بیوی کو چھونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا چاہے شہوت سے چھوئے یا بغیر شہوت کے، بشرطیکہ شرمگاہ سے کوئی چیز نہ نکلے، کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی بعض بیویوں کا بوسہ لیا اور دوبارہ وضو کیے بغیر نماز ادا کی۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ أَوْ لَٰمَسْتُمُ ٱلنِّسَآءَ ﴾ (النساء:۴۳) [یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو] اس سے مراد علماء کے دو اقوال میں سے صحیح قول کے مطابق جماع [ہمبستری] ہے اور یہی قول ابن عباس اور سلف وخلف میں سے ایک بڑی جماعت سے منقول ہے۔

نواقض وضو کی شرح

- (دونوں شرمگاہوں سے کسی چیز کا نکلنا) جیسے: پیشاب، پاخانہ، منی، مذی، ودی، ہوا، پتھر، خون، کیڑے، حیض اور نفاس، یہ ساری چیزیں وضو کو توڑ دیتی ہیں۔
- (جسم سے نجس مواد کا زیادہ مقدار میں نکلنا) راجح یہ ہے کہ یہ ناقض وضو نہیں ہے، الا یہ کہ پیشاب پاخانہ کے قبیل سے ہو۔
- (نیند یا اور کسی وجہ سے عقل کا زائل ہونا)، اصل یہ ہے کہ نیند بذات خود ناقض وضو نہیں ہے، الا یہ کہ ہوا خارج ہونے کا اندیشہ ہو، لیکن اگر یہ شعور ہو کہ کچھ بھی نہیں نکلا ہے تو یہ ناقض وضو نہیں ہے۔
- (دونوں شرمگاہوں میں سے کسی ایک کو بغیر کسی حائل کے ہاتھ سے چھونا)، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایسی حالت میں وضو کے مستحب ہونے کو راجح قرار دیا ہے واجب نہیں ٹھہرایا ہے۔

وضو کا طریقہ تصویر کی روشنی میں

- جب وضو کی نیت کرے تو بِسْمِ اللّٰہِ کہے۔
- پھر دونوں ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھوئے، اور اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالے۔
- پھر اپنے دائیں ہاتھ سے ایک چلّو پانی لے اور منھ کے اندر حرکت دیتے ہوئے کلی کرے، پھر ناک کے بانسہ تک پانی لے، اور جھاڑے اس حالت میں کہ بائیں ہاتھ کی اشارہ والی انگلی اور انگوٹھا ناک کے بانسہ والے حصہ پر ہو، اس طرح تین مرتبہ کرے۔
- پھر چہرے کو تین مرتبہ دھوئے، لمبائی میں: چہرے کی حد سر کے بال اگنے کی جگہ سے داڑھی اور ٹھڈی تک، اور چوڑائی میں: دونوں کانوں کے درمیان کا حصہ۔
- پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھوئے، پہلے دائیں کو پھر بائیں کو۔
- پھر سر کا مسح کرے، اپنے دونوں ہاتھوں کو سر کے سامنے والے حصہ سے گردن کے پچھلے حصہ [گدی] تک لے جائے اور لوٹائے۔
- پھر دونوں اشارہ والی انگلیوں کو دونوں کانوں کے داخلی حصے میں ڈال کر مسح کرے۔
- پھر دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت تین مرتبہ دھوئے۔

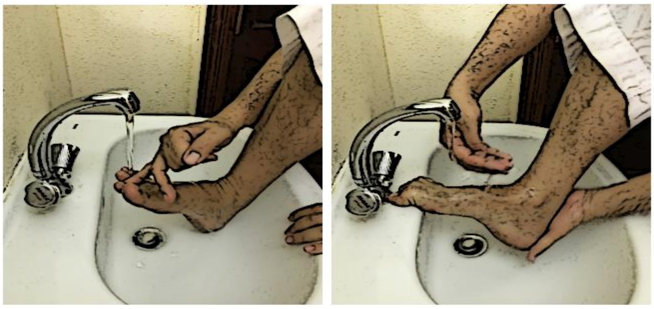

- اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد کہے «أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ» میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے: «اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ». اے اللہ تو مجھ کو توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں سے بنا دے۔

مشروع مقدار پر زیادتی کا حکم

وضو کے اندر مشروع مقدار پر زیادتی جائز نہیں ہے، جیسے تین سے زائد مرتبہ دھونا، یا کہنی کے اوپر بازوں کے حصہ کو دھونا، یا ٹخنوں کے اوپر پنڈلی والے حصہ کو دھونا، یا پھر گردن پر مسح کرنا۔

بعض باتیں جو ارکان اسلام سے ملحق ہیں

پہلی: طہارت

تیمم

یہ پانی کا بدل ہے، جب کہ پانی موجود نہ ہو یا اس کے استعمال سے اعضاء طہارت میں یا اس کے بعض حصے میں نقصان کا اندیشہ ہو یا پانی کے استعمال سے معذور ہو تو ایسی صورت میں مٹی پانی کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔

تیمم کا طریقہ

تیمم کی نیت کرے، پھر بسم اللہ کہے، پھر ایک بار زمین پر ہاتھ مارے، پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں سے چہرے اور ہتھیلیوں کی اوپری حصے کا مسح کرے۔

اور زمین پر ہاتھ مارتے وقت انگلیوں کو مٹی پر پھیلانا، اوردونوں ہتھیلی کے مسح میں انگلیوں کا خلال کرنا شریعت سے ثابت نہیں ہے۔

واجب غسل کی صفت

غسل جنابت سے پاکیزگی کی نیت کرے، پھر بسم اللہ کہے، پھر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور پورے بدن اور بالوں کے نیچے پانی پہنچائے۔

غسل کی سنتیں

دونوں شرمگاہوں کو دھونا، پھر دونوں ہاتھوں کو دھونا، پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرنا اور سر کے بال کو دھونا پھر بدن کے دائیں جانب پھر بائیں جانب کو دھونا، پھر دونوں پاؤں کو دھونا۔

واجبات غسل

۱۔ جنابت: ہمبستری، وطی یا اور کسی ذریعہ سے منی کا نکالنا، یا مرد وعورت کی شرمگاہوں کا ملنا۔

۲۔ حیض اور نفاس کا خون جاری ہونا۔

۳۔ شہید کے علاوہ کی موت۔

۴۔ کافر کا اسلام لانا۔

موزوں پر مسح کرنے کی شرطیں

موزوں کو پاکی کی حالت میں پہناہو۔یعنی دونوں پاؤں کو وضو میں پانی سے دھونے کے بعد پہناہو۔

دونوں موزے یاجورب پاک ہوں۔

موزے دونوں پاؤں کے اکثر حصے کو ڈھانکے ہوئے ہوں۔

موزوں پر مسح حدث اصغر (یعنی:پیشاب،پاخانہ اور ہوا خارج ہونے) کی صورت میں ہو، نہ کہ جنابت کی یا غسل واجب کرنے والی صورت میں۔

شریعت کی جانب سے متعین مدت تک ہی مسح کرے جو کہ مقیم کے لیے ایک دن (۲۴ گھنٹے) اور مسافر کے تین دن اور تین رات (۷۲ گھنٹے) ہے، اور مسح کی مدت حدث کے بعد پہلے مسح سے شروع ہوتی ہے۔

موزوں پر مسح کرنے کی کیفیت

اپنے ہاتھ کو پاؤں کی انگلیوں کے اگلے حصے سے صرف پنڈلی تک گزارے،یعنی موزہ کے اوپری حصے کا ہی مسح کرنا مشروع ہے،اور دونوں ہاتھوں سے دونوں پاؤں کا مسح ہو گا،یعنی: دائیں ہاتھ سے دائیں پاؤں کا،اور بائیں ہاتھ سے بائیں پاؤں کا بیک وقت مسح کرے، جس طرح دونوں کانوں کا مسح کرتے ہیں،اور یہی ظاہر سنت سے ثابت ہے۔

مسح سے متعلق چند مسائل

۱۔ مسح کی مدت ہو جانے یا موزہ اتار دینے سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ باقی رہتا ہے۔

۲۔پھٹے ہوئے یا باریک موزے (جس میں پاؤں جھلکتا ہے) پر مسح کرنا جائز ہے۔

قضاء حاجت کے آداب

مستحب امور:

۔بیت الخلاء جاتے وقت پہلے بائیں پاؤں کو داخل کرے،اور یہ دعا پڑھے: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اے اللہ!میں خبیث نر ومادہ جنات کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

۔اور بیت الخلا سے نکلتے وقت پہلے دائیں پاؤں کو نکالے اور یہ دعا پڑھے: غُفْرَانَكَ۔اے اللہ مجھے معاف کر دے۔

واجب امور:

دیوار سے یا اور کسی چیز سے پردہ پوشی واجب ہے،اور کھلی جگہ میں ہو تو لوگوں کی نگاہ سے دور چلا جائے۔

ناجائز امور:

- راستہ میں لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ پر یا پھل دار درخت کے نیچے یا اس جگہ پر جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے، یا ٹھہرے ہوئے پانی میں قضائے حاجت کرنا درست نہیں۔
- قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف رخ کرنا یا پیٹھ کرنا درست نہیں ہے۔
- دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو چھونا درست نہیں ہے۔
- اللہ کا نام لینا۔

جب قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے تو پانی سے دھولے یا پتھر سے صاف کرلے۔

پتھر کے ذریعے پاکی حاصل کرنے کی شرطیں:

- تین مرتبہ صاف کرے یا اس سے زیادہ اور ایک ہی پتھر کا استعمال نہ کرے۔
- مکمل صاف کرے، جس کی پہچان یہ ہے کہ پتھر یا ٹیشو استعمال کے بعد سوکھا نظر آجائے۔
- ناپاک اور قابل احترام چیز جیسے کھانا، ہڈی اور گوبر سے استجمار درست نہیں ہے۔
- کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے بشرطیکہ پیشاب کا چھینٹا بدن یا کپڑے پر نہ لگے، اور بے پردگی سے محفوظ ہو۔کیوں کہ حدیث میں ہے: أَتَى رَسُولُ اللهِ ﷺ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا متفق عليه آپ ﷺ لوگوں کے کچرا پھینکنے والی جگہ پر آئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

طہارت سے متعلق سوالات

۱. وضو کی کتنی شرطیں ہیں؟

O نو۔ O دس۔ O آٹھ

۲. وضو کے کتنے فرائض ہیں؟

O چار۔ O پچھلی تمام باتیں موالاۃ اور ترتیب کے اضافہ کے ساتھ۔

۳. نواقض وضو کتنے ہیں؟

O چھ۔ O پانچ۔ O آٹھ۔

۴. درج ذیل اختیارات میں نواقض وضو کو بیان کریں:

O اونٹ کا گوشت۔ O ہرن کا گوشت۔ O پیٹ کی آواز۔ O ہوا کا خارج ہونا۔

O نیند۔ O میت کو غسل دینا۔ O عورت کو چھونا۔

۵. تیمم کا طریقہ بیان کریں:

....

....

....

۶. غسل کا طریقہ بیان کریں :

....

....

....

۷. مندرجہ ذیل مسائل کا حکم بیان کریں :

مسئلہ	حکم
زبان سے نیت کرنا	
وضو میں ایک وقت کی نماز کی نیت کی پھر اسی وضو سے کئی وقت کی نماز ادا کرنا	
تلاوت قرآن کے لیے وضو کرنا، پھر نماز ادا کرنا	
دوران وضو نیت توڑ دینا	
وضو کے بعد نیت توڑ دینا	
اس حالت میں وضو کرنا کہ اس کی پنڈلی پر گوندھا ہو آٹا لگا ہوا ہو	
دوران وضو اونٹ کا گوشت کھانا	
چوری کے پانی سے وضو کرنا	
استنجا اور استجمار سے پہلے وضو کرنا	
وضو میں کان کے مسح کے لیے نیا پانی لینا	
وضو میں سر کا تین بار مسح کرنا	
وضو میں ایک ایک بار دھونا	
وضو میں تین تین بار دھونا	
وضو میں دونوں ہتھیلیوں کو دھونا	

حکم	مسئلہ
	وضو میں داڑھی کا خلال کرنا
	وضو میں عضو کو مل کر دھونا
	وضو میں جس عضو کو دھونا فرض ہے اس کا مسح کرنا
	وضو میں سر کو دھونا
	برتن میں دونوں ہتھیلیوں کو داخل کرنا
	دائیں جانب سے وضوء کی ابتدا کرنا
	تین بار سے زیادہ دھونا
	پنڈلی کا دھونا
	تیراکی کے بعد نماز پڑھ لینا
	غسل کے بعد بغیر وضو کیے ہوئے نماز ادا کرنا

زکاۃ

زکاۃ کی دو قسمیں ہیں:

مال کی زکاۃ

یہ اسلام کا تیسرا رکن ہے، اور یہ ہر آزاد اور صاحب نصاب مسلم شخص پر واجب ہے، اور مال پر زکاۃ اس وقت تک واجب نہیں ہوتی جب تک سال نہ گزر جائے، سوائے زمینی پیداوار کے اور اس چیز کے جو اصل کے تابع ہو جیسے: نصاب کا بڑھنا اور تجارت کے منافع، اس لیے کہ ان دونوں کے سال کا اعتبار اصل کے اعتبار سے ہو گا۔ اس کی چار قسمیں ہیں

بدن کی زکاۃ

یہ زکاۃ فطر ہے،اور یہ ہر مسلمان (بڑا ہو یا چھوٹا، مرد ہو یا عورت ،غلام ہو یا آزاد) پر واجب ہے۔

مال کی زکاۃ کی چار قسمیں

1. سونا اور چاندی اور ہر وہ کرنسی جو ان دونوں کی جگہ استعمال کی جاتی ہے، جیسے: روپیے، ڈالر اور ریال وغیرہ، سونے کا نصاب ۲۰ مثقال یعنی ۸۵ گرام ہے (لیکن شیخ ابن باز کے نزدیک سونے کا نصاب ۹۰ یا ۹۲ گرام ہے۔) اور چاندی کا نصاب ۲۰۰ درہم یعنی ۵۹۵ گرام۔
2. چرنے والے جانور۔ یعنی وہ جانور جو سال بھر یا سال کے اکثر و بیشتر دنوں میں چراگاہوں کی مباح چیزوں پر گزر بسر کریں۔ جیسے: اونٹ گائے، بکریاں۔
3. زمینی پیداوار، جیسے: اناج اور پھل وغیرہ
4. تجارتی سامان، یعنی ہر وہ چیز جو خرید و فروخت کے لیے تیار کی گئی ہو۔

زکاۃ کے مستحق لوگ

۱. فقرا: یہ وہ ضرورت مند ہیں جن کے پاس یا تو کچھ نہ ہو یا صرف بقدر کفایت ہو۔

۲. مساکین: جن کے پاس کفایت سے زیادہ ہو یا آدھا ہو، چناں چہ اگر ۱۲۰۰۰ روپیے کو ایک سال کے لیے متعین کیا جائے تو اس کی روشنی میں فقیر وہ ہوگا جس کے پاس ۶۰۰۰ روپیے سے کم ہو یا کچھ نہ ہو، اور مسکین وہ شمار کیا جائے گا جس کے پاس ۶۰۰۰ روپیے ہو یا زیادہ ہو لیکن ۱۲۰۰۰ روپیے تک نہ پہنچے۔ اس لیے فقیر اور مسکین کو اتنا دیا جائے گا جو سال بھر کے لیے کافی ہو، کیوں کہ زکاۃ سال میں ایک بار فرض ہوتی ہے۔

۳. عاملین زکاۃ: یعنی زکاۃ کا مال وصول کرنے والے، اس کی حفاظت کرنے والے اور تقسیم کرنے والے جو کہ حکومت کی جانب سے مامور ہوں، اس صنف میں فقر کی شرط نہیں لگائی جائے گی بلکہ انہیں زکاۃ کے مال سے دیا جائے گا گرچہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہوں۔

۴. وہ لوگ جن کی دلجوئی مقصود ہو: جیسے وہ شخص جس سے اسلام قبول کرنے کی امید ہو یا جس کے شر سے بچنا مقصود ہو یا جس کے ایمان کو تقویت پہونچانا مقصود ہو۔

۵. غلامی سے آزادی کی حصولیابی میں: اور اس کی درج ذیل قسمیں ہیں:

الف۔ مسلم مکاتب، یعنی مسلمان غلام اپنی آزادی کے لیے اپنے آقا کو پیسہ دے۔

ب۔ ہر مسلم غلام۔

ج۔ مسلم قیدی۔ اور اس میں وہ غلام شامل نہیں جس کو اس کا آقا آزاد کردے اور وہ اسے ہی زکاۃ سمجھے، یہ جائز نہیں ہے۔

۶. مقروض:

الف: جو لوگوں کے مابین معاملات کو سدھارنے کے لیے مقروض ہوا ہو۔

ب: جو ذاتی ضرورت کے لیے مقروض ہوا ہو۔

اور زکاۃ کی نیت سے غریب قرضدار کے قرض کو معاف کردینا کافی نہیں ہوگا۔

۷. اللہ کے راستے میں [جہاد]: یعنی مجاہدین، اس میں جہاد کے لیے جنگی اشیاو ضروریات بھی شامل ہے۔
۸. مسافر: اس سے مراد وہ مسافر ہے جس کا نان و نفقہ ختم ہو گیا ہو تو ایسے شخص کو زکاۃ کے مال سے اتنا دینا درست ہے جس سے وہ اپنے گھر پہنچ جائے۔

زکاۃ کا مال مذکورہ اصناف میں سے کسی ایک کو دینا بھی جائز ہے۔ اور مالدار، تندرست جو کما کر کھا سکے، آل محمد (بنو ہاشم اور ان کے اقرباء) اور جس کا نفقہ صاحب مال کے اوپر واجب ہو اور کافر، ان تمام لوگوں کو زکاۃ دینا درست نہیں۔ لیکن نفلی صدقہ دینے میں کوئی حرج نہیں، لیکن جس قدر نفع ہر عام و خاص کو پہنچے وہ زیادہ بہتر ہے۔

اہم تعریفات:

بنت مخاض: اونٹنی کی وہ مادہ بچی جس کا ایک سال مکمل ہو چکا ہو، اسے بنت مخاض اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی ماں حمل سے ہوتی ہے۔

بنت لبون: اونٹنی کی وہ مادہ بچی جس کا دو سال مکمل ہو چکا ہو، اسے بنت لبون اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی ماں دودھ پلانے کے مرحلہ میں ہوتی ہے۔

حقہ: اونٹنی کی وہ مادہ بچی جس کا تین سال مکمل ہو چکا ہو، اسے حقہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اب وہ حمل کے قابل ہے۔

جذعہ: اونٹنی کی وہ مادہ بچی جس کا چار سال مکمل ہو چکا ہو، اسے جذعہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس عمر میں بھی اس کے سامنے کے دانت نہیں گرتے ہیں۔ (بلکہ پانچ سال مکمل کر کے جب چھٹے سال میں داخل ہوتی ہے تب اس کے سامنے کے دو دانت گرتے ہیں، پھر وہ مسنہ کہلاتی ہے)۔

تبیع یا تبیعہ: گائے کا وہ بچہ / بچی جس کا ایک سال مکمل ہو چکا ہو۔

مسنہ: گائے کی وہ مادہ بچی جس کا دو سال مکمل ہو چکا ہو۔

زکوۃ کا نصاب اور اس کی مقدار

مال	حول [سال کا گزرنا]	نصاب	زکاۃ کی مقدار
چرنے والے چوپائے جانور	شرط ہے	آنے والے شیڈول میں اس کا بیان ہے	آنے والے شیڈول میں اس کا بیان ہے
زمینی پیداوار	شرط نہیں ہے	۳۰۰ صاع	جو فصل قدرتی ذرائع جیسے بارش یا چشمے کے پانی سے سیراب کی گئی ہو اس میں دسواں حصہ۔ [یعنی دس فیصد]
			جس فصل کو مصنوعی ذرائع جیسے کنویں یا مشین وغیرہ سے سیراب کیا گیا ہو اس میں بیسواں حصہ [یعنی پانچ فیصد]
			جو فصل دونوں طریقے سے سیراب کی گئی ہو اس میں شرح زکاۃ تین چوتھائی حصہ، یعنی ۷،۵ %
نقدی (سونا، چاندی یا جو اس کے مساوی ہو جیسے روپے پیسے	شرط ہے	۸۵ (اور بقول شیخ ابن باز ۹۰ یا ۹۲) گرام سونا یا ۵۹۵ گرام چاندی	ایک چوتھائی [چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فیصد]
تجارتی سامان جو خرید و فروخت کے لیے تیار کیا گیا یا جمع کیا گیا یا رکھا گیا ہو	شرط ہے	اس کی قیمت سونا یا چاندی کے نصاب کو پہنچ جائے تو زکاۃ واجب ہو جاتی ہے	ایک چوتھائی [چالیسواں حصہ یعنی: ڈھائی فیصد]

جانوروں کا نصاب اور مقدار زکاۃ

چرنے والے چوپایوں کا نصاب زکاۃ اور اس کی مقدار

بھیڑ اور بکری کا نصاب: نصاب زکاۃ — سے	نصاب زکاۃ — تک	مقدار زکاۃ	اونٹ (ایک یا دو کوہان والے): نصاب زکاۃ — سے	نصاب زکاۃ — تک	مقدار زکاۃ	گائے اور بھینس: نصاب زکاۃ — سے	نصاب زکاۃ — تک	مقدار زکاۃ
۴۰	۱۲۰	ایک عدد بکری	۵	۹	ایک عدد بکری	۳۰	۳۹	ایک تبیع یا ایک تبیعہ
			۱۰	۱۴	دو عدد بکری			
۱۲۱	۲۰۰	دو عدد بکری	۱۵	۱۹	تین عدد بکری	۴۰	۵۹	ایک مسنہ
			۲۰	۲۴	چار بکری			
۲۰۱	۳۰۰	تین عدد بکریاں	۲۵	۳۵	ایک بنت مخاض	۶۰	۶۹	دو تبیعہ
۳۰۰ سے زائد بھیڑ یا بکری ہو تو ہر ۱۰۰ بھیڑ یا بکری پر ایک بھیڑ یا بکری			۳۶	۴۵	ایک بنت لبون			
جانوروں کی ان اقسام سے زکاۃ نہیں لی جائے گی: - بکریوں کے ریوڑ کا نر بکرا جو بکریوں کی جفتی کے لیے مخصوص ہو۔ -بوڑھا اور عمر رسیدہ جس کے دانت گر چکے ہوں = = -عیب دار جانور -انتہائی درجے کا لاچار اور گھٹیا جانور			۴۶	۶۰	ایک حقہ	پھر ہر ۳۰ گائے یا بھینس میں ایک تبیع اور ہر ۴۰ گائے یا بھینس میں ایک مسنہ		
			۶۱	۷۵	ایک جذعہ			
			۷۶	۹۰	دو بنت لبون			
			۹۱	۱۲۰	دو حقہ			
			۱۲۱	۱۲۹	تین بنت لبون (یہ حنابلہ کا مسلک ہے لیکن حدیث کی روشنی میں ۱۲۱ سے ۱۲۹			

-اور اسی طرح وہ جانور بھی زکوۃ میں نہیں لیا جائے گا جو انتہائی دبلا ہو یا جو حمل سے ہو یا جو موٹا تازہ ہو یا جو سب سے عمدہ ہو۔

<table>
<tr><td></td><td></td><td>تک دو حقہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے جو کہ ۱۲۰ اونٹوں کی زکاۃ کا نصاب ہے۔)</td></tr>
<tr><td colspan="3">اگر ۱۳۰ یا اس سے زائد ہو تو ہر چالیس اونٹ پر ایک بنت لبون، اور ہر پچاس اونٹ پر ایک حقہ۔</td></tr>
</table>

زکاۃ سے متعلق سوالات

۱. مال میں اس وقت تک زکاۃ نہیں جب تک کہ اس پر ایک سال نہ گزر جائے،اور سال سے مراد ہے:

O ہجری سال۔ O میلادی سال ۔ O دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

۲. ایک سال گزرنے کی شرط سے خارج ہے:

O دفینہ (مدفون خزانہ)۔ O زمینی پیداوار۔ O یہ دونوں۔

۳. سونے کا نصاب ہے:

O ۸۵ گرام۔ O ۵۹۵ گرام۔ O ۹۵ گرام۔ O ۹۰ یا ۹۲ گرام۔

۴. چاندی کا نصاب:

O ۲۰۰ درھم۔ O ۵۹۵ گرام۔ O یہ دونوں صحیح ہیں ۔

۵. جانوروں سے مراد چوپائے اونٹ، گائے، بھینس اور بکری ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۶. پھل میں زکاۃ نہیں۔ [صحیح ۔ غلط]

۷. چرنے والے جانور سے مراد

O وہ جانور جن کی قیمت زیادہ ہو۔

O وہ جانور جو سال کے بیشتر ایام چراگاہوں میں چرنے والے ہوں۔

۸. چوپایہ جانور جو جائز جگہ چرتا ہو،یعنی:

O جو پاکیزہ کھاتا ہو۔ O جس کا کوئی مالک نہ ہو۔

۹. اگر مساکین کا ذکر کیا جائے تو اس میں فقرا شامل ہیں۔ [صحیح ۔ غلط]

۱۰. فقیر کو اتنا دیا جائے جو اس کو کافی ہو:

O ایک سال کے لیے۔ O ایک مہینہ کے لیے۔

۱۱. زکاۃ پر کام کرنے والے:

○ ہر وہ شخص جو اس پر کام کرے۔ ○ صرف وہ جنہیں حاکم وقت مقرر کرے۔

۱۲. ذیل میں مال کی مقدار زکاۃ بتائیں:

مال	زکاۃ کی مقدار	وقص (دو فریضہ کے درمیان کا عدد) اگر پایا جائے
۱۰۰ درہم		
۳۰۰ دینار		
۴۰۰ درہم		
۸۰ گرام سونا		
۵۰۰ گرام چاندی		
۳۰ بکریاں		
۶۰ بکریاں		
۵۶۵ بکریاں		
۴ اونٹ		
۱۷ اونٹ		
۴۴۹ اونٹ		
۳۰ گائے		
۴۹ گائے		
۷۷ گائے		

مال	زکاۃ کی مقدار	وقص (دو فریضہ کے درمیان کا عدد اگر پایا جائے
۹۹ گائے		
۲۰ ملین ریال		
۴۰ ریال		
۴۵۶۷۹ ریال		
۲۵۵ صاع گیہوں		

۱۳. تالیف قلب والوں میں وہ کفار بھی داخل ہیں جن سے اسلام لانے کی امید نہ کی جائے۔[صحیح - غلط]

۱۴. جب آقا اپنے غلام کو آزاد کردے تو اس کو زکوۃ کے مال سے دیا جائے گا۔ [صحیح - غلط]

۱۵. کسی مالدار شخص کا کسی غریب شخص پر کچھ مال بنتا ہو، اور وہ اسے معاف کردے اور زکاۃ شمار کرلے تو کیا اس کا ایسا کرنا صحیح ہے۔ [صحیح - غلط]

۱۶. تمام کارخیر میں خرچ کرنا اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کو شامل ہے، جیسے مساجد کی تعمیر۔ (صحیح۔غلط)

۱۷. سونا اور چاندی کے زکاۃ کی مقدار چالیسواں حصہ ہے۔ [صحیح - غلط]

۱۸. چرنے والے پالتو جانور میں زکاۃ واجب ہے، اور کام آنے والے جانور میں واجب نہیں، اور نہ ہی اس میں جسے گھر پر کھلایا جائے۔ [صحیح - غلط]

۱۹. اناج اور پھلوں میں زکاۃ واجب ہے جب نصاب تک پہنچ جائے، اور یہ فصل کی کٹائی اور پھلوں کے پکنے کے وقت واجب ہوتا ہے۔ [صحیح - غلط]

۲۰. جس غلہ اور پھل کو مال خرچ کرکے سیراب کیا جائے اس میں بیسواں حصہ بطور زکاۃ متعین ہوگا۔ [صحیح - غلط]

۲۱. جب سونا نصاب کو پہنچ جائے تو اس میں زکاۃ واجب ہوگی جس کا نصاب ۲۰ مثقال ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۲۲. جن چیزوں میں زکاۃ واجب ہے اسے گول دائرے سے نشان زد کریں:

O مرغی۔ O تجارتی دکان۔ O خرچ کر کے کھلائی جانے والی بکریاں۔

O چرنے والا اونٹ۔ O کھجور کا باغ۔ O ۲۵ مثقال سونا

۲۳. تبیع وہ گائے ہے جس کی مکمل عمر ۲ سال پہنچتی ہو۔ [صحیح ۔ غلط]

۲۴. روپے پیسے کا نصاب متعین کیا جائے گا:

O تجارت کے مال پر۔ O سونے یا چاندی کے نصاب زکاۃ پر۔

O سونے یا چاندی کی قیمت پر۔

۲۵. روپے پیسے میں واجب ہے:

O چالیسواں حصہ۔ O بیسواں حصہ۔

۲۶. ۸۰ گرام سونے کی زکاۃ:

O دو گرام۔ O ۴ گرام۔ O اس میں زکاۃ نہیں ہے۔

۲۷. ایسے گھروں میں زکاۃ واجب ہے جو رہائش کے لیے بنائے گئے ہوں۔ [صحیح ۔ غلط]

۲۸. ہر وہ شخص جو سفر کرے اسے زکاۃ کے مال سے دیا جائے گا اس لیے کہ وہ ابن سبیل ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

روزہ

روزہ عربی زبان میں کسی چیز سے رک جانے کو کہتے ہیں، اور اسلامی شریعت کی اصطلاح میں: اللہ کی عبادت کے لیے طلوع فجر (صبح صادق) سے غروب شمس تک کھانے پینے اور روزہ توڑ دینے والی تمام چیزوں سے رک جانے کو روزہ کہتے ہیں:۔

روزہ کے ارکان

۱۔ نیت کرنا

۲۔ روزہ توڑنے والی چیزوں سے رک کے رہنا

فرض روزے کی نیت

ضروری ہے کہ فرض روزہ کی نیت رات ہی سے کرے، یعنی طلوع فجر سے پہلے، رمضان کے شروع میں نیت کرلینا بھی کافی ہوگا، اور نیت کرنے کی جگہ دل ہے، زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔

نفلی روزے کی نیت

اس کی نیت دن کے کسی بھی حصے میں جائز ہے جب تک وہ روزہ توڑنے والی چیزوں سے رکا رہا ہو، لیکن اجر شمار ہوگا نیت کرنے سے۔

روزے کی قسمیں

واجب

ماہ رمضان، کفارات اور نذر کے روزے۔

نفل

واجب کے علاوہ دیگر روزے۔

روزہ کے واجب ہونے کی شرطیں

۱۔ مسلم ہونا۔ ۲۔ عاقل ہونا۔

۳۔ بالغ ہونا، غیر بالغ کو روزے کی ترغیب دی جائے گی اور اس کا ولی اس کو اس کا حکم دے گا۔

۴۔ مقیم ہونا، مسافر پر روزہ واجب نہیں ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ جب سفر میں مشقت نہ ہو تو روزہ رکھے، اس لیے کہ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا، اور اس لیے بھی کہ ایسا کرکے انسان بہت جلد اپنی ذمہ داری سے بری ہو جاتا ہے، اور اس میں روزے دار کے لیے آسانی ہے اور وہ رمضان کی فضیلت کو بھی پالیتا ہے۔

۵۔ صحت مند ہونا۔

۶۔ عورتوں کا حیض و نفاس سے پاک ہونا۔

مریض کے لیے روزے کے احکام و مسائل

دائمی مریض: (جس کی شفایابی کی امید نہ ہو) اور وہ عمر رسیدہ شخص جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہو، اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے، البتہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھلائے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ دنوں کی گنتی کے مطابق یا تو مساکین کو ایک ساتھ جمع کرکے کھلادے، یا پھر اشیاء خوردونوش کو ان مساکین پر تقسیم کردے، اور ہر مسکین کو نصف صاع غلہ دے، جس کا وزن بعض علماء کے نزدیک سوا کیلو، اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے نزدیک تقریبا ڈیڑھ کیلو ہے، اور بہتر یہ ہے کہ اس کے ساتھ سالن بنانے کی چیزیں جیسے: گوشت اور تیل وغیرہ بھی دے دے۔

وقتی مریض: (جس کی شفایابی کی امید تو ہو لیکن اس کے لیے روزہ رکھنا مشکل ہو) اسی زمرے میں حیض و نفاس اور دودھ پلانے والی عورتیں اور مسافر بھی شامل ہیں، لیکن جب شفایاب ہو جائیں تو چھوڑے گئے روزہ کی قضا کریں۔ اور اگر شفا یابی ملنے سے پہلے ان کی موت ہو جائے تو ان سے روزہ ساقط (معاف) ہو جائے گا۔

ماہِ رمضان کی آمد کا علم کیسے ہوگا؟

رمضان کا چاند دیکھ کر یا شعبان کے تیس دن مکمل کر کے۔

روزے کو باطل کر دینے والی چیزیں

۱۔ جان بوجھ کر کھانا یا پینا: لیکن کسی نے بھول کر کھا پی لیا تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

۲۔ ہمبستری کرنا: اگر کسی ایسے شخص نے جس پر روزہ واجب ہے دن کے وقت ہمبستری کرلی تو اس پر کفارہ مغلظہ ادا کرنا لازم آئے گا، اور کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے، اگر غلام نہ پائے تو لگاتار دو ماہ کے روزے رکھے، اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا ہو تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلائے۔

۳۔ منی نکالنا: بیوی سے مل کے خواہ بوس وکنار کر کے، یا اسے باہوں میں بھر کے، یا اسی جیسی کوئی حرکت کر کے، یا مشت زنی کر کے، یا اسی جیسی کوئی حرکت کر کے،

۴۔ جو کچھ بھی خوردو نوش کے معنی میں ہو، جیسے: غذا فراہم کرنے والا انجکشن (طاقت والا انجکشن) اس کے علاوہ دوسرے انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۵۔ حجامہ (پچھنا) کے ذریعے خون نکلوانا، البتہ جانچ وغیرہ کے لیے تھوڑی مقدار میں خون نکلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۶۔ جان بوجھ کر قے کرنا۔

۷۔ حیض اور نفاس کا خون آنا۔

بعض وہ چیزیں جو روزے دار کے لیے جائز ہیں

تھوک کا نگل لینا، بوقت ضرورت کھانا چکھنا، مسواک کرنا، غسل کرنا، خوشبو لگانا، ٹھنڈک حاصل کرنا۔

روزے کے مستحب [مسنون] اعمال

۱۔ سحری کرنا۔ ۲۔ سحری تاخیر سے کرنا۔ ۳۔افطار میں جلدی کرنا۔

۴۔رطب کھجوروں سے افطار کرنا،اگر میسر نہ ہوں توخشک کھجوروں سے افطار کرنا،اور طاق کھجوروں کا استعمال کرنا،اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو توچند گھونٹ پانی سے افطار کرنا،اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو دل میں روزہ توڑنے کی نیت کرلینا۔

۵۔افطار کے وقت اور روزے کی حالت میں دعا کرنا۔ ۶۔ کثرت سے صدقہ کرنا۔

۷۔رات میں تہجد پڑھنا۔ ۸۔ قرآن کی تلاوت کرنا۔

۹۔کوئی بدکلامی وبدسلوکی کرے تویوں کہنا کہ "میں روزے سے ہوں"۔

۱۰۔عمرہ ادا کرنا۔

۱۱۔رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف کرنا۔

۱۲۔شب قدر کو تلاش کرنا۔

روزہ کے مکروہات

۱۔دوران وضو کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا۔

۲۔بغیر ضرورت کے کھانا چکھنا۔

وہ باتیں جو روزے دار پر حرام ہیں

۱۔بلغم کا نگل لینا،البتہ اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

۲۔ اس کے لیے بیوی سے بوس وکنار کرنا، جس کے روزہ خراب ہونے کا ڈر ہو۔

۳۔ جھوٹ بولنا یا اس پر عمل کرنا(یعنی حرام کام کرنا)۔

۴۔نادانی اور بے وقوفی کے کام کرنا۔

۵۔وصال کرنا (یعنی دو دن لگاتار بلا افطار روزہ رکھنا)۔

نفلی روزے

۱۔شوال کے چھ دنوں کے روزے اس شخص کے لیے جس نے رمضان کے روزے مکمل کرلیا ہے،اور بہتر ہے کہ یہ روزے عید کے دوسرے ہی دن سے پے در پے رکھے۔

۲۔غیر حاجیوں کے لیے عرفہ کے دن کا روزہ۔

۳۔عاشورہ دس محرم کا روزہ نویں یا گیارہویں تاریخ کے ساتھ ملا کر رکھنا۔

۴۔سوموار[پیر]اور جمعرات کے روزے،اور سوموار[پیر]کا روزہ زیادہ اہم ہے۔

۵۔ہر ماہ تین دن کے روزے رکھنا،اور افضل یہ ہے کہ ایام بیض (۱۳۔۱۴۔۱۵ تاریخ) کا روزہ رکھے۔

۶۔ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا۔

۷۔اللہ کے مہینے یعنی ماہ محرم کے روزے۔

۸۔ذی الحجہ کے نو روزے۔

۹۔ماہ شعبان کے روزے، جبکہ پورے مہینہ کا روزہ رکھنا درست نہیں۔

مکروہ روزے

صرف جمعہ یا سنیچر یا اتوار کا روزہ رکھنا،البتہ شرعی وجہ سے ان دنوں میں روزہ رکھنا کوئی حرج کی بات نہیں، جیسے کہ عرفہ کے دن کا روزہ ان دنوں میں سے کسی ایک دن آجائے۔

حرام روزے

۱۔ماہ رجب میں خصوصی روزے رکھنا۔

۲۔عیدین کے دن روزہ رکھنا۔

۳۔شک کے دن کا روزہ،البتہ جس کا معمول ہے تو اس کے رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

۴۔ایام تشریق کے روزے، لیکن اس کے لیے جائز ہے جو حج میں قربانی کا جانور نہ پائے (اور یوم عرفہ سے قبل تین روزے نہ رکھ سکا ہو)۔

۵۔ہمیشہ کے لیے روزہ رکھنا (یعنی کبھی افطار نہ کرنا)۔

قضا روزں کے احکام

۔قضا روزوں کو پے در پے رکھنا مستحب ہے۔
۔عید کے بعد ہی رکھ لینا زیادہ مناسب ہے۔
۔اور دوسرے رمضان تک مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔
۔اگر بغیر کسی شرعی عذر کے مؤخر کیا تو چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا سے زیادہ اس پر کچھ اور فرض نہیں ہو گا البتہ وہ گنہگار ضرور ہو گا۔

زکاۃ فطر

رمضان کے آخری دن سورج غروب ہونے کے بعد زکاۃ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام بشرطیکہ اس کے پاس چاند رات اور عید کے دن کی خوراک اور بنیادی ضروریات سے ایک صاع زائد ہو۔اور جو بچہ حاملہ عورت کے پیٹ میں ہو اس کی جانب سے نکالنا مستحب ہے۔

زکاۃ فطر کے ادا کرنے کی حکمتیں:

۔یہ روزے داروں کے لیے گناہوں سے پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔
۔فقرا ومساکین کے عید کے دن لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

زکاۃ فطر نکالنے کا وقت

جائز وقت	مستحب وقت	حرام وقت
عید سے ایک یا دو دن پہلے	عید کی نماز سے پہلے فجر کے بعد	عید کی نماز کے بعد

زکاۃ فطر کی مقدار

زکاۃ فطر لوگوں کے کھانے کی چیزوں میں سے ایک صاع مقرر ہے جس کی مقدار وزن میں اچھے گندم سے ایک صاع (تقریبا دو کیلو چالیس گرام) ہے (لیکن شیخ ابن باز کے نزدیک ایک صاع کی مقدار تین کیلو ہے۔) روپے پیسے کے ذریعے زکاۃ فطر نکالنا درست نہیں ہے۔

عید کی نماز

یہ ہر مسلمان پر فرض ہے، اوراس کا وقت ایک نیزہ کے برابر سورج بلند ہونے کے بعد سے زوال تک ہے۔جب فوت ہو جائے تو قضاء نہیں کی جائے گی۔ نیز اس نماز کو آبادی سے باہر کھلے میدان میں ادا کرنا سنت ہے، اور مسجد میں ادا کرنا بھی جائز ہے، عید سے پہلے طاق کھجوریں کھانا، غسل کرنا، خوشبو لگانا، اچھا لباس زیب تن کرنا، ایک راستے سے عید گاہ جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا سنت ہے، عید کی مبارکبادی کے طور پر تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَم کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عید الفطر میں شوال کا چاند نظر آنے سے لے کر عید کی نماز شروع ہونے تک تکبیر کہنا سنت ہے۔ اور تکبیر کے الفاظ یہ ہیں: اللّٰهُ أَكْبَرَ اللّٰهُ أَكْبَرَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرَ اللّٰهُ أَكْبَرَ وَلِلّٰهِ الْحَمْد اور عیدین کی نماز دو رکعت ہے جو خطبہ سے پہلے ادا کی جائے گی۔ پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں ہیں۔

روزے سے متعلق سوالات

۱. روزے کے کتنے ارکان ہیں؟

O دو۔ O تین۔ O چار

۲. روزہ رکھنا کس پر واجب ہے؟

ا۔------------------------------------

ب------------------------------------

ج------------------------------------

د ------------------------------------

۳. ہر قسم کی بیماری روزہ رکھنے سے مانع ہے ۔(صحیح۔غلط)

۴. درج ذیل اعمال کا حکم بیان کریں:

مسئلہ	حکم
فجر کے بعد روزے کی نیت کرنا	
بغیر نیت کے روزہ رکھنا	
چھوٹے بچے کا روزہ رکھنا	
مسافر کا روزہ رکھنا	
عورت کا حالت نفاس میں روزہ رکھنا	
جو استطاعت نہیں رکھتا اس کا روزہ رکھنا	
روزے کی حالت میں کھانا پینا	

حکم	مسئلہ
	غذا فراہم کرنے کے واسطے انجکشن لینا
	آئی ڈراپ ڈالنا
	درد دور کرنے والا انجکشن لینا
	پچھنہ / سینگی / حجامہ لگانا
	قے کرنا
	تھوک نگلنا
	کھانا چکھنا
	نیند
	غسل کرنا
	ٹھنڈک حاصل کرنا
	مسواک کرنا
	بخور والی خوشبو لگانا
	سحری کا وقت
	کس چیز سے سحری کرے؟
--------اگر میسر نہ ہو تو-------------یہ بھی میسر نہ ہو تو---------------یہ بھی نہ پائے تو-------	کس چیز سے افطار کرے؟

حکم	مسئلہ
	تراویح کی نماز
	رمضان میں عمرہ کرنا
	روزے کی حالت میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا
	روزے کی حالت میں بوسہ لینا
	دو دن لگاتار بلا افطار روزہ رکھنا
	شوال کے چھ روزے رکھنا
	عرفہ کے دن کا روزہ رکھنا
	شک کے دن کا روزہ رکھنا
	عید کے دن کا روزہ رکھنا
	ایام تشریق کے روزے رکھنا
	ماہ محرم کا روزہ رکھنا
	ماہ رجب کا روزہ رکھنا
	ہمیشہ کے لیے روزہ رکھنا
	جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا
	روزے کی قضا کو دوسرے رمضان تک مؤخر کرنا

حج

یہ اسلام کا پانچواں رکن ہے،اور یہ عاقل ،بالغ ،آزاد اور صاحب استطاعت مسلمان پر واجب ہے،اور عورت کے لیے ایک اضافی شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کا محرم بھی ہو۔

حج کے چار ارکان ہیں:

احرام

حج یا عمرہ میں داخل ہونے کی نیت کو احرام کہتے ہیں۔ تلبیہ پڑھنا، اور چادر و تہہ بند پہننا احرام کی نیت میں داخل نہیں ہیں۔

وقوف عرفہ

اس کا وقت نویں ذی الحجہ کے زوال شمس سے عید کے دن طلوع فجر تک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:الحجُّ عرفة حج وقوف عرفہ کا نام ہے۔

طواف افاضہ

(طواف زیارت) یہ طواف، وقوف عرفہ کے بعد کیا جاتا ہے،اور یہ طواف، طواف قدوم کے علاوہ ہے۔

سعی

جو کہ صفا اور مروہ کے درمیان کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ﴾ (البقرة: ۱۵۸) بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔

حج کی قسمیں

افراد

یہ ہے کہ صرف حج کی نیت کرے اور اس کے اعمال کو پورا کرے۔

قران

یہ ہے کہ حج اور عمرے کی نیت ایک ساتھ کرے، دونوں کے اعمال کو علیحدہ انجام دے اور قربانی بھی کرے۔

تمتع

یہ ہے کہ حج کے مہینہ میں عمرہ کے لیے نیت کرے پھر اسے مکمل کرے اور اس سے فارغ ہو جائے، پھر اسی سال حج کی نیت کرے۔اس میں بھی قربانی کرے۔

حج کے واجبات

جو شخص واجباتِ حج میں سے کسی واجب کو چھوڑ دے تو اس کی تلافی کے لیے اس کو ایک دم دینا واجب ہے۔اور دم یہ ہے کہ ایک بکری حدود حرم میں ذبح کرے اور فقرا میں تقسیم کرے، اس میں سے خود نہ کھائے۔

- میقات سے احرام باندھنا
- غروب آفتاب تک عرفہ کا وقوف کرنا، یہ اس کے لیے ہے جس نے دن میں وقوف کیا۔
- مزدلفہ میں رات گزارنا
- ایام تشریق کی راتیں منی میں گزارنا
- کنکریاں مارنا
- بال منڈوانا یا کٹوانا
- الوداعی طواف کرنا، اور یہ ہر اس حاجی کے لیے ہے جو مکہ چھوڑنا چاہے، خواہ حج کے مہینوں کے بعد ہی کیوں نہ ہو، سوائے حیض و نفاس والی عورت کے۔

حج اور عمرہ کا میقات

میقات زمانی

یہ حج کے مہینے ہیں: شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ۔

میقات زمانی حج کے لیے خاص ہے، عمرہ کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔

میقات مکانی

- ذوالحلیفہ: اہل مدینہ کے لیے ہے اور جو وہاں سے گزرے۔
- جُحفہ: یہ اہل شام، مصر اور اہل مغرب کے لیے ہے اور جو وہاں سے گزرے۔
- قرن منازل: اہل نجد کے لیے ہے اور جو وہاں سے گزرے۔
- یلملم: اہل یمن کے لیے ہے اور جو وہاں سے گزرے۔
- ذات عرق: اہل عراق کے لیے ہے اور جو وہاں سے گزرے۔

حج کے مستحب امور

احرام کے لیے غسل کرنا اور خوشبو لگانا

مردوں کے لیے سفید رنگ کی چادر اور تہہ بند

ناخن تراشنا اور ان بالوں کو نکالنا جن کا نکالنا احرام کی نیت سے پہلے ضروری ہے۔

احرام کے وقت سے جمرہ عقبہ کو کنکری مارنے تک تلبیہ پڑھنا۔

حج افراد اور قران کرنے والے کا طواف قدوم کرنا۔

طواف قدوم اور حج تمتع کرنے والے کے لیے طواف عمرہ میں پہلے تین چکر میں رمل کرنا، اور دلکی چال کو رمل کہتے ہیں۔

حج تمتع کرنے والے کے لیے طواف قدوم اور طواف عمرہ میں اضطباع کرنا یعنی دائیں کندھے کو کھول لینا ہے [یہ صرف مردوں کے لیے ہے]

مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشا کی نماز کو جمع تاخیر کے ساتھ پڑھنا۔

عرفہ کی رات منیٰ میں گزارنا.

حجراسود کو چومنا۔

وقت فجر سے اندھیرا چھٹنے تک مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس ٹھہرنا، اور مزدلفہ کا میدان پورا کا پورا ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

احرام کی حالت میں جن چیزوں سے بچنا ضروری ہے

یہ نو ہیں: سر اور جسم سے بال نکالنا، ناخن تراشنا، مرد کا سر ڈھانپنا، مرد کا سلا ہوا کپڑا پہننا، (وہ کپڑا جسے جسم پر یا جسم کے کسی حصے کے سائز کے مطابق سلا جائے) عورت کا نقاب اور دستانہ پہننا، خوشبو لگانا، خشکی کے جانور کا قتل کرنا اور اس کا شکار کرنا، اپنا نکاح کرنا یا کسی کا نکاح کروانا، ہمبستری کرنا، بغیر وطی کے بیوی سے ملنا۔

جس نے بھی ان محظورات میں سے بھول کر، یا جہالت کی وجہ سے یا مجبوری کی حالت میں انجام دیا تو شریعت کی جانب سے ایسے شخص پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔ البتہ شکار کرنے والے کے اوپر مطلق طور پر فدیہ ہے، جان بوجھ کر محظورات حج میں سے کسی کے بھی ارتکاب کی صورت میں، ان محظورات کی چار قسمیں ہیں:

جس میں کوئی فدیہ نہیں

اپنا نکاح کرنا یا کسی کا نکاح کروانا، اسی طرح بغیر ہمبستری کے بیوی سے ملنا بشرطیکہ منی کا خروج نہ ہوا ہو، ایسی صورتوں میں کوئی کفارہ نہیں بلکہ توبہ ہے۔

جس کا فدیہ اسی فعل کے مثل ہے

یہ فدیہ خشکی کے جانور کو قتل کرنے اور اس کا شکار کرنے کی صورت میں ہے، اور جس نے اس کو قتل کیا اس پر مطلق طور پر فدیہ ہے، یہ فدیہ مساوی ہو گا اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا، جس کا فیصلہ دو معتبر شخص کریں گے۔

جس کا فدیہ مغلظہ ہے

یہ فدیہ بیوی سے ہمبستری کی صورت میں لازم آتی ہے، البتہ جس نے تحلل اول سے پہلے جماع کیا ہو تو اس کا حج فاسد ہو جائے گا، اور فاسد ہونے کے باوجود اس حج کو مکمل کرنا ہو گا، پھر اس حج کا دوبارہ ادا کرنا بھی لازم ہو گا اور اس پر قربانی کرنا بھی واجب ہے۔

جس کا فدیہ، فدیہ اذی ہے

یہ فدیہ باقی محظورات کے لیے ہے، اور اس فدیہ میں درج ذیل اختیار حاصل ہے:

- تین دن کے روزے رکھنا۔
- یا چھ مسکین کو کھانا کھلانا، جس کی مقدار ہر مسکین کے لیے نصف صاع مقرر ہے۔
- یا ایک بکری ذبح کرنا، جس کا گوشت فقراء حرم کے درمیان تقسیم کرنا۔

حج کے دنوں کا نام

یوم الترویہ	یوم عرفہ	یوم العید ویوم النحر	یوم القر	یوم النفر الاول	یوم النفر الثانی
[ترویہ کا دن] آٹھواں دن۔ اس دن لوگ منی کی جانب پانی لے جاتے تھے۔	عرفہ میں ٹھہرنے کا دن۔ یہ ذی الحجہ کا نواں دن ہے۔	عید کا دن اور قربانی کا دن۔ یہ ذی الحجہ کا دسواں دن ہے۔	[ٹھہرنے کا دن] یہ ذی الحجہ کا گیارہواں دن ہے۔	[منی سے نکلنے کا پہلا دن] یہ ذی الحجہ کا بارہواں دن ہے۔	[منی سے نکلنے کا دوسرا دن] یہ ذی الحجہ کا تیرہواں دن ہے۔

لیلۃ الجمع (جمع ہونے کی رات): یہ عید کی رات (مزدلفہ کی رات) کو کہتے ہیں، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وقوف عرفہ کے بعد اس رات میں لوگ مزدلفہ میں اکٹھا ہوتے تھے، کیونکہ عہد جاہلیت میں اہل مکہ عرفہ کے لیے نہیں نکلتے تھے۔ (اور اس لیے بھی کہ اس رات حجاج کرام مغرب اور عشا کی نمازیں مزدلفہ میں جمع کرکے پڑھتے ہیں)۔

حج میں دعا کرنے کے پانچ مقامات ہیں

میدان عرفہ میں نویں ذی الحجہ کے دن زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک۔	مزدلفہ میں دس تاریخ کی رات فجر سے لے کر اجالا ہونے تک۔	ایام تشریق میں چھوٹے اور درمیانی جمرہ کو کنکری مارنے کے بعد۔	دوران طواف۔	دوران سعی صفا اور مروہ پر، اور ان دونوں کے درمیان میں۔

عمرہ اور حج کا طریقہ

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب آپ میقات پہونچیں تو غسل کریں، اور اپنے جسم، سر اور داڑھی میں خوشبو لگائیں، پھر تمتع کے لیے عمرہ کی نیت کریں، اور تلبیہ پڑھتے ہوئے مکہ جائیں، جب خانہ کعبہ پہنچیں تو عمرہ کے لیے سات طواف کریں، اور جان لیں کہ کعبہ سے قریب یا دور مسجد کا احاطہ طواف کی جگہ ہے، لیکن جب ازدحام کی مشقت نہ اٹھانی پڑے تو کعبہ سے قریب ہو کر طواف کرنا افضل ہے، ورنہ اس سے بچنا بہتر ہے، اور الحمدللہ اس معاملے میں کشادگی ہے، جب طواف سے فارغ ہو جائیں تو مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے قریب میں اگر جگہ میسر ہو تو ورنہ دور ہی سہی دو رکعت نماز پڑھیں، بہتر یہ ہے کہ مقام ابراہیم آپ کے اور خانہ کعبہ کے درمیان ہو، پھر عمرہ کی سعی کریں، اور صفا سے اس کی ابتدا کریں، اور جب سات چکر مکمل کرلیں تو اپنے پورے سر کے بال چھوٹے کریں، اور یاد رکھیں کہ سر کے بعض حصے کا چھوٹا کرنا کافی نہیں ہے، (بال چھوٹا کرنے کے عمل میں) بہت سارے لوگوں کے عمل سے دھوکہ نہ کھائیں۔

پھر جب ذی الحجہ کا آٹھواں دن ہو تو غسل کریں اور خوشبو لگائیں اور اپنے قیام کی جگہ سے حج کی نیت کریں، اور منی کے لیے نکلیں، اور وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشا اور فجر کو بغیر جمع کیے ہوئے قصر کے ساتھ ادا کریں، اس لیے کہ آپ کے نبی ﷺ منی اور مکہ میں بغیر جمع کے قصر کرتے تھے، اور عرفہ کے دن جب سورج نکل آئے تو خشوع کے ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے عرفہ کو چلیں، اور وہاں پہنچ کر ظہر اور عصر کی نماز جمع تقدیم کے ساتھ دو دو رکعت کر کے ادا کریں، پھر دعا کریں، اور اللہ سے گریہ وزاری کریں، اور کوشش کریں کہ آپ پاکی کی حالت میں ہوں، اور قبلہ کا رخ کرلیں گرچہ پہاڑ آپ کے پیچھے ہو جائے؛ اس لیے کہ حکم استقبال قبلہ کا ہے، اور حدود عرفہ اور اس کی نشانیوں کو اچھی طرح پہچان لیں، کیوں کہ بہت سارے حجاج عرفہ کے باہر ہی وقوف کرتے ہیں، اور جس نے عرفہ میں وقوف نہیں کیا آپ ﷺ کا قول: "الحج عرفة، عرفہ ہی حج ہے"، کے مطابق اس کا حج نہیں ہو گا۔

اور پورا عرفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے خواہ اس کا مشرقی حصہ ہو یا مغربی، جنوب کا حصہ ہو یا شمال کا، سوائے بطن وادی (وادی عرنہ) کے، کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: " وَقَفْتُ هَاهُنَا، وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ "، میں نے یہاں وقوف کیا اور عرفہ کا میدان سارا کا سارا وقوف کی جگہ ہے۔ پھر جب سورج غروب ہو جائے اور اس کا غروب ہونا یقینی ہو جائے تو تلبیہ پڑھتے ہوئے عاجزی انکساری کے ساتھ مزدلفہ کے لیے نکل پڑیں، اور سکون ووقار کو لازم پکڑیں، جیسا کہ نبی ﷺ نے اس بات کا حکم دیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ عرفہ سے نکلے اور اپنی اونٹنی کی لگام کسی یہاں تک کہ اس سر آپ کے کجاوہ تک پہونچ رہا تھا، اور آپ اپنے دست مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمارہے تھے: (أَيُّهَا النَّاسُ، السَّكِينَةَ السَّكِينَةَ)، اے لوگو! اطمینان وسکون اختیار کرو۔

اور جب مزدلفہ پہنچیں تو مغرب اور عشا کی نماز ادا کریں، پھر فجر تک وہاں رات گزاریں، اور آپ ﷺ نے کسی شخص کو اس بات کی رخصت نہیں دی کہ وہ فجر سے پہلے مزدلفہ سے چلے سوائے کمزور اور ضعیفوں کے، کہ انہیں رخصت دی کہ وہ رات کے آخری حصے میں مزدلفہ سے نکل سکتے ہیں، جب فجر کی نماز ادا کرلیں تو قبلہ رو ہو کر اللہ کی تکبیر اور حمد وثنا بیان کریں، اور دعا کریں یہاں تک کہ اجالا ہو جائے، پھر سورج نکلنے سے پہلے منی کے لیے نکلیں، پھر سات چھوٹی کنکریاں اٹھائیں اور جمرہ عقبہ، جو کہ آخری جمرہ ہے، اور مکہ سے قریب ہے آئیں اور طلوع آفتاب کے بعد اسے (جمرہ عقبہ کو) سات کنکریاں ماریں، اس طور پر کہ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہیں، سکون کے ساتھ اللہ کی عظمت بیان کرتے ہوئے۔

اور جان لیں کہ کنکر مارنے کا مقصد اللہ کی کبریائی بیان کرنا اور اس کے ذکر کو قائم کرنا ہے، اور واجب ہے کہ کنکریاں حوض میں گریں، اور یہ شرط نہیں ہے کہ ستون کو مارا جائے، پھر جب کنکری مارنے سے فارغ ہو جائیں، تو ہدی کا جانور ذبح کریں، اور ہدی میں وہی جانور کفایت کرے گا جو قربانی میں کرتا ہے۔، اور اس میں کسی کو وکیل بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جو آپ کی طرف سے اس جانور کو ذبح کرے، پھر ذبح کے بعد اپنے سر کے بال منڈوالیں، اور ضروری ہے کہ پورے سر کو منڈوائیں، سر کے

بعض حصہ کو منڈوانا اور بعض کو چھوڑ دینا جائز نہیں ہے، اور عورت اپنے سر کے بال کے کنارے کو انگلی کے پور برابر چھوٹا کرے گی، اس کے بعد آپ کو تحلل اول حاصل ہو گیا۔ اب کپڑے پہنیں، ناخن کاٹیں، اور خوشبو لگائیں، لیکن بیوی کے پاس نہ جائیں، پھر ظہر کی نماز سے پہلے مکہ کے لیے نکلیں، اور طواف حج اور سعی پوری کریں، پھر منیٰ لوٹ آئیں، اور طواف، سعی اور حلق کے ذریعے آپ کو تحلل ثانی بھی حاصل ہو گیا۔ اب آپ کے لیے ہر چیز جائز ہے یہاں تک کہ بیوی بھی۔

اے لوگو! عید کے دن حجاج کرام کو چار کاموں کو انجام دینا ہے: کنکری مارنا، پھر قربانی کرنا، سر کے بال منڈوانا، پھر طواف اور سعی کرنا، اور یہی افضل ترتیب ہے، لیکن اگر آپ نے بعض اعمال کو بعض پر مقدم کر دیا، جیسے آپ نے قربانی سے پہلے حلق کر لیا تو کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر آپ نے طواف اور سعی کو منیٰ سے نکلنے تک کے لیے مؤخر کر دیا تو بھی کوئی حرج نہیں، اور اگر آپ نے قربانی کو مؤخر کر دیا اور مکہ میں تیرہویں دن قربانی کی تو بھی کوئی حرج نہیں، خصوصا حاجت اور مصلحت کے وقت۔

اور گیارہویں کی رات منیٰ میں گزاریں، اور جب زوال کا وقت ہو جائے تو تینوں جمرات کو کنکریاں ماریں، جمرہ اولی سے شروع کریں پھر جمرہ وسطی کو ماریں پھر جمرہ عقبہ کو، اور ہر جمرہ کو سات چھوٹی کنکریوں سے مارنا ہے، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہیں۔

قدرت طاقت رکھنے والوں کے لیے عید کے دن، رمی کا وقت طلوع آفتاب سے شروع ہوتا ہے، اور ضعیف و کمزور کے لیے رات کے آخری حصہ سے شروع ہوتا ہے اور غروب افتاب کے ساتھ ختم ہوتا ہے۔

عید کے دن کے بعد رمی کا وقت زوال سے غروب آفتاب تک ہے، اور زوال سے پہلے جائز نہیں البتہ دن میں اگر بہت ازدحام ہو تو رات کے وقت کنکری مارنا جائز ہے، اور چھوٹا، کمزور یا مریض اگر خود سے کنکر نہیں مار سکتا ہو تو وہ کسی اور کو اپنا وکیل بنا سکتا ہے جو اس کی جانب سے کنکری مارے، اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ کنکری مارنے میں دوسرے کی نیابت کرنے والا ایک ہی جگہ سے اپنی اور دوسرے کی کنکریاں بھی مارے، لیکن وہ پہلے اپنے حصے کا کنکری مارے۔

اب جب کہ آپ نے بارہویں کو کنکری مارلی تو حج پورا ہو گیا، اور اب آپ کو اختیار ہے کہ چاہیں تو جلدی کریں اور مکہ چلے جائیں، اور اگر چاہیں تو تیرہویں کی رات منی میں گزاریں، اور زوال کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں ماریں اور یہی افضل ہے؛ اس لیے کہ نبی ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے۔ اور جب مکہ سے نکلنے کا ارادہ کریں تو طواف وداع کر لیں، اور حیض ونفاس والی عورتوں پر طواف وداع نہیں ہے نہ ہی ان دونوں کے لیے مشروع ہے کہ وہ مسجد کے دروازے تک آئیں اور وہاں پر ٹھہریں۔

حج سے متعلق سوالات

۱. حج کس پر واجب ہے؟

أ- ....

ب- ....

ج- ....

د- ....

ہ- اور عورت کے لیے ایک اضافی شرط یہ ہے کہ.......................................

۲. حج کے کتنے ارکان ہیں؟

O دو۔ O تین۔ O چار۔

۳. احرام حج کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، جو چادر اور تہہ بند کا میقات سے زیب تن کرنا ہے۔
(صحیح ۔ غلط)

۴. طواف افاضہ طواف زیارہ کے علاوہ ہے، پہلا رکن ہے اور دوسرا سنت ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۵. نبی ﷺ نے تین حج کیا۔ [صحیح ۔ غلط]

٦. حج فرض ہوتے ہی فوراً ادا کرلینا چاہیے۔ [صحیح ۔ غلط]

۷. اہل مدینہ یلملم سے احرام باندھیں گے۔ [صحیح ۔ غلط]

۸. عمرے کا میقات زمانی ماہ رمضان ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۹. درج ذیل جملہ میں خالی جگہوں کو بھریں: حج اور عمرہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمر میں۔۔۔۔۔۔۔۔ بار ہے، اور جس نے حج کیا اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں کیا، اور۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں کیا اپنے گناہوں سے وہ اس

طرح پاک ہوگیا جیسے کہ آج ہی اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہے،اور حج مبرور کا کوئی بدلہ نہیں سوائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے۔

۱۰. اور اہل مکہ تنعیم سے حج کا احرام باندھیں گے ۔ [صحیح ۔ غلط]

۱۱. عورت اپنے احرام کے لیے سفید کپڑا پہنے گی۔ [صحیح ۔ غلط]

۱۲. جو احرام کا ارادہ رکھتا ہے وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں خوشبو لگائے اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں خوشبو نہ لگائے۔

۱۳. عورت کے لیے سلا ہوا کپڑا پہننا جائز نہیں۔ [صحیح ۔ غلط]

۱۴. محرم کے لیے کمر میں بیلٹ کا پہننا حرام ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۱۵. محرم عورت نہ تو۔۔۔۔۔۔۔پہنے گی اور نہ ہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۱۶. اضطباع کرنا سنت ہے:

O طواف عمرہ میں۔ O طواف قدوم میں۔ O طواف زیارہ میں۔

O صرف پہلے اور دوسرے میں ۔ O مذکورہ تمام قسم کے طواف میں۔

۱۷. سعی میں زور سے چلنا مستحب ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۱۸. سعی کی ابتدا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سے ہوگی اور انتہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر۔

۱۹. حجاج عرفہ سے مغرب سے پہلے لوٹیں گے۔ [صحیح ۔ غلط]

۲۰. وقوف عرفہ واجبات حج میں سے ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۲۱. حج کے اعمال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے دن سے شروع ہوتے ہیں اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے ختم ہونے تک جاری رہتے ہیں۔

۲۲. میدان عرفہ میں پہاڑ پر چڑھنا مشروع نہیں ہے۔ [صحیح ۔ غلط]

۲۳. ہدی متمتع اور قارن پر واجب ہے اور مفرد کے لیے سنت ہے۔ [صحیح - غلط]

۲۴. عید کے دن جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد تلبیہ ختم ہو جاتا ہے۔ [صحیح - غلط]

۲۵. اگر حاجی نے کنکری حوض میں ڈال دی تو اس کا کنکری مارنا صحیح ہو گا اگرچہ کنکری ستون کو نہ لگے۔
[صحیح - غلط]

۲۶. ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو حاجی تینوں جمرات کو کنکریاں مارے گا۔ [صحیح - غلط]

۲۷. جمرات کو کنکری مارنے کا عمل ایام تشریق میں زوال شمس کے بعد شروع ہو گا۔ [صحیح - غلط]

۲۸. جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد دعا کرنا مشروع ہے۔ [صحیح - غلط]

۲۹. اگر طواف افاضہ کو مکہ سے نکلنے تک کے لیے ٹال دیا تو یہ طواف وداع سے کفایت کر جائے گا، اور طواف افاضہ طواف عمرہ کی طرح ہے سوائے اس میں ۔۔۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۳۰. قارن اور مفرد پر واجب ہے کہ وہ دونوں ۔۔۔۔ سعی کریں، اور متمتع ۔۔۔ کی سعی کرے گا۔

۳۱. درج ذیل اعمال کا حکم بیان کریں:

مسئلہ	حکم
بچے کا حج	....
عورت کا بغیر محرم کے حج	....
مقروض شخص کا حج	....

پندرہواں سبق

ہر مسلمان کا اخلاق حسنہ سے آراستہ ہونا

ہر مسلمان کو اخلاق کریمانہ سے آراستہ ہونا چاہیے، اور بعض اچھے اخلاق یہ ہیں:
سچائی، امانت، پاکدامنی، حیا، بہادری، سخاوت، وفا، اللہ کے حرام کردہ چیزوں سے دوری، پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک اور حسب طاقت حاجت مندوں کی مدد، اور ہر وہ اخلاق جس کو اپنانے پر کتاب وسنت کی دلیل موجود ہے۔

اہم تعلیقات

- (سچائی) یعنی اپنے گفتار وکردار اور اعتقاد میں اللہ کے ساتھ سچے ہونے کا ثبوت دینا، اور اللہ کے بندوں کے ساتھ سچائی سے پیش آنا۔ اور اس کی ضد جھوٹ ہے۔
- (امانت) یہ عظیم فریضہ ہے جس کی ادائیگی کا انسان نے ذمہ اٹھایا ہے، اور اس کی ضد خیانت ہے۔
- (پاکدامنی) یہ حرام کاموں سے رک جانے کا نام ہے۔
- (حیا) یہ ایسی عادت ہے جو انسان کو قابل تعریف کاموں پر ابھارتی ہے اور برے کاموں سے روکتی ہے۔
- (پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ) اس کے ضروری تقاضوں میں سے نظریں نیچی رکھنا اور پڑوسیوں کے عیوب سے باخبر ہونے کی کوشش نہ کرنا ہے۔
- (حاجت مندوں کی مدد کرنا) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مومن کی دنیاوی پریشانیوں میں سے کسی ایک پریشانی کو دور کیا، اللہ اس کی قیامت کے دن کی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی کو دور کرے گا۔ اور جس نے کسی تنگدست پر آسانی کی تو اللہ اس پر دنیا وآخرت میں آسانی فرمائے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان کے عیب کو چھپایا اللہ تعالی دنیا وآخرت میں اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا، اور اللہ اس بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک وہ اپنے کسی بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔ [صحیح مسلم]

سولھواں سبق

اسلامی آداب سے مزین ہونا

ہر مسلمان کو اسلامی آداب سے مزین ہونا چاہیے، جن میں سے بعض یہ ہیں:

سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا، خندہ پیشانی سے ملنا، دائیں ہاتھ سے کھانا اور پینا، کام کے شروع میں اللہ کا نام لینا، کام کی تکمیل پر اللہ کی حمد بیان کرنا، چھینک آنے پر اللہ کی حمد بیان کرنا، چھینکنے والا جب اللہ کی حمد بیان کرے تو اس کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، نماز جنازہ اور میت کی تدفین کے لیے جنازے کے پیچھے چلنا۔ مسجد اور گھر میں بوقت دخول وخروج، بوقت سفر، والدین، رشتہ دار، پڑوسی، بڑے اور چھوٹے کے ساتھ شرعی آداب کا پاس ولحاظ رکھنا، بچے کی پیدائش کے وقت مبارکبادی دینا، شادی میں برکت کی دعائیں دینا اور مصیبت میں تعزیت کرنا وغیرہ اسلامی آداب میں سے ہیں۔ اسی طرح کپڑا پہننے، کپڑا اتارنے اور چپل وجوتا پہننے میں بھی اسلامی آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

اہم تعلیقات

- سلام کرنا: اور اس کے مکمل الفاظ یہ ہیں: السلامُ علیکُم ورحمةُ الله وبركاتُه، سلام ہر کسی کو کرنا چاہیے جس سے تمہاری پہچان ہو اس کو بھی اور جس سے تمہاری پہچان نہ ہو اس کو بھی، اور جو سلام کرے اس کے سلام کا جواب دینا چاہیے۔
- دائیں ہاتھ سے کھانا اور پینا: یہ واجب ہے اور تین انگلیوں سے کھانا سنت سے ثابت ہے، اور دائیں ہاتھ سے لین دین کرنا مستحب ہے۔
- کام کے شروع میں اللہ کا نام لینا: یعنی: بِسْمِ اللَّهِ کہنا۔
- کام کی تکمیل پر اللہ کی حمد بیان کرنا: جیسا کہ حدیث میں وارد ہے: «الْحَمْدُ لله الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ». تمام طرح کی حمد اللہ کے لیے ہے، جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری طاقت وقوت کے بغیر مجھے یہ رزق عطا فرمایا۔
- اور مشروع یہ ہے کہ سامنے سے کھائے اور کھانے میں عیب نہ نکالے۔

- چھینک آنے پر اللہ کی حمد بیان کرنا۔یعنی: «الْحَمْدُ لله» کہنا۔[سب تعریف اللہ کے لیے ہے]۔
- چھینکنے والا جب اللہ کی حمد بیان کرے تو اس کا جواب دینا۔ یعنی: يَرْحَمُكَ اللهُ"[اللہ تم پر رحم کرے] کہنا، پھر چھینکنے والے کا: يَهْدِيكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔[اللہ تم کو ہدایت دے اور تمہارے حال کو درست کرے] کہنا۔
- مریض کی عیادت کرنا۔یعنی: باربار مناسب وقت میں مریض کی حالت دریافت کرنا، لیکن اس کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھنا اور نہ ہی اس کو اللہ کی رحمت سے مایوس کرنا۔
- نماز اور دفن کے لیے جنازے کے پیچھے چلنا: یہ حکم مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے نہیں۔
- مسجد اور گھر میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت کے شرعی آداب: مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے بڑھائیں اور یہ کہیں: «بِسْمِ الله، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ الله، اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ»، اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں اور اللہ کے رسول پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔اے اللہ تو میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔
- اور مسجد سے نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے بڑھائیں اور کہیں: بِسْمِ الله، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ الله، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ، اللہ کے نام سے نکلتا ہوں اور اللہ کے رسول پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔
- گھر سے نکلتے اور اس میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے بڑھائے اور نکلتے وقت یہ دعا پڑھے: «بِسْمِ الله، تَوَكَّلْتُ عَلَى الله، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ، أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ»، اللہ کے نام سے نکلتا ہوں اور اللہ پر توکل کرتا ہوں اور برائی سے پھرنے اور نیکی کے کرنے کی طاقت اللہ ہی کے توفیق سے ہوتی ہے۔اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں کہ میں گمراہ نہ ہو جاؤں یا گمراہ نہ کر دیا جاؤں، یا پھسل جاؤں یا پھسلا دیا جاؤں، یا ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں، یا جاہلانہ سلوک کروں یا میرے ساتھ جاہلانہ سلوک کیا جائے۔

- اور گھر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمُوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللهِ خَرَجْنَا، وَعَلَى اللهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا» اے اللہ میں تجھ سے گھر میں داخل ہونے اور گھر سے نکلنے کی بہتری کا سوال کرتا ہوں، اللہ کے نام کے ساتھ ہم داخل ہوئے اور اللہ ہی کے نام کے ساتھ ہم نکلے، اور اپنے رب ہی پر ہم نے توکل کیا۔
- پھر اپنے اہل خانہ کو سلام کرے۔
- شادی میں برکت کی دعا دینا۔ یعنی: «بَارَكَ اللهُ لَكُمَا، وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ» کہے ۔اللہ تم دونوں کو برکت دے اور تم دونوں پر رحمت کی بارش برسائے، اور تم دونوں کو خیر (بھلائی) میں جمع کرے۔
- مصیبت زدہ کی تعزیت کرنا، اور یہ تعزیت تین دن سے زیادہ نہیں کی جائے گی۔

سترہواں سبق

شرک اور تمام طرح کے گناہوں کے ارتکاب کرنے سے ڈرانا

ان میں سے چند یہ ہیں: سات ہلاک کر دینے والے گناہ، اور وہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ایسی جان کا قتل کرنا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے سوائے حق طریقے سے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جہاد سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور مومنہ، پاکدامن اور برائی سے غافل خواتین پر تہمت لگانا۔

انہیں گناہوں میں سے یہ بھی ہیں: والدین کی نافرمانی کرنا، قطع رحمی کرنا، جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی قسم کھانا، پڑوسی کو تکلیف دینا، لوگوں کی جان، مال اور عزت وآبرو پر حملہ کرنا، شراب نوشی کرنا، جوا کھیلنا، غیبت کرنا اور چغلی کھانا اور وہ تمام اعمال جن سے اللہ تعالی یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

اہم تعلیقات

- شرک کرنا: اس میں شرک اکبر اور اصغر دونوں قسم کا شرک شامل ہے۔
- جادو کرنا: اور اس کی ایک صورت دو لوگوں کے درمیان دشمنی یا دوستی پیدا کرنا بھی ہے، چنانچہ جس نے بھی اسے انجام دیا، یا ایسے عمل سے راضی ہوا اس نے کفر کیا، اور جادوگروں کے پاس جانا، یا ان کے ویب سائٹس پر جانا، یا جادو کے چینلوں کو دیکھنا، یا ایسے اخبارات ومجلات اور میگزین کا مطالعہ کرنا جس میں برجوں کی باتیں ہوں، تو یہ بھی حرام ہے، اسی طرح جادو کو جادو کے ذریعے ختم کرنا بھی حرام ہے، بلکہ جادو کا علاج رقیہ شرعیہ، دعا اور مباح دوا جیسے حجامہ (پچھنا) وغیرہ کے ذریعے کیا جائے۔
- ایسی جان کا ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے، خواہ وہ مسلم ہو، یا کافروں میں سے ذمی ہو، یا معاہد ہو یا امن دیا ہوا ہو۔ (سوائے ان لوگوں کے جن کا خون بہانا شرعا برحق ہے وہ تین قسم کے لوگ

ہیں: ناحق قتل کرنے والا، شادی شدہ زانی اور دین کو ترک کرکے (مرتد ہوکر) مسلمانوں کی جماعت سے نکل جانے والا۔

- [یتیم کا مال ناحق طریقے سے کھانا۔] اور یتیم وہ ہے جس کے والد کا اس حال میں انتقال ہوا کہ وہ بچہ تھا اور عقل و شعور کو نہیں پہنچا تھا۔
- [میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا] اس سے مراد اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والی فوجیں ہیں۔
- [پاکدامن مسلم عورتوں پر تہمت باندھنا] اس سے مراد عام عورتیں ہیں۔
- [جھوٹی قسمیں کھانا] اسی طرح اللہ کے علاوہ کی قسم کھانا جیسے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھانا، یا شرف وعزت کی، یا زندگی کی، یا ذمہ کی، یا قبروں کی، یا بڑھاپے کی قسم کھانا۔
- [جوا کھیلنا] یعنی ہر وہ معاملہ جو نفع اور نقصان کے ارد گرد گھومتا رہتا ہے، جیسے لاٹری وغیرہ۔
- [غیبت کرنا] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف یوں کی ہے: {اپنے مسلمان بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو}۔
- [چغل خوری] یعنی لوگوں کے درمیان فساد برپا کرنے کی غرض سے باتیں پھیلانا۔

مسابقہ کا حکم

جو عوض اور بلا عوض دونوں طریقے سے جائز ہے:	مطلق طور پر حرام ہے:	بغیر عوض کے جائز ہے اور عوض کے ساتھ جائز نہیں:
جیسے: گھوڑے، اونٹ اور تیر اندازی کا مسابقہ، آپ ﷺ کے بقول: "مسابقہ نہیں ہے مگر گھوڑے میں اونٹ میں اور تیر اندازی میں"۔	جیسے: نرد شیر اور شطرنج وغیرہ۔	وہ تمام قسم کے مسابقات جن کا ذکر نہیں ہوا۔

اٹھارہواں سبق

میت کی تجہیز و تکفین، نماز جنازہ اور تدفین کا بیان

اس کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے:

پہلی بات: موت کے وقت لَا إِلَـهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرنا مشروع ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لقنوا موتاكم: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اپنے مرنے والے کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرو، اور مرنے والے سے مراد یہ ہے کہ جن پر موت کی علامتیں ظاہر ہو چکی ہوں۔

دوسری بات: جب موت کا یقین ہو جائے تو میت کی دونوں آنکھیں بند کر دی جائیں اور داڑھی کو باندھ دیا جائے، جیسا کہ سنت سے ثابت ہے۔

تیسری بات: مسلمان میت کو غسل دینا واجب ہے، الا یہ کہ کسی نے معرکے میں شہادت پائی ہو، تو اسے نہ تو غسل دیا جائے گا اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، بلکہ اسی شہادت والے کپڑے میں دفن کر دیا جائے گا، اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے مقتولین کو نہ تو غسل دیا اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

چوتھی بات: میت کو غسل دینے کا طریقہ: شرمگاہ پر پردہ ڈال دے، پھر تھوڑا اوپر اٹھا کر پیٹ کو نرمی سے دبائے، پھر غسل دینے والا اپنے ہاتھ میں کپڑے کا ٹکڑا یا اس جیسی کوئی چیز لپیٹ لے اور اس کے ذریعے صاف کرے، پھر اس کو وضو جیسا وضو کرائے، پھر سر اور داڑھی کو پانی اور بیری کے پتے یا اسی جیسی کسی چیز سے دھوئے، پھر دائیں پہلو کو غسل دے، پھر بائیں کو بھی، اسی طرح دوسری اور تیسری مرتبہ بھی غسل دے، اور ہر مرتبہ ہاتھ کو پیٹ سے گزارے، اور کچھ نکلے تو اسے دھو دے، اور اس جگہ کو روئی یا اسی جیسی کسی چیز سے بند کر دے، اگر اس کے باوجود نہ رکے تو خالص مٹی، یا کسی جدید طبی طریقے سے بند کرے؛ جیسے: چپکنے والا کوئی مادہ، اور دوبارہ وضو کرائے، اور اگر تین مرتبہ سے صفائی حاصل نہ ہو تو پانچ یا سات بار غسل دے، پھر کپڑے سے پانی کو خشک کرے، اور دونوں بغل اور زانوؤں کے باطنی حصہ اور سجدے کی

جگہوں کو خوشبو لگائے، اور اگر پورے جسم میں لگا دے تو اچھی بات ہے، پھر کفن کو بخور کی دھونی دے، اگر مونچھیں یا ناخن لمبے ہوں تراش دے اور اگر چھوڑ دے کوئی حرج کی بات نہیں، اور بال کو نہ سلجھائے [کنگھی نہ دے]، اور زیر ناف صاف نہ کرے اور نہ ہی ختنہ کرے، اس لیے کہ اس پر کوئی دلیل موجود نہیں، اور عورت کے بال کو تین چوٹی دی جائے اور پیچھے سے لٹکا دیا جائے۔

پانچویں بات: میت کو کفن دینا: افضل یہ ہے کہ مرد کو تین سفید کپڑے میں کفن دیا جائے جس میں کرتا اور پگڑی نہ ہو، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا، اور کفن کے کپڑے کو ایک دوسرے میں داخل کر دیا جائے، اور اگر ایک قمیص، تہہ بند اور چادر میں کفن دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اور عورت کو پانچ کپڑے میں کفن دیا جائے گا: قمیص، اوڑھنی، تہہ بند اور دو چادر۔ (سندا پانچ کپڑے والی روایت ضعیف ہے۔)

اور بچے کو ایک کپڑے سے تین کپڑے میں کفن دیا جائے، اور بچی ایک کرتا اور دو چادر میں کفن دیا جائے۔

اور سبھوں کے حق میں واجب ایک کپڑا ہے جو میت کے پورے بدن کی پردہ پوشی کرے۔

اگر میت حالت احرام میں ہو تو پانی اور بیری کے پتہ سے غسل دیا جائے اور اسی تہہ بند اور چادر میں یا ان دونوں کے علاوہ کچھ ہو تو اسی میں کفن دیا جائے، اور اس کے بال اور چہرے کو نہ ڈھانکا جائے، اور نہ ہی اسے خوشبو لگائی جائے؛ اس لیے کہ وہ بروز قیامت تلبیہ پڑھتے ہوئے اٹھایا جائے گا، جیسا کہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث منقول ہے۔

اور اگر حالت احرام میں عورت ہو تو اسے دوسری عورت کی طرح کفن دیا جائے، لیکن خوشبو نہ لگائی جائے، نہ ہی چہرے کو نقاب سے چھپایا جائے اور نہ ہی دونوں ہاتھوں میں دستانہ پہنایا جائے، لیکن چہرے اور دونوں ہاتھ کو اس کپڑے سے چھپایا جائے جس میں اسے کفن دیا گیا ہے، جیسا کہ اس کا بیان عورت کو کفن دینے کے طریقے میں گزرا۔

چھٹی بات: میت کو غسل دینے، اس کی نماز جنازہ پڑھانے اور اسے دفن کرنے کا سب سے زیادہ حق وہ شخص رکھتا ہے جس کے بارے میں میت نے وصیت کی ہو، پھر اس کا باپ، پھر دادا، پھر عصبات میں سے جو اس سے زیادہ قریب ہو۔ یہ حکم مرد کے حق میں ہے۔

اور عورت کو غسل دینے کا سب سے زیادہ وہ حق رکھتی ہے جس کے بارے میں اس نے وصیت کی ہو، پھر اس کی ماں، پھر دادی نانی، پھر عورتوں میں جو اس سے زیادہ قریب ہو۔

میاں بیوی کا حکم یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں، اس لیے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی نے غسل دیا تھا، اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی زوجہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا۔

ساتویں بات: میت پر نماز پڑھنے کا طریقہ: چار مرتبہ تکبیر کہی جائے، پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھے، اور اگر اس کے ساتھ کوئی چھوٹی سورت یا ایک آیت یا دو آیت پڑھ لے تو اچھی بات ہے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس ضمن میں صحیح روایت وارد ہے، پھر دوسری تکبیر کہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تشہد میں درود پڑھنے کی طرح درود پڑھے، پھر تیسری تکبیر کہی جائے، اور یہ دعاء پڑھے: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ۔

ترجمہ: اے اللہ تو بخش دے ہمارے زندہ اور مردہ کو، حاضر اور غائب کو، چھوٹے اور بڑے کو، مذکر اور مؤنث کو۔ اے اللہ ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھ اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جسے موت دے اسے ایمان پر موت دے۔ اے اللہ تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد تو ہمیں گمراہ نہ کر۔

اللهُمَّ، اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ – أَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ –

اے اللہ تو اسے معاف فرما، اس پر رحم فرما، اسے عافیت میں رکھ، اس سے درگزر فرما، اس کی بہترین مہمانی فرما، اس کی قبر کو کشادہ کر دے، اس کے گناہوں کو پانی اولوں اور برف سے دھو ڈال، اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے سفید کپڑے کو میل سے صاف کر دیا جاتا ہے، اسے اس کے دنیا والے گھر سے بہتر گھر، لوگوں میں سے بہتر لوگ، اور اس جوڑے سے بہتر جوڑا عطا فرما۔ اسے جنت میں داخل کر دے اور قبر کے عذاب اور جہنم کے عذاب سے بچا، اور اس کے لیے قبر میں کشادگی پیدا کر دے اور نور عطا فرما۔

پھر چوتھی تکبیر کہے اور دائیں جانب ایک سلام کہے، اور مستحب یہ ہے کہ ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرے [دونوں ہاتھ اٹھائے]

اگر میت عورت ہو تو کہا جائے: { اللهُمَّ، اغْفِرْ لَهَا ۔۔۔ الخ }۔

اگر جنازہ دو شخص کا ہو تو کہا جائے: { اللهُمَّ، اغْفِرْ لَهُما ۔۔۔ الخ }۔

اگر جنازے میں دو سے زیادہ میت ہوں تو کہے: { اللهُمَّ، اغْفِرْ لَهُم ---الخ}۔

اگر بچے کا جنازہ ہو تو مندرجہ بالا دعاؤوں کی جگہ یہ کہے: «اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ فَرَطًا وَذُخْرًا لِوَالِدَيْهِ، وَشَفِيعًا مُجَابًا، اللَّهُمَّ ثَقِّلْ بِهِ مَوَازِينَهُمَا، وَأَعْظِم بِهِ أُجُورَهُمَا، وَأَلْحِقْهُ بِصَالِحِ سَلَفِ الْمُؤْمِنِينَ، وَاجْعَلْهُ فِي كَفَالَةِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ، وَقِهِ بِرَحْمَتِكَ عَذَابَ الْجَحِيمِ».

ترجمہ: اے اللہ اسے میر منزل اور اپنے والدین کے لیے ذخیرہ بنادے، اور ان کے لیے ایسا سفارشی بنادے جس کی سفارش قبول ہو۔ اے اللہ اس کے ذریعے دونوں کے میزان عمل کو وزنی بنادے، اور اس کے ذریعے دونوں کے اجر کو عظیم بنادے، اور اس کو مومنوں کے سلف صالحین سے ملادے، اور اس کو ابراہیم علیہ السلام کی کفالت میں کردے، اور اس کو اپنی رحمت سے عذاب جہنم سے بچا۔

اور سنت یہ ہے کہ مرد کا جنازہ ہو تو امام اس کے سر کے سامنے اور عورت کا ہو تو اس کے درمیان میں کھڑا ہو، اور اگر اجتماعی جنازہ ہو تو مرد کا جنازہ امام کے نزدیک ہو، اور عورت کا قبلہ کی طرف، اور اگر ان کے ساتھ بچے کا بھی جنازہ ہو تو اسے عورت کے جنازے پر مقدم کیا جائے، پھر عورت کا اور بچی کا جنازہ رکھا جائے اور بچے کا سر مرد کے سر کے برابر ہو اور عورت کا درمیانی حصہ مرد کے سر کے برابر ہو اور اس طرح بچی کا سر عورت کے سر کے برابر ہو اور عورت کا درمیانی حصہ مرد کے سر کے برابر ہو اور نماز میں سب کے سب امام کے پیچھے کھڑے ہوں سوائے اس کے جو امام کے پیچھے جگہ نہ پائے تو وہ امام کے دائیں طرف کھڑا ہو جائے۔

آٹھویں بات: میت کو دفن کرنے کا طریقہ: مشروع یہ ہے کہ قبر کمر کی گہرائی تک کھودی جائے، اور قبلہ کی جانب اس میں لحد [بغلی قبر] ہو، اور میت کو اس کے دائیں پہلو پر لحد میں رکھا جائے، اور کفن کی گرہ کھول دیا جائے، اور اسے نکالا نہ جائے بلکہ اسی میں چھوڑ دیا جائے، اور میت مرد ہو یا عورت چہرہ نہ کھولا جائے، پھر لحد پر کچی اینٹ نصب کردی جائے اور مٹی سے لیپ دیا جائے تاکہ مضبوط ہو جائے اور مٹی اس میں داخل نہ ہو، اور اگر کچی اینٹ میسر نہ ہو تو لکڑی کی تختیوں یا پتھروں یا کسی بھی لکڑی سے اس لحد کے منھ کو بند کر دیا جائے اور اس پر مٹی لگادی جائے، مستحب یہ ہے کہ اس وقت یعنی میت کو قبر میں اتارتے وقت بِسْمِ اللهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (رواه أحمد) پڑھا جائے، اور قبر ایک بالشت اونچی کی جائے، اور اگر میسر ہو تو قبر پر چھوٹے چھوٹے پتھر رکھ دیے جائیں اور پانی کا چھڑکاؤ کر دیا جائے۔ اور جنازے میں شریک لوگوں کے لیے مشروع یہ ہے کہ وہ میت کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو جائیں اور میت کے لیے دعا کریں، اس لیے کہ نبی ﷺ جب میت کے دفن سے فارغ ہوئے تو قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا: اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ، وَاسْأَلُوا لَهُ التَّثْبِيتَ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ (رواه البيهقي)

ترجمہ: اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرو کیوں کہ ابھی اس سے سوال کیا جائے گا۔

نویں بات: اور جس نے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو اس کے حق میں مشروع یہ ہے کہ دفن کے بعد اس پر نماز پڑھے، اس لیے کہ نبی ﷺ نے ایسا کیا ہے، البتہ یہ نماز ایک ماہ یا اس سے کم مدت کے اندر ادا کی جائے اور اگر دفن کی مدت ایک ماہ سے زیادہ ہو چکی ہو تو ایسی قبر پر نماز پڑھنا درست نہیں، اس لیے کہ ایسا نبی ﷺ سے منقول نہیں ہے کہ انہوں نے میت کی تدفین کے ایک ماہ بعد کسی قبر پر نماز جنازہ پڑھی ہو۔

دسویں بات: میت کے اہل خانہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ لوگوں کے لیے کھانا بنائیں، جیسا کہ صحابی جلیل جریر بن عبداللہ بجلی فرماتے ہیں: كُنَّا نَعُدُّ الاِجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ المَيِّتِ وَصَنِيعَةَ الطَّعَامِ بَعْدَ الدَّفْنِ مِنَ النِّيَاحَةِ رواه أحمد ، ہم لوگ میت کو دفن کرنے کے بعد اس کے گھر والے کے یہاں جمع ہونے اور کھانا بنانے کو نیاحہ میں شمار کرتے تھے۔

البتہ میت کے اہل خانہ اور ان کے مہمانوں کے لیے کھانا تیار کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور میت کے رشتے داروں اور پڑوسیوں کے لیے مشروع ہے کہ وہ میت کے اہل خانہ کے لیے کھانا تیار کریں؛ اس لیے کہ جب نبی ﷺ کو ملک شام سے جعفر بن ابی طالب کی موت کی خبر پہنچی تو اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ وہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کریں، اور کہا: إِنَّهُ أَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ، ان کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا ہے کہ وہ مشغول ہو گئے ہیں۔

اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ اہل میت اپنے پڑوسیوں یا ان کے علاوہ لوگوں کو اس کھانے پر مدعو کریں جو ان کے لیے تیار کیا گیا ہے، اور جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ شریعت کی جانب سے اس کے لیے کوئی وقت متعین نہیں ہے۔

گیارہویں بات: اور عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے، سوائے اس عورت کے جس کا شوہر وفات پا جائے تو ایسی عورت پر واجب ہے کہ وہ چار مہینہ دس دن خود کو زیب وزینت سے دور رکھے، اور اگر کوئی حمل والی عورت ہو تو وہ بچہ کی ولادت تک زیب وزینت اختیار نہ کرے، (یعنی حاملہ عورت کی عدتِ وفات وضعِ حمل ہے، اور غیر حاملہ کی چار ماہ دس دن۔) اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح سنت سے اس بارے میں ایسا ہی ثابت ہے۔

بارہویں بات: مردوں کے لیے مشروع ہے کہ وہ وقفے وقفے سے قبروں کی زیارت کریں، اہل قبور کے لیے اللہ سے مغفرت ورحمت طلب کریں، موت کو اوراس کے بعد کی زندگی کو یاد کرنے کی تلقین کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: «زُورُوا الْقُبُورَ؛ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الآخِرَةَ»، قبر کی زیارت کرو کیونکہ وہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہے، اور اپنے صحابہ کرام کو سکھاتے تھے کہ جب وہ قبر کی زیارت کریں تو یہ کہیں: «السَّلامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ، يَرْحَمِ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ».

اے اس دیار میں رہنے والے مومنوں اور مسلمانوں آپ لوگوں پر سلامتی ہو، اور بلاشبہ اللہ نے چاہا تو یقینا ہم بھی آپ سے ملنے والے ہیں، ہم آپ لوگوں کے لیے اور اپنے لیے اللہ سے عافیت طلب کرتے ہیں، اللہ تعالی ہم میں سے پہلے آنے والے اور بعد میں آنے والے پر رحم فرمائے۔

رہی بات عورتوں کی تو ان کے لیے قبروں کی زیارت مشروع نہیں ہے؛ اس لیے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے {قبر کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے}، اور اس لیے بھی انہیں قبروں کی زیارت سے روکا گیا ہے کہ ان کی زیارت سے فتنہ کا اندیشہ ہو سکتا ہے، اور وہ صبر نہیں کر سکتی ہیں۔

اسی طرح ان کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ جنازہ کے پیچھے پیچھے قبرستان تک جائیں؛ اس لیے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے، جہاں تک مسجد یا مصلیٰ میں نماز جنازہ پڑھنے کی بات ہے تو یہ مردوزن سبھوں کے لیے مشروع ہے۔

هَذَا آخِرُ مَا تَيَسَّرَ جَمْعُهُ، وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَآلِهِ وَصَحْبِهِ.

زیارت قبور کی قسمیں

شرعی زیارت

یہ ہے کہ آخرت کو یاد کرنے اور مردوں کے لیے دعا کرنے کی نیت سے قبروں کی زیارت کرے اور اس کے لیے رخت سفر نہ باندھے اور نہ ہی شریعت کے مخالف کوئی کام انجام دے۔

بدعی زیارت

قبروں کے پاس اللہ سے دعا کرنے کی نیت سے زیارت کرے۔

شرکیہ زیارت

صاحب قبر سے دعا کرنے کی غرض سے زیارت کرے۔

گزشتہ اسباق سے متعلق سوالات

۱. ملکی نظام اور شرعی آداب کی پاسداری مسلم کے اخلاق میں سے ہے۔ [صحیح - غلط]

۲. میرا دین مجھے اس بات کا حکم دیتا ہے کہ میں برے لوگوں کی صحبت اختیار کروں اور نیکو کار سے دور رہوں۔ [صحیح - غلط]

۳. اسلام نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہم اپنے خادموں اور مزدوروں کے ساتھ اچھاسلوک کریں۔ [صحیح - غلط]

۴. جو شخص دوسروں کو زبان اور ہاتھ سے تکلیف دے مجھے اس کی صحبت اختیار کرنی چاہیے۔ [صحیح - غلط]

۵. اگر مجھے کوئی گالی دے تو مجھے بھی جواب میں اسے گالی دینا اور لطف اندوز ہونا چاہیے۔[صحیح - غلط]

۶. اسلام نے مجھے سکھایا ہے کہ ضرورت مندوں اور کمزوروں کی مدد کروں۔ [صحیح - غلط]

۷. ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق میں سے یہ ہے کہ جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے اور اس کی شفایابی کے لیے دعا کرے۔ [صحیح - غلط]

۸. پڑوسیوں کے راز پر مطلع ہونا یہ ایمان والوں کی صفات میں سے ہے۔ [صحیح - غلط]

۹. اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو لوگوں کے لیے زیادہ نفع بخش ہو۔[صحیح - غلط]

۱۰. گھر سے نکلنے کی دعا: (بِسْمِ اللهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللهِ خَرَجْنَا وَعَلَى رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا). [صحیح - غلط]

۱۱. جو میرے چھینک کا جواب دے میں اسے کہوں گا: (يَهْدِيكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ). [صحیح-غلط]

۱۲. اذکار مسلمان کی حفاظت کرتے ہیں اور اسے اللہ سے قریب کرتے ہیں۔ [صحیح - غلط]

۱۳. اس بات کی کیا علامت ہے کہ آپ اپنے مسلمان بھائی سے محبت کرتے ہیں؟

....

....

۱۴. ایمان کی کمی پر جو باتیں دلالت کرتی ہیں انہیں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ اپنے مسلمان بھائی سے حسد کریں۔ [صحیح - غلط]

۱۵. حصول محبت کے اسباب کیا ہیں؟

....

....

۱۶. نشہ آور اشیا میں سے حرام وہ ہے جسے شراب کہتے ہیں۔ [صحیح - غلط]

۱۷. خوردونوش کی اشیا میں پھونک مارنا مکروہ ہے۔ [صحیح - غلط]

۱۸. کھانے سے فراغت کے بعد اور ہاتھ دھونے سے پہلے انگلیوں کا چاٹنا مستحب ہے۔ [صحیح - غلط]

۱۹. کھانے پینے اور پہننے میں میانہ روی اختیار کرے ۔ [صحیح - غلط]

۲۰. میت کو غسل دینے، اس کی نماز جنازہ پڑھانے اور اسے دفن کرنے کا سب سے زیادہ حق وہ رکھتا ہے جو----------ہے، پھر----------پھر-----------پھر----------

۲۱. میت کی جانب سے قرض کی ادائیگی:

O واجب ہے۔ O سنت ہے۔ O جائز ہے۔

۲۲. میت کو دفن کرنے کا حکم:

O سنت ہے۔ O واجب ہے۔ O فرض کفایہ ہے۔

۲۳. موت کے وقت لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ کی تلقین:

O واجب ہے۔ O سنت ہے۔ O حرام ہے۔

۲۴. میت کو غسل دینے والے افراد کے علاوہ لوگوں کا حاضر ہونا:

O حرام ہے۔ O مباح ہے۔ O مکروہ ہے۔

۲۵. میت کو قبر میں ڈالنے کے بعد کفن کا بندھن کھول دینا چاہیے۔ [صحیح - غلط]

۲۶. میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل نہیں دے سکتے، اس لیے کہ وفات کے بعد نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ [صحیح - غلط]

۲۷. مرد و عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ ان کو غسل دیں جو ان کے------------------

----

۲۸. جس کی نماز جنازہ فوت ہو گئی ہو وہ ---------------پڑھ سکتا ہے، اور یہ ---------- مدت کے اندر ہونا چاہیے ۔

۲۹. میت پر رونا مطلق طور پر جائز ہے۔ [صحیح - غلط]

۳۰. میت کو لحد میں قبلہ رخ کر کے رکھا جائے گا۔ [صحیح - غلط]

مراجع کی فہرست

- " قرآن کریم "بروایت حفص۔
- " قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر "[ترجمہ: مولانا محمد جوناگڑھی، تفسیر: حافظ صلاح الدین یوسف]
- "الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سننہ وایامہ "[امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری جعفی رحمہ اللہ [ت ۲۵۶ھ]
- "الجامع المسند الصحیح "[امام ابو حسین مسلم بن حجاج نیساپوری رحمہ اللہ [ت ۲۶۱ھ]
- "الشرح الممتع علی زاد المستقنع "[شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ [ت ۱۴۲۱ھ]
- "القول المفید علی کتاب التوحید "[شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ [ت ۱۴۲۱ھ]
- "تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان "[اردو ترجمہ]

[شیخ عبد الرحمن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ [۱۳۷۶ھ]

موضوعات کی فہرست

مقدمہ کی تشریح ۲

پہلے سبق کی تشریح: سورہ فاتحہ اور قصار مفصل ۴

[تیسیر الکریم الرحمن] سے کچھ اقتباسات ٦

مقدمہ اور تفسیر سے متعلق سوالات ۳۵

دوسرے سبق کی تشریح: اسلام کے ارکان ۵۵

تیسرے سبق کی تشریح: ایمان کے ارکان ٦۲

چوتھے سبق کی تشریح: توحید اور شرک کی قسمیں ٦۷

پانچویں سبق کی تشریح: احسان ۷۲

توحید سے متعلق سوالات ۷۳

چھٹے سبق کی تشریح: نماز کی شرطیں ۷۹

ساتویں سبق کی تشریح: نماز کے ارکان ۸۳

آٹھویں سبق کی تشریح: نماز کے واجبات ۸۵

نویں سبق کی تشریح: تشہد کا بیان ۸٦

دسویں سبق کی تشریح ۸۸

گیارہویں سبق کی تشریح: نماز کی سنتیں ۹۰

سجدہ سہو کے احکام ۹۲

نماز کا طریقہ تصویروں کے ذریعے ۹۳

نماز اور اس کے احکام ومسائل کا خلاصہ ۱۰۳

نماز سے متعلق سوالات ۱۰۷
بارہویں سبق کی تشریح: وضو کی شرطیں ۱۱۳
تیرہویں سبق کی تشریح: وضو کے فرائض ۱۱۵
چودہویں سبق کی تشریح: وضو کے نواقض ۱۱۶
وضو کا طریقہ تصویروں کے ذریعے ۱۱۸
طہارت کے بارے میں کچھ باتیں ۱۲۱
طہارت سے متعلق سوالات ۱۲۵
احکام زکاۃ سے متعلق کچھ باتیں ۱۲۸
زکاۃ سے متعلق سوالات ۱۳۴
روزے سے متعلق کچھ باتیں ۱۳۸
روزے سے متعلق سوالات ۱۴۵
حج اور عمرہ سے متعلق کچھ باتیں ۱۴۸
حج سے متعلق سوالات ۱۵۷
پندرہویں سبق کی تشریح: مشروع اخلاق سے آراستہ ہونا ۱۶۰
سولہویں سبق کی تشریح: اسلامی آداب سے آراستہ ہونا ۱۶۱
سترہویں سبق کی تشریح؛ شرک اور نافرمانیوں سے ڈرانا ۱۶۴
اٹھارہویں سبق کی تشریح: میت کی تجہیز و تکفین ۱۶۶
اسلامی آداب اور جنازے سے متعلق سوالات ۱۷۳
مراجع کی فہرست ۱۷۶
فہرست موضوعات ۱۷۷

یادداشت

یادداشت

یادداشت

MahadSunnah

شرح متن الدروس المهمہ لعامۃ الامۃ (عام مسلمانوں کے لیے اہم اسباق): اس کتاب کے مؤلف ڈاکٹر ہیثم بن محمد جمیل سرحان ہیں۔ یہ کتاب در حقیقت شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی "الدروس المھمہ لعامۃ الامۃ" نامی کتاب کی شرح ہے جس میں انہوں نے فقہ، عقیدہ، سلوک اور ان مسائل کا ذکر کیا ہے جن کی معرفت ہر مسلمان کو ہونی چاہیے۔

فاضل مؤلف نے اسے تذییل، فہارس اور تقسیمات کی شکل میں خوبصورت انداز میں ترتیب دے کر قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس میں انہوں نے کتاب کے ابواب میں مذکور دلائل و آثار کے مجموعی مقاصد اور اجمالی معنیٰ کا ذکر کیا ہے، اور ہر قسم کے بعد انہوں نے قاری کی صلاحیت پرکھنے کی خاطر سوالات تیار کیے ہیں۔

اس کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اسے تطویل لاطائل اور اختصار مخل سے بچتے ہوئے بڑی چابکدستی کے ساتھ معتدل انداز میں تیار کیا گیا ہے۔

https://t.me/hsarhan1_2

https://alsarhaan.com/ur

https://www.youtube.com/channel/UCzGcq0nsZdERoCMWf9uu9LQ
https://youtube.com/playlist?list=PLBFEt29we8155Iez4LclBhQ1pBgiCbmZz

https://www.facebook.com/pg/35-%D8%A7%D8%B1%D8%AF%D9%88-%DA%88%D8%A7%D9%83%D9%B9%D8%B1-%DB%81%DB%8C%D8%AB%D9%85-%D8%B3%D8%B1%D8%AD%D8%A7%D9%86-%D9%88%D9%8A%D8%A8-%D8%B3%D8%A7%D8%A6%DA%88-%D8%A7%D8%B1%D8%AF%D9%88-%D8%B2%D8%A8%D8%A7%D9%86-%D9%85%D9%8A%DA%BA-1324582427683877/community/